دلایل حقانی

الحمد للہ والمنہ کہ رسالہ

دلائل حقانی

یعنی حصہ سوم

فیصلہ آسمانی

بر کذب

مسیح قادیانی

مُصنّفہ

مقبول یزدان مجدد دوران حضرت مولانا سیّد ابو احمد رحمانی متع اللہ المسلمین بطول بقاءہٖ
جس میں مرزا غلام احمد قادیانی کے کاذب اور مفتری ہونیکے
ثبوت میں نہایت روشن دلیلیں اور لائق دید محققانہ بحثیں ہیں
جنھیں طالبین حق ملاحظہ فرما کر بہت مسرور ہونگے

پہلی مرتبہ ۱۳۳۲ھ میں امرتسر میں اور دوسری مرتبہ ۱۳۳۷ھ میں دہلی میں
حسب فرمائش حکیم مولانا مولوی حافظ محمد ابراہیم صاحب امام جامع مسجد رنگون

دلی پرنٹنگ ورکس دہلی میں لالہ ٹھاکر داس صاحب کے اہتمام سے چھپا

تعداد ۱۵۰۰ — ۱۳۳۷ھ — قیمت ۱۲/

مضامین عالیہ

رسالہ ھذا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تعریف اوسی ذات اقدس کے لئے زیبا ہے جو ہر عیب سے پاک اور اپنے بندوں پر کمال مہربان ہے جس نے ہماری ہدایت کے لئے اپنے برگزیدہ رسول بھیجے اور حق و باطل کے تمیز کرنے کیلئے عقل سلیم عنایت کی۔

اللھم صل علی سید الھادین وخاتم النبیین ورحمۃ اللعالمین و علی الہ وصحبہ اجمعین

برادران اسلام اس ناچیز نے محض آپکی خیر خواہی کے خیال سے رسالہ فیصلہ آسمانی لکھا ہے یہ اوسکا تیسرا حصہ ہے طالبین حق سے میں التجا کرتا ہوں کہ اس رسالہ کو بنظر غور ملاحظہ کریں مذہب اسلام کی روشنی جب سے پھیلی ہے اوس کی دوسری صدی سے ایسے لوگ پیدا ہونے شروع ہوئے جنھوں نے اسلام کو بظاہر مانکر اوسکی روشنی کو ماند کرنا چاہا اور اس بہترین امت کو فتنہ میں ڈالا کتنوں نے نبوت کا دعوے کر کے خلق کو گمراہ کیا بعضے مہدی موعود بنکر بادشاہ ہو گئے لاکھوں کے معتقد اقرار پائے غرضکہ اپنی لیاقت اور ہمت اور کوشش کے موجب کامیاب ہوئے اور بعض ناکام رہے ہندوستان میں بھی ایسے لوگ ہوئے مثلاً نویں صدی میں سید محمد[۱] جونپور میں ایک شخص ہوا اوس نے

حاشیہ ۱ سید محمد کی پوری حالت رسالہ ہدیہ مہدویہ سے معلوم ہوسکتی ہے یہ رسالہ مطبع نظامی کانپور ۱۲۸۷ھ میں چھپا ہے مرزا صاحب کی حالت اس کے بہت مشابہ ہے اور اس کے مریدین کی حالت انکے مریدین سے جن حضرات کو مرزا صاحب

مہدی ہونے کا دعوی کیا اور اپنے آپ کو تمام انبیاء سے افضل بتایا اور اسکی سحر بیانی کیوجہ سے لاکھوں نے اوسے مانا اور اسوقت اوسے مرے ہوئے چار سو برس سے زیادہ ہوگئے مگر ابتک اوس کے ماننے والے حیدر آباد وغیرہ میں موجود ہیں تیرہویں صدی میں علی محمد[1] بابی نے ملک فارس میں مہدی ہونے کا دعوی کیا اور باوجود حاکم وقت کی مخالفت کے کثرت سے اوس کے ماننے والے ہوئے اور اسوقت اوس کے ماننے والے بمبئی۔ رنگون ستنبول مصر شام۔ امریکہ۔ لندن وغیرہ میں موجود ہیں۔ اسیطرح چودہویں صدی میں ہندوستان کے خطہ پنجاب میں یہ فتنہ اُٹھا اور مرزا غلام احمد صاحب ساکن قادیان نے معجون مرکب ہونیکا دعوے کیا یعنے یہ کہا کہ مسلمان اور عیسائیوں کے لئے میں مہدی اور مسیح ہوں اور ہندؤں کے لئے کرشن ہوں۔ اونکے حالات معلوم کرنے سے اسکی بنیاد یہ معلوم ہوتی ہے کہ ابتدا میں مرزا صاحب نیک مزاج۔ اور ذی علم تھے اور مناظرہ اور تحریر کا ذوق طبعی تھا اس کیساتھ جبلی طور سے اُن کی طبیعت میں علو اور کبر بھی تھا اتفاقاً اُسوقت پادریوں کا زور تھا اون سے مقابلہ کا اتفاق ہوا اور اسلام کی حقانیت کے اثبات میں دلائل لکھنے کا ارادہ کیا براہین احمدیہ لکھنا شروع کیا پہلی دلیل جو انھوں نے لکھی وہ بہت عمدہ لکھی چونکہ خلقی طور سے اُنکی طبیعت میں علو تھا اس لئے وہ خود اُن سے متاثر ہوئے اور اپنے آپ کو بہت بڑا قابل اور مضمون نگار سمجھنے لگے اور اُن کی قابلیت کی خیالی عظمت نے اونکے ذہن میں یہ

بقیہ نوٹ: کی طرف میلان ہو وہ اس رسالہ کو دیکھیں اور اسکی حالت کو مرزا صاحب کی حالت سے ملائیں میں آپکی محض خیر خواہی سے آپکو متوجہ کرتا ہوں۔ ۱۲-

[1] علی محمد بابی کیحالت رسالہ مذاہب الاسلام مطبوعہ پیسہ اخبار لاہور کے خاتمہ سے اور سفرنامہ حافظ عبد الرحمن صاحب امرتسری مطبوعہ مفید عام لاہور سے معلوم کرنا چاہیئے جن حضرات کو تحقیق حق کا شوق ہو اور مرزا صاحب کیطرف انہیں رجحان ہو وہ اسکی حالت پر غور کریں اسکے مریدین کی حالت جہانتک سنی گئی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مرزا صاحب کے مریدوں سے بہت اچھے ہیں کچھ عرصہ ہوا اُنکے خلیفہ عبد البہا لندن میں آئے تھے اور بعض اہل ولایت نے انھیں اعزاز سے لیا تھا اور انکی تقریر سننے کیلئے وہاں کے لوگوں کو دعوت دی تھی اور انھوں نے فارسی میں لکچر دیا اور مترجم انگریزی میں ترجمہ کرتا گیا مرزا صاحب کے ایک مرید خواجہ کمال الدین وہاں پہنچے ہیں اور ایک اخبار بھی جاری کیا ہے مگر وہاں اُنکی وقعت نہیں ہے ایک مرتبہ انھوں نے لکچر دینے کیلئے مجمع کیا مگر اونکی تقریر کی تمہید بھی پوری نہوئی تھی کہ اکثر لوگ چلے گئے۔ ۱۲-

جمادیا کہ ایسی تین سو دلیلیں ہم لکھ سکتے ہیں اسی بنیاد پر اُنھوں نے بڑے زور سے نہایت
جلی حرفوں میں اعلان دیا (چونکہ وہ خیالی علو کا ثمرہ تھا اسلئے وہ پورا نکر سکے) چونکہ براہین
میں جو دلیل لکھی گئی تھی وہ عمدہ تھی اس لئے ہر طرف سے آفرین اور مرحبا کی صدا بلند ہوئی
اور اُن کی طرف لوگ متوجہ ہوئے تعریف ہونے لگی اور روپیہ بھی آنے لگا۔ اب خدا تعالیٰ
کا امتحان شروع ہوا اور سخت ابتلا پیش آیا جس کا ذکر قرآن مجید میں اس طرح ہوا ہے
فَأَمَّا الْإِنسَانُ إِذَا مَا ابْتَلَاهُ رَبُّهُ فَأَكْرَمَهُ وَنَعَّمَهُ فَيَقُولُ رَبِّي أَكْرَمَنِ
یعنے پروردگار جب کسی انسان کو آزمایش میں ڈالتا ہے تو اُسکا اکرام کرتا ہے یعنی خلق کو اُسکی
طرف متوجہ کرتا ہے اور مخلوق اوسکی عظمت کرنے لگتی ہے اور دنیاوی نعمتیں بھی اُسے ملنے
لگتی ہیں اُسوقت یہ شخص سمجھتا ہے کہ میرے پروردگار نے میری عظمت کی میں مقبول خدا
ہو گیا۔ اس حالت میں اس کا دماغ ٹھکانے نہیں رہتا ہے اور جس قدر اس کی طبیعت
عالی ہوتی ہے ویسا ہی عالی دعوے کرنے لگتا ہے خلق کا رجوع ہونا اور خوش حالی سے
گذر ہونے لگنا سخت امتحان ہے اس میں مرزا صاحب کا دماغ بگڑا اور پہلے مجدد اور محدث
ہونے کا دعوے کیا پھر جس قدر لوگوں کی توجہ زیادہ ہوئی اور اہل کمال ذی علم نے
قابل توجہ نہ سمجھکر سکوت اختیار کیا اس وجہ سے مرزا صاحب نے اپنے مقابل میں سبکو
جاہل خیال کرکے جو جی میں آیا کہنا شروع کیا اور دلی خواہش اُن کی یہ ہو گئی کہ ساری
دنیا مجھے اپنا مقتدا مان لے اور دنیا کے تمام باشندے یعنی ہندو مسلمان عیسائی
وغیرہ سب اپنا پیشوا مجھے بنالیں مگر افسوس ہے کہ بجز چند مسلمانوں کے اور کسی نے
اونہیں نہیں مانا اور مسیح موعود کی جو علامت حدیث میں آئی ہے اُسکے بالکل برخلاف یہ ہوا کہ اون کی
ذات سے مسلمانوں کی تعداد میں کچھ بھی اضافہ نہ ہوا اور بڑی حسرت اور افسوس کی بات
یہ ہوئی کہ اُنھوں نے تمام اہل اسلام کے کفر کا فتویٰ دیدیا جنھوں نے اونھیں نمانا
اور دنیا کے ۲۰ کروڑ مسلمانوں کو کافر بنادیا اور کسی کافر کو مسلمان نہ بنایا اسلام کیلئے

اس سے زیادہ اور کیا آفت ہو سکتی ہے کہ تمام دُنیا سے اسلام گویا نابود ہو گیا اب اُن کے خلیفہ اور صاحبزادہ کا اصرار[1] ہے کہ سب کو کافر بنایا جائے اور کسی سے میل نہ رکھا جائے جس زور سے کوشش مرزا صاحب نے اپنے شہرت اور پیشوا بننے میں کی اُس کے لحاظ سے تو گویا ناکام رہے کیونکہ دنیا کی آبادی میں جو بہت بڑے دو گروہ عیسائی اور ہندو ہیں اُن میں سے کوئی[2] اُن پر ایمان نہیں لایا۔ اب رہے مسلمان ان میں سے بعض کا انھیں مان لینا کوئی عجب کی بات نہیں ہے کیونکہ پہلے اُن کی ظاہری صلاح اور دینی حمایت یعنے عیسائی اور آریہ کے جوابات نے اُن کی طرف بہت لوگوں کو متوجہ کر دیا تھا۔

پھر دعوے مہدویت کے بعد انھوں نے اپنے پیچدار تحریروں کا ایسا سلسلہ پھیلایا کہ بعض اہل علم بھی اُس میں آگئے اور پھر نکلنا مشکل ہو گیا اور ہمیں بھی ماننے میں کیا عذر ہو سکتا تھا اگر اُن میں وہ باتیں پائی جاتیں جو مقتدا اور برگزیدہ خدا حضرات میں ہونا چاہئیں۔ بزرگوں کے حالات کی کتابیں ملاحظہ کیجائیں اون کی مفید ہدایات کو دیکھا جائے پھر مرزا صاحب کے حالات پر غور سے نظر کیجائے تو بدیہی طور سے حق و باطل کا فرق معلوم

---

[1] رسالہ تشحیذ الاذہان بابت ماہ اپریل ۱۹۱۱ء ملاحظہ ہو ۱۲ - یہ رسالہ میاں محمود کا ہے جو اب خلیفہ ہیں۔

[2] میرے علم میں انکی تمام عمر کی کوشش میں ایک عیسائی یا ہندو اُن پر ایمان نہیں لایا اگر دو چار غیر مشہور عیسائی یا ہندو اُنپر ایمان لائے ہوں تو اُن کے اس عظیم الشان دعوے اور ایسی بلیغ کوشش کے مقابلہ میں کوئی چیز نہیں ہے کیونکہ جن دیندار علما کو کچھ بھی اپنے فضل و کمال کا دعوے نہیں ہو اُنکے ہاتھ پر کتنے عیسائی اور ہندو توبہ کر چکے ہیں پھر مرزا صاحب کی عیسویت اور مہدویت کی خصوصیت کیا ہوئی انکا دعویٰ بڑے زور سے تو یہ ہو کہ میں تثلیث پرستی کے ستون کو توڑنے آیا ہوں۔ پھر اسپر اس قدر وثوق ہو کہ کہتے ہیں کہ اگر میں ایسا نہ کروں تو گواہ رہو کہ میں جھوٹا ہوں اس عبارت سے ظاہر ہے کہ اپنی زندگی میں اس کام کے کرنے کا دعوے کر رہے ہیں مگر اب کوئی دکھائے کہ انھوں نے اپنی زندگی میں کروڑوں تثلیث پرستوں سے کے تثلیث پرست مسلمان بنائے مگر نہایت ظاہر ہے کہ نہیں ثابت کر سکتے۔ بھائیو! کچھ تو خوف خدا کرو جو شخص بڑے زور سے یہ دعوے کر رہا ہے کہ اگر میں تثلیث پرستی کے ستون کو نہ توڑوں تو میں جھوٹا ہوں۔ اب تم انصاف سے کہو کہ جن کا یہ دعویٰ ہو اُس کے ہاتھ پر سو دو سو عیسائی تثلیث پرست بھی مسلمان نہ ہوسے پھر اُس نے تثلیث پرستی کے ستون کو کس طرح توڑا جب اتنا خفیف اثر بھی اُن سے ظاہر نہ ہوا تو کیا وجہ ہے کہ ان کے اقرار کے بموجب انھیں کاذب نہ مانا جائے ۱۲۔

ہوتا ہے۔ مگر طالب حق ہو اور عنایت خداوندی اُسکی مدد کرے حضرت امام مہدی یا مسیح موعود کی علامتیں تو صحیح حدیثوں میں موجود ہیں وہ اون میں ہوتیں تو سر آنکھوں پر انھیں لیتے مگر نہایت افسوس کے ساتھ یہ کہا جاتا ہے کہ اُن میں سے کوئی علامت مرزا صاحب میں نہ پائی گئی بلکہ اُن علامتوں کے بالکل برخلاف ظاہر ہوا اور ہو رہا ہے **یہ دوسری دلیل ہے اُن کے جھوٹے ہونے کی** یعنے احادیث کی رو سے وہ جھوٹے ہیں۔

بھائیو! ذرا غور کرو کہ مرزا صاحب کے قبل کیسے کیسے عالی مرتبت اولیاء اللہ گزرے مثلاً **حضرت شیخ عبد القادر جیلانی**[۱] رضی اللہ عنہ حضرت خواجہ **معین الدین** چشتی رضی اللہ عنہ حضرت **مجدد الف ثانی** رضی اللہ عنہ جنکے سلسلہ میں خلیفہ[۲] صاحب مکہ معظمہ پہنچکر داخل ہوئے تھے اور اب بھی اون کا مرید بتاتے ہیں ان حضرات سے مسلمانوں کو اور اسلام کو بہت کچھ فائدہ پہنچا اور سینکڑوں اولیاء اللہ ان کے سلسلہ میں ہوئے جن کی کرامات ونشانات کے دفتر لکھے ہوئے اس وقت موجود ہیں باانیہمہ ان بزرگوں کی خبر قرآن و حدیث میں نہیں دی گئی مگر حضرت امام مہدی ؑ اور حضرت مسیح ؑ کا غل سینکڑوں برس سے ہے اوران کے آنے کی خبر حدیثوں میں دی گئی ہے اور خاص اور عام میں اون کا انتظار ہے پھر یہ کیوں ہے یہ اس لئے ہے کہ اون کی ذات سے اسلام کو اور مسلمانوں کو ایسا عظیم الشان فائدہ دینی اور دنیاوی پہنچے گا کہ کسی اولیاء اللہ کی ذات مقدس سے نہ پہنچا ہوگا اب یہ بتایا جاوے کہ مرزا صاحب کے آنے سے کیا فائدہ پہنچا اسلام کی کیا ترقی ہوئی مسلمانوں کی تعداد میں کس قدر افزائش ہوگئی اُن کی نکبت

---

[۱] شیخ عبد الحق محدث دہلوی آپ کے حالات میں لکھتے ہیں کہ حضرت کی کوئی مجلس وعظ یہود و نصاریٰ اور دیگر کفار اور عصاۃ سے خالی نہیں ہوتی تھی آپ کی وجہ سے پانسو سے زیادہ یہود و نصارا مسلمان ہوئے مرزا صاحب کی پچیس تیس برس کی بے انتہا کوشش اور اپنی مدح سرائی سے تو کچھ بھی اثر نہ ہوا نہ کوئی کافر مسلمان ہوا نہ کوئی بد چلن نیک چلن اور صالح ہوا مرزائیوں کی حالت کو ساری دنیا دیکھ رہی ہے اسپر تمام اولیا سے برتری کا دعوے ہے اب اُن کے خلیفہ اور متبعین کوشش کر رہے ہیں اسپر کیا ہوا ہاں اخباروں میں جھوٹی خبریں لکھی جاتی ہیں ۱۲۔

اور پریشانی میں کیا کمی ہوئی ذرا نظر اُٹھا کر دیکھو پھر ہر طرف ناکامی اور تنزلی کی گھٹا
چھائی ہوئی دیکھوگے اگر آپ کو دنیا کی حالت پر نظر ہے اور مسلمانوں کے دلی دردمند
ہیں تو ملاحظہ کیجئے کہ مرزا صاحب کا وجود شریف جب سے ہوا اور جب تک وہ زندہ رہے
اور اب اُن کے خلیفہ صاحب موجود ہیں اس عرصہ میں کسقدر مسلمانوں کی دینی اور
دنیاوی حالت میں تنزل ہوا کئی اسلامی سلطنتیں زیر وزبر ہوگئیں ہندوستان میں
دیکھو کہ کتنی زمینداریاں مسلمانوں کی ہنود کے ہاتھوں میں جا چکی ہیں اور مسلمان تاجروں
کا کیا حال ہو رہا ہے دینداری کی حالت دیکھی جائے کیسی افسوس ناک ہو رہی ہے
حدیثوں میں جو حالت مسلمانوں کے شوق عبادت کی امام مہدی علیہ السلام کے
وقت میں بیان ہوئی ہے اُسے خیال کیجئے اور اب مسلمانوں کی حالت کو دیکھئے
تو رونا آتا ہے شوق عبادت تو بڑی بات ہے اب تو عبادت کا خیال بھی بہت کم
معلوم ہوتا ہے جو اُن پر ایمان لے آئے ہیں اور اُن کی صحبت میں رہکر صحابی کا
لقب حاصل کر چکے ہیں خواہ وہ مرد ہوں یا عورت اُن کی حالت بیان کرنے سے
شرم آتی ہے اور دیکھنے والے دیکھ رہے ہیں نہ اُن کی صورت صلحا کی سی ہے نہ
اُن کے حالات واقوال نیکوں اور سچوں کے سے ہیں اور روحانیت کا غلبہ اور اہل دل
ہونا تو عظیم الشان بات ہے۔ بعض اُن کے مولویوں کو دیکھا جائے کہ اکثر کچہری میں
حاضر رہا کرتے ہیں اور مقدمہ میں ایسا صریح جھوٹ بولتے ہیں کہ حاکم نے برسر اجلاس
اُنھیں جھوٹ کا الزام دیا ہے اور اُن کی تحریر نے اُنہیں جھوٹا ثابت کر دیا ہے اور اُن
کے عوام کی حالت تو ناگفتہ بہ ہے دیکھنے والے دیکھ رہے ہیں اور جنھیں خوف خدا
اور طلب حق ہے وہ کچھ دن بری صحبت سے علیحدہ ہو کر مرزا صاحب اور ان کے متبعین
کے حالات پر انصاف سے غور کریں پھر اللہ تعالے سے پوری اُمید ہے کہ امر حق اُنپر
آفتاب کی طرح روشن ہو جائے گا۔

یہ ایسی بدیہی اور روشن باتیں ہیں کہ اُن پر تھوڑا غور کرنے کے بعد کوئی حق پسند مرزا صاحب کے کاذب ہونے میں تامل نہیں کر سکتا۔ اور کسی حجت اور دلیل کی اُسے حاجت نہیں رہتی مگر میں نے بنظر کمال خیر خواہی اور اتمام حجت اُن کے دلائل کی حالت بھی اظہر من الشمس کر دی ہے اور دکھا دیا ہے کہ جو دلیلیں اُن کی صداقت میں پیش کی جاتی ہیں اُنھیں سے اُن کا کاذب ہونا ثابت ہے مثلاً (۱) بعض وقت قرآن مجید کی بعض آیتوں سے اُن کی صداقت ثابت کیجاتی ہے اُس کا نمونہ رسالہ **معیار المسیح** میں دکھایا گیا ہے اور ثابت کر دیا گیا ہے کہ یہی آیتیں اُن کے کاذب ہونے کی دلیلیں ہیں اور حق پسند نظر جو اُنہیں دیکھ چکی ہیں۔ اُن کے دلوں میں میرے بیان کی صداقت سما گئی ہوگی اُن مسلمانوں کی حالت پر افسوس ہے کہ جن حضرت کی مختصر حالت ابھی بیان کی گئی اُن کی صداقت کا ثبوت قرآن مقدس سے سمجھتے ہیں (۲) بڑی دلیل مرزا صاحب نے اپنی صداقت کی گہنوں کا اجتماع بیان کیا تھا اور اس کے بیان میں خاص رسالے لکھے تھے اور آسمانی شہادت اُسے ٹھہرایا تھا اور جابجا اپنے رسالوں میں بڑے شد و مد سے اُسے پیش کیا تھا اُس کا حاصل یہ ہے کہ سنہ ۱۳۱۲ھ کے ماہ رمضان میں چاند گہن اور سورج گہن کا اجتماع ہوا تھا مرزا صاحب نے ایک نہایت ضعیف بلکہ موضوع روایت پیش کر کے یہ ثابت کرنا چاہا کہ یہ اجتماع امام مہدی کے وقت میں ہوگا۔ اس سے پیشتر کبھی اس کا ظہور نہ ہوا ہوگا۔ چونکہ یہ اجتماع میرے وقت میں ہوا اس لئے میں مہدی ہوں اس غلط فہمی یا دانستہ غلطی کے اظہار میں رسالہ **شہادت آسمانی** لکھا گیا اور بحمد اللہ آفتاب کی طرح روشن کر کے دکھا دیا گیا کہ یہ سب خیالات مرزا صاحب کے محض غلط اور بے سر و پا تھے نہ گہنوں کے ایسے اجتماع کو کسی حدیث میں امام مہدی کی علامت بیان کیا ہے اور نہ یہ اجتماع عقلاً اور نقلاً علامت ہو سکتا ہے کیونکہ

ایسے اجتماع بہت ہو چکے ہیں اور ہوتے رہیں گے اس رسالہ کے بعد دوسرا رسالہ اس بیان میں لکھا گیا جسمیں زیادہ تحقیق کیگئی ہے اور مرزا صاحب کی علمی غلطیاں اور فریب دکھائے ہیں پہلا رسالہ ۴۴ صفحوں پر ہے اور دوسرا ۱۳۰ صفحوں پر مطبع رحمانیہ مونگیر میں چھپا ہے حضرات ناظرین اس رسالہ کو ضرور ملاحظہ کریں (۳) مرزا صاحب کی صداقت کی وہ دلیل جسے انھوں نے نہایت ہی عظیم الشان ٹھیرایا تھا یعنے منکوحہ آسمانی کا نکاح میں آنا اور اس کے شوہر کا مرنا اس کا غلط ہونا تو ایسا روشن ہوا کہ ہر کہ ومہ نے اُسے دیکھ لیا اور معلوم کرلیا ہے اسی کے بیان میں رسالہ **فیصلہ آسمانی** لکھا گیا جس نے اظہر من الشمس کردیا کہ مرزا صاحب یقیناً کاذب تھے اور اُن کا کاذب ہونا نصوص قطعیہ اور آیات قرآنیہ سے اور اُن کے پختہ اقراروں سے نہایت روشن ہے اِس سے بڑھکر اُن کے کاذب ہونے کا ثبوت اور کیا ہوسکتا ہے اس پیشین گوئی کے غلط ہونے کے جواب میں عاجز ہوکر عجیب عجیب[1] طرح کی باتیں بنائی جاتی ہیں مگر اس پر نظر نہیں کیجاتی کہ مرزا صاحب اپنی صداقت کی دلیل میں نہایت عظیم الشان دلیل یہ پیش کرتے تھے کہ میرا نکاح محمدی سے ہوگا اور اُس کا شوہر میرے روبرو مرے گا۔ جب دنیا پر واقعات نے روشن کردیا کہ محمدی مرزا صاحب کے نکاح میں نہیں آئی اور اُس کا شوہر مرزا صاحب کے روبرو نہیں مرا تو اظہر من الشمس ہوگیا کہ مرزا صاحب نے جس بات کو وعدہ الٰہی قرار دیکر اپنے صداقت کا نہایت ہی عظیم الشان نشان قرار دیا تھا اور تمام دنیا کو اپنی طرف متوجہ کیا تھا اور آخر عمر تک خود بھی اس کے منتظر رہے اور سب کو اُس کے انتظار میں رکھا وہ غلط نکلا اور مرزا صاحب جھوٹے ثابت ہوئے اور اس کے جھوٹے ہونے سے اون کے تمام دعوے اور الہامات غیر معتبر ہوگئے اور عقلاً اور نقلاً ہر طرح جھوٹے ثابت ہوئے۔

---

[1] ان باتوں کی تفصیل مع انکے جوابات کے آئیگی اور اس رسالہ کا پہلا حصہ جو بار سوم دہلی میں چھپا ہے لائق ملاحظہ ہے

اس مختصر بیان میں غور کرنے کے بعد کسی طالب حق کو اس میں شبہ نہیں رہ سکتا کہ مرزا صاحب کی دلیلیں محض غلط تھیں کسی دلیل سے اُنکی صداقت ثابت نہیں ہوسکتی بلکہ مرزا صاحب اپنے مقرر کردہ معیار اور اپنے پختہ اقراروں سے کاذب ثابت ہوتے ہیں الحمدللہ اتمام حجت ہر طرح سے کردی گئی مگر افسوس ہے کہ مرزائی جماعت میں ایسے حضرات نظر نہیں آتے کہ ایسے محققانہ اور مہذبانہ رسالوں کو تحقیق اور انصاف کی نظر سے دیکھیں بعض نے ہمارے خلاف میں کچھ لکھا بھی ہے مگر سوائے غلط دعووں کے دلیل کا نشان نہیں ہے اُن کی تحریر نہایت بے تہذیبی سے گندہ اور عقل اور انصاف سے معرا ہے اور اسوقت جو اُن کے مقتدا ہیں باوجود مہذب ہونے کے ایسی بیہودہ اور بے عقلی کی تحریروں پر اپنی جماعت کو متنبہ نہیں کرتے بلکہ اپنے اخباروں میں اُن گندہ اور محض غلط تحریروں کی تعریف چھاپتے ہیں اور خود جواب دینے کی جرأت نہیں کرتے مگر وہ ارشاد نبوی کو یاد رکھیں کُلُّکُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِیَّتِہٖ میدان حشر میں اس افسری کی حقیقت کھل جائے گی۔

اب میں بغرض حصول برکت اصل مقصد بیان کرنے سے پہلے ایک پیشین گوئی اصدق الصادقین حبیب رب العلمین کی آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں اگر آپ کو اُمت محمدیہ ہونے کا فخر حاصل ہے اور کامل یقین ہے کہ انسان کو حیات ابدی اُسیوقت حاصل ہوسکتی ہے کہ وہ حضور انور جناب محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا پورا پیرو اور ساری باتوں کا ماننے والا ہے، اور بتقاضائے نفس نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَنَکْفُرُ بِبَعْضٍ[1] اُسکی حالت نہو تو ضرور آپ توجہ سے اُسے ملاحظہ کریں گے، اور اُسی کے بموجب اعتقاد رکھیں گے۔ اُس رسول برحق کی سچی پیشینگوئی یہ ہے (۱) سیکون فی امتی کذابون ثلاثون کلهم یزعم انه نبی اللہ وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی ولا تزال طائفة

---

[1] یعنی بعض باتوں کو مانتے ہیں اور بعض کو نہیں مانتے ۱۲۔

من امتی علی الحق ظاہرین لا یضرہم من خالفہم حتی یاتی امر اللہ مسلم، ترمذی، ابوداؤد وغیرہم من ائمۃ الحدیث" میری اُمت میں تیس جھوٹے پیدا ہونیوالے ہیں اُن میں سے ہر ایک کا گمان یہ ہوگا کہ میں خدا کا رسول ہوں حالانکہ میں خاتم النبیین یعنے آخر النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہوگا (اس لئے اِن کا یہ دعوی کرنا ہی اُنکے جھوٹے ہونے کی دلیل ہے) میری امت میں ہمیشہ ایک گروہ حق پر رہیگا اور غالب رہے گا اُسکے مخالف اُسے ضرر نہیں پہنچا سکیں گے یہانتک کہ خدا کا حکم (قیامت) آجائے، اس حدیث میں جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے کہ میرے بعد میری اُمت میں نبوت کا جھوٹا دعوی کرنے والے پیدا ہوں گے۔ اور اُن کے جھوٹا ہونے کی وجہ یہ بیان فرمائی ہے کہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے یعنی میرے بعد کسی کو نبوت کا مرتبہ نہیں مل سکتا ہے اس سے بخوبی ثابت ہوگیا کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد جو نبوت کا دعوے کرے وہ جھوٹا ہے خصوصًا وہ جو اپنے آپ کو اُمت محمدی میں قرار دے کر نبوت کا مدعی ہو اس کا جھوٹا ہونا نہایت ظاہر ہے،

اس حدیث سے اس کا بھی فیصلہ ہوگیا کہ خاتم النبیین کے معنی آخر النبیین کے ہیں یعنے کلام خدا اور رسول میں جن کو نبی کہا گیا ہے اُن سب کے بعد آنیوالے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین مان کر یہ کہنا کہ آپ تشریعی انبیا کے خاتم ہیں یا تمام انبیا کے لئے زینت یا مہر ہیں محض غلط اور قرآن شریف میں تحریف کرنا ہے۔ یہ دونوں تراشیدہ معنوں کی غلطی اس حدیث نے ظاہر کردی۔ اگر خاتم النبیین کے معنے میں کوئی تخصیص کی جائے یا اس کے دوسرے معنے لئے جائیں تو جملہ وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ ان کاذبوں کے جھوٹے ہونے کی وجہ نہیں ہوسکتا، واقعات اور تاریخ سے ظاہر ہے کہ جن

جھوٹے مدعیانِ نبوت نے جنابِ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو مان کر دعویٰ کیا ہے انہیں اکثر ایسے ہی ہیں جنھوں نے نبوت غیر تشریعی کا دعوےٰ کیا ہے، اس لئے ان کے کذب کے لئے حضور کا یہ ارشاد صحیح نہ ہوگا (نعوذ باللہ)

الحاصل یہ حدیث قرآن مجید کے مطابق اور آیت وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ کے بعض مضمون کی تفسیر ہے، اس حدیث نے اوّل تو خاتم النبین کے معنے بیان کر دیئے یعنے تمام انبیائے کرام بمنزلہ مقدمۃ الجیش کے تھے، حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سُلطان الانبیا ہیں آپ آخر میں آئے اب آپ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا بلکہ آپ ہی کی ہدایت کا آفتاب قیامت تک چمکتا رہے گا۔ اور آپ کی شریعت حقہ کاملہ کی روشنی عمل کرنے والوں کے دلوں کو منور کرتی رہے گی۔ اور کسی جدید شریعت کی اُنہیں حاجت نہ ہوگی۔ ہاں علمائے اُمت اور مجددین ہوں گے۔ جو آپکے دینِ مستقیم کی حقانیت کو ظاہر کرتے رہیں گے۔ اور مسلمانوں کی خراب حالت کی درستگی اُن کا کام ہوگا۔ اور یہ بھی بشارت حضور انور نے دیدی کہ یہ گروہ حقانی جھوٹوں پر، گمراہوں پر غالب رہے گا۔ اس لئے کسی نبی کے آنے کی ضرورت نہ رہی اس مضمون کی شہادت میں بہت حدیثیں پیش[1] ہو سکتی ہیں۔ مگر بغرض اختصار حدیث مذکور کے علاوہ صرف تین حدیثیں یہاں نقل کیجاتی ہیں (۲) ابن ماجہ میں دجال کے بیانمیں ایک بڑی حدیث روایت کی گئی ہے اسمیں یہ ارشاد ہے انا آخر الانبیاء وانتم آخر الامم۔

[1] نمونہ کے طور پر چند حدیثوں کے بعض الفاظ آپ کے روبرو پیش کئے جاتے ہیں تاکہ میرے دعوے کی صحت میں آپ کو تامل نہ رہے۔ (۱) لو کان بعدی نبی لکان عمر ابن الخطاب ترمذی وغیرہ۔ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر بن الخطاب ہوتا" اس سے نہایت صاف ظاہر ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کی اُمت میں کوئی نبی نہ ہوگا۔ اب جو نبوت کا دعویٰ کرتا ہے وہ حضور انور صلعم کو جھوٹا ٹھیراتا ہے، (۲) لا نبوت بعدی الا المبشرات میرے بعد نبوت نہیں ہے۔ مگر مبشرات ہیں یعنی بشارت دینے والی خوابیں ہیں (۳) ان الرسالۃ والنبوۃ قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی بلاشبہ رسالت اور نبوت ختم ہوگئی میرے بعد نہ کوئی رسول ہے نہ نبی ہے اس حدیث کو دیکھا جائے کہ کیسا قطعی طور سے نبوت کے سلسلہ کو قطع کر دیا اور ظاہر فرمادیا کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو نبوت کا مرتبہ نہیں ملے گا۔ (۴) عبد اللہ بن عمر کہتے ہیں کہ ایک روز رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مکان سے تشریف لائے اور تین مرتبہ فرمایا انا النبی الامی ولا نبی بعدی

یعنے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنی اُمت سے خطاب کرکے فرماتے ہیں۔ کہ میں تمام انبیاء کے آخر میں ہوں اور تم سب اُمتوں کے آخر میں ہو، میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے اور تمھارے بعد کوئی دوسری اُمت نہیں، ہے۔ اُمت محمدی پر دنیا کا خاتمہ ہے۔ اب جن گمراہوں کا یہ خیال ہے کہ آخری امت احمدی ہی محمدی نہیں ہے محض غلط ہے جس کی غلطی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے نہایت صاف طور سے بیان فرمادی اور یہ بھی ظاہر کردیا کہ خاتم النبیین کے معنے آخر النبیین کے ہیں، امام بخاری اور مسلم دونوں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد اس طرح روایت کرتے ہیں (۳) انا العاقب والعاقب الذی لیس بعدہ نبی میں عاقب ہوں (پیچھے آنے والا) اور عاقب وہ ہے کہ اُس کے بعد کوئی نبی ہونے والا نہیں ہی جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے نام بہت ہیں اُن میں ایک نام عاقب بھی ہے۔ اس کے معنے پیچھے آنے والا۔ اس حدیث میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نام کی شرح فرمادی جس کا حاصل یہ ہے کہ تمام انبیا کے پیچھے آنے والا، اُس کے بعد کوئی نبی نہیں ہے، ناظرین ان دونوں حدیثوں کو ذرا غور سے ملاحظہ کریں کہ کس صفائی سے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ

سابقہ حاشیہ صفحہ ۱۱ میں نبی امی ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو یہ حدیثیں امام احمد نے اپنی مسند میں روایت کی ہیں۔ (۵و۶) صحیح مسلم اور بخاری میں یہ الفاظ بھی ہیں ختم بی الانبیاء وختم بی النبیون یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ انبیا کا خاتمہ مجھ پر کیا گیا"۔ اس مضمون کی روایتوں سے حدیث کی کتابیں بھری ہوئی ہیں بیس صحابی اس مضمون کی روایت کرنے والے اس وقت میرے پیش نظر ہیں اور کامل تلاش سے کس قدر ہوں اسے میں نہیں کہہ سکتا۔ **الغرض** عام طور سے ختم نبوت کا ثبوت قرآن وحدیث سے کامل طور سے ہو مگر نبوت تشریعی اور غیر تشریعی کا فرق کرکے کسی ضعیف روایت میں بھی پتہ نہیں چلتا کہ نبوت غیر تشریعی ختم نہیں ہوئی جن صحابہ نے ختم نبوت کی حدیثیں روایت کی ہیں اُن میں سے بعض کے نام یہ ہیں۔ جابر[1] بن عبداللہ۔ ابوسعید[2] خدری۔ ابوالطفیل[3]۔ ابوہریرہ[4]۔ انس[5] بن مالک عقبہ[6] بن مسلم۔ ابی معاویہ[7]۔ جبیر[8] بن مطعم۔ عبداللہ[9] بن عمر۔ ابی[10] بن کعب۔ حذیفہ[11]۔ ثوبان[12] قتادہ[13]۔ عبادہ[14] بن الصامت۔ عبداللہ[15] ابن مسعود۔ جابر[16]۔ عبداللہ[17] ابن عمر۔ عائشہ[18]۔ عبداللہ[19] بن عباس۔ عطا[20] ابن یسار

رضی اللہ عنہم ۱۲

میں آخر النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے ان تینوں حدیثوں نے خاتم النبیین کے معنے کی نہایت واضح شرح کردی یعنی پہلی حدیث میں تھا انا خاتم النبیین لا نبی بعدی یعنی میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو یہاں تو جملہ لا نبی بعدی نے خاتم النبیین کے معنی آخر النبیین متعین کیئے تھے دوسری حدیث میں صاف طور سے حضور نے اپنے آپ کو انا اخر الانبیاء فرمایا یعنے میں تمام انبیاء کے آخر میں ہوں تیسری حدیث میں اسکی جگہ ارشاد ہوا انا العاقب الخ یعنے میں سب نبیوں کے بعد آنے والا ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ اس کے معنے بھی بعینہٖ وہی ہیں جو دوسری حدیث کے ہیں ان تینوں حدیثوں سے بخوبی ثابت ہوگیا کہ خاتم النبیین کے معنے آخر النبیین کے ہیں، غرضکہ اس الہامی لفظ کے معنے صاحب الہام نے بیان فرمادیئے اور حضور انور کی زبان مبارک سے مرزا اور مرزائیوں کی غلطی ثابت ہوگئی۔ اب اس کی تائید کیلئے چوتھی حدیث ملاحظہ ہو۔

(۴) صحیح بخاری میں ہے کانت بنو اسرائیل تسوسہم الانبیاء کلما ھلک نبی خلفہ نبی **وانہ لا نبی بعدی** وسیکون خلفاء فیکثرون قالوا فما تامرنا قال فوا ببیعۃ الاول فالاول اعطوا ھم حقھم فان اللہ سائلھم عما استرعاھم (بخاری باب نزول عیسیٰ) یعنی بنی اسرائیل میں انبیا سیاست وحکومت کرتے تھے جسوقت ایک نبی انتقال کرتا تھا اسیوقت دوسرا نبی اس کے قائم مقام ہوتا تھا مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے البتہ خلفا ہوں گے (جو مسلمانوں کے تمام امور کا نظم کریں گے اور انکی کثرت ہوگی) صحابہ نے عرض کیا کہ آپ ہمکو کیا ارشاد فرماتے ہیں (یعنے جب خلفا بہت سے ہوں گے تو اگر ایک وقت میں کئی ہوے تو ہم کو کیا کرنا چاہیئے) حکم ہوا کہ جس سے پہلے بیعت کرلو اسکو پورا کرو اور انکے حقوق کو ادا کرتے رہو اللہ تعالےٰ خلفاء سے

ماتحت کی نسبت سوال کرے گا کہ کس طرح انھوں نے رعیت سے برتاؤ کیا تم بری الذمہ ہو اس حدیث سے نہایت صفائی سے ظاہر ہو گیا کہ آپ کے بعد کوئی نبی کسی قسم کا نہیں ہوگا اس حدیث کے بیان فرمانے سے دو مقصود معلوم ہوتے ہیں ایک یہ کہ بنی اسرائیل میں کثرت سے انبیا ہوئے اور اس قوم کی سیاست انھیں کے ہاتھ میں رہی دوسرا مقصود یہ ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے اور امت کی سیاست خلفا کے ہاتھ میں ہوگی اب یہ ظاہر ہے کہ بنی اسرائیل میں جو کثرت سے انبیا ہوئے وہ سب کامل اور تشریعی نہ تھے بلکہ مرزائی قاعدہ سے بعض تشریعی اور اکثر غیر تشریعی تھے۔ اب تیسرے جملہ میں حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم اس کی نفی کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے اب ظاہر ہے کہ اس سے پہلے جس طرح عام انبیا کے آنے کی خبر دی ہے انھیں عام انبیا کے آنے سے انکار فرمایا یعنے تشریعی غیر تشریعی کسی قسم کا نبی میرے بعد نہیں ہے۔

غرضکہ لا نبی بعدی میں ایسی ہی نفی ہے جیسے لا الہ الا اللہ میں ہے یعنے اللہ تعالیٰ کے سوا نہ کوئی کامل معبود ہو سکتا ہے نہ ناقص اسیطرح حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی قسم کا نبی نہیں ہو سکتا۔ نہ کامل نہ ناقص نہ تشریعی نہ غیر تشریعی۔

اب چونکہ اس بیان سے دوسرا مقصود سیاست امت کا بیان کرنا ہی ہے اس لئے فرماتے ہیں کہ میرے بعد خلفا ہوں گے جنکے ہاتھ میں امت کی سیاست ہوگی یعنے امت کے بعض افراد امت کی سیاست کریں گے کوئی نبی نہیں کرے گا۔ تیسری بات اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوئی کہ خلفا ہر قسم کے ہونگے یعنے ثقہ غیر ثقہ عادل منصف غیر منصف چوتھی بات یہ کہ خلیفہ جس قسم کا ہو اُس سے بیعت کر لینا چاہیئے کیونکہ اسلام میں قومی اتحاد فرض ہے اگر یہ بیعت نکرے گا تو اختلاف کا بانی ہوگا۔ اور فرض اسلامی کا تارک اور جس طرح زمانہ

جاہلیت عرب میں باہم اختلاف تھا ویسا ہی اختلاف پیدا کرے گا اور اس کا انجام اچھا نہ ہوگا۔ اس بیان سے آفتاب نیمروز کی طرح روشن ہوگیا کہ لانبی بعدی کے یہ معنے کرنا کہ کوئی کامل نبی صاحب شریعت نہیں آئے گا غیر تشریعی آئیں گے محض غلط اور الفاظ حدیث کے بالکل خلاف ہیں۔

الغرض یہ مدعا کہ حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی قسم کا کوئی نبی نہیں ہوگا مذکورہ چاروں حدیثوں سے بعبارۃ النص ثابت ہے اس میں کسی طرح کا شک و شبہ نہیں ہوسکتا اور اس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ اس وقت جو نبوت کا دعوے کرے گا۔ وہ بموجب ارشادات نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیہ جھوٹا ہوگا۔ جیسا کہ پہلی حدیث بعبارۃ النص بتا رہی ہے اب میں مختصر طور سے یہ بیان کرتا ہوں کہ خاتم النبیین کے جو معنے احادیث مذکورہ سے معلوم ہوئے وہی معنے محاورہ عرب سے ثابت ہیں کیونکہ خاتَم النبیین میں جو لفظ خاتَم ہے اُس میں حرف تا کو زبر بھی ہے اور زیر بھی ہے اگرچہ روایت کے لحاظ سے زیر زیادہ مستند اور معتبر ہے کیونکہ زبر کی روایت کرنے والے صرف ایک یا دو راوی ہیں۔ باقی جتنے ماہرین قرآن اور قرأ ہیں وہ سب زیر کے ساتھ روایت[1] کرتے ہیں البتہ ہندوستان میں زبر کے ساتھ معمول اور مشتہر ہوگیا ہے اس لئے عوام سمجھتے ہیں کہ صحیح یہی ہے مگر یہ اُن کی ناواقفی ہے کلام عرب میں خاتِم کے کئی معنی ہیں۔ انگوٹھی۔ مہر۔ آخر القوم۔ یعنے جو سب سے آخر میں ہو۔ مگر یہ لفظ جب مضاف ہو جاتا ہے اُس وقت کئی

---

[1] علامہ جریر طبری اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ حسن اور عاصم کے سوا تمام قاری خاتم کے تے کو زیر پڑھتے تھے **بیضاوی** کے حاشیہ شیخ زادہ میں ہے کہ عاصم کے سوا سب نے خاتم بکسر التا پڑھا ہے اور تفسیر **مدارک** میں بھی اسی طرح ہے اور تفسیر **روح المعانی** کے جلد ۶ میں ہے۔ **وقرأتہ الجمہور خاتم بکسر التاء علی انہ اسم فاعل ای الذی ختم النبیین والمراد آخرہم** اور **فتح البیان** میں بھی یہی ہے الغرض ان پانچ تفسیروں سے معلوم ہوا کہ سوائے ایک یا دو قاریوں کے سب نے خاتم کے تے کو زیر پڑھا ہے اس لئے زیادہ مستند زیر ہی ہے ۱۲۔

معنے نہیں رہتے بلکہ مضاف الیہ کے اعتبار سے اُس کے معنے خاص ہوجاتے ہیں مثلاً خَاتَمُ فِضَّتِہٖ یعنے انگوٹھی چاندی کی، یہاں خاتم خاص انگوٹھی کے معنی ہیں ہے، دوسرے معنی نہیں ہیں اسیطرح جسوقت خاتم کو قوم وغیرہ کی طرف مضاف کرینگے مثلاً خاتم القوم کہیں گے تو اس کے معنے صرف آخر قوم کے ہونگے۔ دوسرے معنے نہیں ہوں گے لسان العرب جو اہل زبان کے نزدیک نہایت مستند لُغت ہے اس میں لکھا ہے خِتَامُ القومِ و خَاتِمُهُمْ و خَاتَمُهُمْ آخِرُهُمْ وفِی التنزیلِ العزیز مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ، ای اٰخِرُهُمْ" یعنے لفظ خِتَام اور خَاتِم۔ اور خاتَم۔ تینوں کو جب مضاف کرتے ہیں اور مثلاً خاتم القوم کہتے ہیں تو اُس کے ایک ہی معنے ہوتے ہیں۔ یعنے ساری قوم کے آخر میں آنے والا، اور قرآن مجید میں جو مَا کَانَ مُحَمَّدٌ الخ میں جو لفظ خاتم النبیین ہے اُس کے معنے یہ ہیں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمام انبیا کے آخر میں ہیں اسی طرح جب خاتم لفظ نبیین کی طرف مضاف ہوگا اور خاتم النبیین کہیں گے تو اُس کے معنے یہی ہوں گے کہ سب انبیا کے آخر میں آنے والا اُس کے بعد کوئی نبی نہیں ہوسکتا کیونکہ اگر اُس کے بعد کسی کو نبوت کا مرتبہ دیا جائے تو وہ آخر الانبیا نہ ہوا، یہی معنے اور ماہرین لغت ہانے لکھے ہیں، چنانچہ **قاموس** اور اس کی شرح **تاج العروس** میں ہے۔

الخاتم من کل شیٔ عاقبتہ و اخرتہ والخاتم اخر القوم کالخاتم ومنہ قولہ تعالی وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ ای اخرھم	یعنے ہر شے کے انجام اور اُس کے آخر کو خاتم کہتے ہیں اسی طرح خاتم القوم آخر قوم کو کہتے ہیں اور اللہ تعالے نے جو جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو

خاتم النبیین فرمایا ہے اس کے معنے آخر النبیین کے ہیں یعنی سب انبیا کے آخر میں آنیوالے

لغت کی ان تین کتابوں میں پہلے **خاتم** کے معنے محاورہ عرب سے ثابت کر کے خاص قرآن مجید کی وہ آیت والفاظ جن میں لفظ **خاتم** آیا ہے، اور **النبین** کی طرف مضاف ہے اس کے معنے بیان کر دیئے، اور نہایت وضاحت سے بتا دیا کہ اس کے معنے آخرالنبین کے ہیں، اگرچہ ان تینوں کتابوں کے بیان سابق سے آیت کے معنے معلوم ہو گئے تھے کہ آخرالنبین کے معنے ہیں مگر آخر میں آیت کے الفاظ کو نقل کر کے یہ کہنا کہ یہاں بھی خاتم کے وہی معنے ہیں جو اوپر بیان کئے گئے غالبًا اسی دوراندیشی کی غرض سے ہے کہ کسی وقت کوئی جاہل یا گمراہ آیت میں دوسرے معنی بتا کر مسلمانوں کو گمراہ نہ کرے،

اب نہایت ظاہر ہے کہ قرآن مجید عرب کی زبان میں اوتارا گیا ہے، تاکہ وہ اُسے سمجھکر اُس کی ہدایتوں پر عمل کریں، اور دوسروں کو سمجھائیں، اس لئے تمام دنیا کے لئے ضرور ہے کہ اس کے وہی معنے کرے جو عرب کے محاورہ میں آتے ہیں اس کے خلاف معنے کرنا یقینی تحریف ہے اور بیان سابق سے قطعی طور پر آفتاب کی طرح روشن ہو گیا، کہ عرب کے محاورہ میں **خاتم النبین** کے معنی **آخرالنبین** کے ہیں، جیسے سب کے آخر میں آنے والا اس کے سوا دوسرے معنے نہیں ہو سکتے۔ اس لئے بخوبی ثابت ہو گیا کہ آیت وَلٰكِنْ رَّسُولَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ اس باب میں نص قطعی ہے کہ جناب محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم آخرالانبیا ہیں آپ کے بعد کسی کو مرتبہ نبوت نہیں ملے گا آپ کے وجود باجود سے کسی نبی کے آنے کی ضرورت نہیں رہی آپ کی نبوت اور آپ کی شریعت کا آفتاب قیامت تک چمکتا رہے گا، اس آیت سے یہ بھی قطعی طور سے ثابت ہو گیا کہ آپ کے بعد اُمتی غیر امتی جو نبوت کا دعوے کرے وہ جھوٹا ہے،

اہل علم اس کو سمجھتے ہوں گے کہ قرآن مجید میں اور حدیثوں میں اس مقام پر

لفظ **النبیین** جمع سالم معرف بالام آیا ہے ایسے لفظ کو اصول فقہ وغیرہ میں الفاظ عام میں شمار کیا ہی۔ اس لئے **خاتم النبیین** کے یہ معنے ہیں کہ جس کو نبوت کا مرتبہ دیا گیا، اور جس پر نبی کا اطلاق کیا جائے خواہ وہ ظلی اور بروزی نبی ہوں یا تشریعی اور غیر تشریعی جس قسم کے ہوں سب کے آپ خاتم ہیں آپ کے بعد کسی قسم کی نبوت کا مرتبہ کسی کو نہ ملے گا۔

الغرض جس طرح صحیح حدیثوں سے ثابت ہوا تھا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو کسی قسم کی نبوت نہیں ملے گی، اسی طرح قرآن مجید کی اس آیت نے اس مطلب کی کامل صراحت کردی۔ اب طالب حق کے لئے قرآن مجید کے نص قطعی اور مستند اور متعدد احادیث کے صریح الفاظ سے یقینی طور سے ثابت ہوگیا کہ حضور انور جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو نبوت کا مرتبہ نہیں ملسکتا اس لئے آپ کے بعد جو نبوت کا دعوے کرے وہ یقیناً جھوٹا ہے، البتہ علمائے کاملین آپ کے نائب ہوتے رہیں گے اور وہ وہی کام کریں گے جو انبیارے بنی اسرائیل کرتے تھے یہ ایک عمدہ وجہ ہے اس اُمت کے خیر الامم ہونے کی کہ باوجود اُمت ہونے کے وہ کام کریں گے جو گذشتہ انبیائے نے کیا ہے، اس مختصر بیان سے اظہر من الشمس ہوگیا کہ مرزا صاحب کا دعوے نبوت کرنا اور اُن کی جماعت کا انھیں کسی قسم کا نبی سمجھنا قرآن مجید کے نص قطعی اور احادیث صحیحہ کے خلاف ہی۔ اب اس کے

---

[1] یہی بات بعض کاملین اُمت محمدیہ کے کلام سے بھی ظاہر ہوتی ہے اور وہ کلام بھی روحانی اور القاء ربانی ہے شاہ ولی اللہ علیہ الرحمتہ وصیت نامہ میں تحریر فرماتے ہیں، ایں فقیر از روح پرفتوح آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سوال کرد کہ حضرت چہ می فرمایند در باب شیعہ کہ مدعی محبت اہل بیت اند وصحابہ را بد می گویند، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنوعی از کلام روحانی القا فرمودند کہ مذہب ایشاں باطل است وبطلان مذہب ایشان از لفظ امام معلوم مے شود چوں ازاں حالت افاقت دست داد در لفظ امام تامل کردم معلوم شد کہ امام باصطلاح ایشاں معصوم مفترض الطاعت منصوب الخلق است ووحی باطنی در حق امام تجویز مے نمایند، پس در حقیقت

خلاف ختم نبوت کی حقیقت بیان کرنا محض عوام کو فریب دینا ہے، اگر کسی مرزائی نے کچھ اس کے خلاف لکھا ہو تو ہمارے سامنے پیش کرے اور پھر اپنی جہالت و فریب کو دیکھے کہ ہم کس طرح اُسے آفتاب کی طرح روشن کرکے دکھاتے ہیں، اور کوئی رسالہ لکھکر اپنے جاہل گمراہوں میں شائع کرنا اور ہم سے پوشیدہ رکھنا کسی اہل حق کا کام نہیں ہے، پوشیدہ رکھنے سے صاف ظاہر ہی کہ انھیں اپنے بیان پر وثوق نہیں ہے مگر اپنے پیرووں کو اپنے فریب میں رکھنا ضروری سمجھتے ہیں اس لئے اُن جاہلوں کے تھامنے کے لئے کچھ لکھ دیتے ہیں،

سُنا گیا ہے کہ جماعت احمدیہ کے سرگروہ قرآن مجید کا مشغلہ زیادہ رکھتے ہیں مگر حیرت ہے کہ ایسی صریح باتوں سے بے خبر ہیں اور سورہ اعراف کی آیت سے یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی رسول آئینگے وہ آیت یہ ہے یَا بَنِیْٓ اٰدَمَ اِمَّا یَاْتِیَنَّکُمْ رُسُلٌ مِّنْکُمْ یَقُصُّوْنَ عَلَیْکُمْ اٰیٰتِیْ فَمَنِ اتَّقٰی وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ۔ (اعراف - جزء ۸ - رکوع ۴)

اس آیت سے یہ ثابت کرنا کہ حضرت خاتم الانبیا محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد انبیا آئیں گے بہت بڑی غلطی ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ جماعت علوم قرآنیہ سے بالکل ناواقف ہے، قرآن مجید میں انبیائے سابقین کے حالات اور واقعات بہت بیان ہوئے ہیں۔ انہیں واقعات کے بیان میں یہ آیت بھی ہے،

لو یہ قرآن مجید میں یہ کلام میں عبارت رکھتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ اس آیت میں خطاب امت محمدیہ سے نکالنا نہیں ہوگا

بقیہ صفحہ ۱۸ ختم نبوت را منکر اند، گو بزبان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم را خاتم الانبیا می گفتہ باشند اس کے بعد جناب شاہ صاحب کے قول کی شرح میں قاضی صاحب فرماتے ہیں "فقیر محمد ثناء اللہ گوید کہ آنچہ حضرت شیخ را در بطلان مذہب امامیہ از جناب رسالت پناہ علیہ السلام القا شدہ و واضح گشتہ کہ عقیدہ شان مستلزم انکار ختم نبوت است بطریق توارد بہ ایں فقیر ہم واضح شدہ کہ فقیر آنرا در شمشیر برہنہ باستیعاب نوشتہ" یہ دو بزرگ ان کاملین علما اور واصلین بخدا میں ہیں جن کے علم و فضل پر امت محمدیہ ناز و فخر کرتی ہے یہ دونوں حضرت فرماتے ہیں کہ شیعہ کا مذہب اس وجہ سے باطل ہے کہ آل اطہار اور ائمہ کبار کیسا

اس سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام کے زمین پر آنے کا قصہ ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالے نے ان کی اولاد سے یہ خطاب کیا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ اے بنی آدم میرے رسول تمھارے پاس آئیں گے اور میری باتیں تم سے کہیں گے۔ پھر جس نے انھیں مانا، اور میری باتوں پر عمل کیا اُسے کچھ خوف و خطر نہیں ہے اور جس نے نہ مانا وہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا۔ (۱) اس کے بعد اللہ تعالے نے بعض اُن انبیا کا ذکر کیا جو اس عام حکم سنانے کے بعد آئے۔ یعنی حضرت نوحؑ۔ حضرت ہودؑ، حضرت صالحؑ۔ حضرت لوطؑ، حضرت شعیبؑ۔ حضرت موسے علیہم السلام، اس سے ظاہر ہے کہ آیت میں اُسی وقت کا ذکر ہے۔ ایسے علانیہ قرینہ ہونے کے بعد بھی مرزائی قرآن مجید کو نہیں سمجھتے)

(۲) اس کے علاوہ اگر قرآن مجید پر نظر ہے تو سورۂ بقرۂ پارہ اوّل رکوع ۴ میں ذیل کی آیت ملاحظہ کیجئے جس میں یہی مضمون ہے۔ مگر اس طرح کہ میرے بیان کی اس سے پوری تصدیق ہوجاتی ہے، وہ آیت یہ ہے،

فَتَلَقّٰٓی اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۝ قُلْنَا اهْبِطُوْا مِنْهَا جَمِيْعًا فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّيْ هُدًى فَمَنْ تَبِعَ هُدَايَ فَلَا خَوْفٌ	یعنی آدم نے اپنے پروردگار سے (معافی مانگنے کے لئے چند کلمات سیکھ لئے جنکی برکت سے) خدا نے ان کی توبہ قبول کی بیشک وہ بڑا ہی معاف کرنیوالا مہربان ہے ہم نے حکم دیا کہ

بقیہ صہ ۱۹ ایسا عقیدہ رکھتے ہیں جس سے ختم نبوت کا انکار لازم آتا ہے، اس عقیدے میں شاہ صاحب چار باتیں لکھتے ہیں (۱) امام کو معصوم جانتے ہیں (۲) اسکی اطاعت کو فرض سمجھتے ہیں (۳) یہ بھی اعتقاد کرتے ہیں کہ مخلوق کے لئے مقرر کئے گئے ہیں، (۴) وحی باطنی ان پر اترتی ہے ان چار باتوں میں آخر کی دو باتیں انبیا سے مخصوص ہیں اور پہلی دو باتیں ان کو لازم ہیں البتہ چوتھی بات میں اس قدر کمی ہے کہ انبیا کو ظاہری و باطنی ہر قسم کی وحی ہوتی ہے۔ اور امام کو صرف باطنی ہوتی ہے مگر باوجود اس کمی کے ان کے عقیدہ کو انکار ختم نبوت لازم ہے اور یہ دونوں حضرات کاملین شیعہ کو منکر ختم نبوت فرماتے ہیں،

عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝

(سورہ بقرہ پارہ اول رکوع ۴)

تم سب کے سب یہاں سے اُتر جاؤ (اور یہ بھی کہدیا کہ) جب میری طرف سے تمھیں ہدایت پہنچے (تو اُس پر عمل کرنا) کیونکہ جو ہمارے حکم کی پیروی کریں گے اور ہماری ہدایت پر چلیں گے انھیں (آخرت میں) نہ کسی بات کا خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے اور جو ہماری ہدایت سے انکار کریں گے اور ہماری نشانیوں کی تکذیب کرینگے وہ جہنمی ہونگے اور اُنہیں وہ ہمیشہ رہیں گے۔"

یہ آیت اور سورہ اعراف کی آیت دونوں مضمون کے لحاظ سے ایک ہیں حاصل معنے میں کچھ فرق نہیں ہے، البتہ کچھ لفظوں میں اختلاف ہے اور جب اس آیت میں صاف ہے کہ یہ خطاب حضرت آدمؑ کو جنت سے جدا ہونے کے وقت کیا گیا تھا اس لئے سورہ اعراف کی اس آیت کے خطاب کا بھی یہی وقت ہی، کیونکہ یہ دونوں آیتیں ایک مطلب کو بیان کر رہی ہیں غرضکہ یہ دو روشن قرینے جو قرآن مجید سے ظاہر ہو رہے ہیں۔ اس بات کی کامل شہادت دیتے ہیں کہ سورہ اعراف کی آیت مذکورہ میں امت محمدیہ سے خطاب نہیں ہے بلکہ حضرت آدم علیہ السلام کے وقت میں اُنکی اولاد سے خطاب ہے

اُن کے کلام سے یہ بھی ظاہر ہے کہ خاتم النبیین کے معنے آخر النبیین کے ہیں اور وہ نبی تشریعی یا غیر تشریعی جس طرح کا ہو، جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سب کے خاتم ہیں کیونکہ شیعہ اماموں کو تشریعی نبی نہیں جانتے، مرزائی حضرات تو مرزا صاحب کو رسول بلکہ انبیاء اولوالعزم سے افضل اعتقاد کرتے ہیں اور کامل وحی الٰہی کا ان پر اُترنا ان کے عقیدے میں ہے مرزا صاحب تو نزول وحی کا اس طرح دعوے کرتے ہیں کہ کسی نبی نے نہیں کیا، چنانچہ حقیقت الوحی میں لکھتے ہیں "و بعد میں جو خدا کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی اُس نے اس عقیدے پر قائم نہ رہنے دیا اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا۔"

(۳) اب اسکی کامل تائید حدیث سے بھی ملاحظہ کر لیجئے، تفسیر دُرِّمنثور میں ہے،
اخرج ابن جریر عن ابی یسار السلمی قال ان اللہ تبارک وتعالیٰ جعل ادم و ذریتہ فی کفہ فقال یا بنی ادم اما یاتینکم رسل منکم یقصون علیکم ایتی فمن اتقی الخ) اس روایت میں خاص اُسی آیت کی تفسیر ہے جس کا ذکر ہو رہا ہے اور نہایت صفائی سے وہی تفسیر کی ہے جو ہم نے بیان کی ہے، یعنی اس آیت میں امت محمدیہ سے خاص خطاب نہیں ہے۔ بلکہ حضرت آدم علیہ السلام کے وقت میں یہ خطاب کیا گیا ہے اور اس کی صورت خیالی اس روایت میں بیان کی گئی ہے چونکہ مرزا صاحب نے (۴) اس تفسیر سے بہت حوالے دیئے ہیں اس لئے اس تفسیر سے لکھنا ہیں نے مناسب سمجھا، اس تفسیر کے علاوہ جب **خاتم النبین** کے معنے محاورہ عرب اور احادیث صحیحہ سے معلوم ہوئے کہ **آخر النبین** کے ہیں تو آیت وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ نے قطعی فیصلہ کر دیا کہ سورہ اعراف کی آیت میں قیامت تک کے نبی آدم مراد نہیں ہیں بلکہ خاص حضرت آدم علیہ السلام کے وقت کا ذکر ہے، کیونکہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم آخر النبین ہیں۔ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہے، یہ چار دلیلیں قرآن مجید اور حدیث سے بیان کیگئیں جن میں نہایت روشن طریقے سے ثابت ہوگیا کہ سورہ اعراف کی آیت کا مطلب وہ نہیں ہے جو مرزائی بیان کرتے ہیں، بلکہ وہ مطلب ہے جو ہم نے بیان کیا،

بقیہ صد ۲۱ ملاحظہ کیا جائے کہ بارش کی طرح نزول وحی کا دعوے کسی نبی نے نہیں کیا۔ مگر مرزا صاحب کرتے ہیں اس کے ساتھ صاف طور سے یہ بھی کہتے ہیں کہ صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا، اس لئے بموجب ارشاد شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ وقاضی ثناء اللہ علیہ الرحمۃ بھی مرزائی حضرات منکر ختم نبوت ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبین نہیں مانتے گو زبان سے اس کا اظہار کریں اور اپنے اشتہاروں اور رسالوں میں چھاپیں کہ ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبین مانتے ہیں۔ جب کوئی دریافت کرتا ہے کہ جب تم مرزا کو نبی مانتے ہو تو پھر جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کیسے خاتم الانبیا ہوئے، تو سبب

اب اہل علم انصاف پسند جماعت احمدیہ کے سرگروہوں کی قرآن دانی معلوم کرلیں کہ قرآن مجید کے معنے سے کس قدر ناآشنا ہیں۔ اور نص قطعی کے خلاف عقیدہ رکھتے ہیں، اور عوام کو دھوکا دینے کو حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ اور شیخ محی الدین عربی رضی اللہ عنہ کا قول پیش کرتے ہیں، مگر نص قطعی اور احادیث صحیحہ کے خلاف ان حضرات کا قول پیش کرنا یہ دعوے کرنا ہے کہ ان مقدس حضرات نے صریح قرآن و حدیث کے خلاف ایک بات کہی، مگر یہ بڑی غلطی ہے، ان بزرگوں کی شان نہایت اعلیٰ و ارفع ہے اُن کا کوئی کلام خلاف قرآن و حدیث کے نہیں ہو سکتا، جو حضرات صوفیہ کے اصطلاحات نہیں جانتے اور اُن کے حالات سے واقف نہیں ہیں اُنہیں یہ منصب نہیں ہے کہ اپنے دعوے کی دلیل میں اُن کے کلام کو پیش کریں۔ اس کی تفصیل دوسرے رسالہ میں کیجائیگی جو خاص ختم نبوت کی بحث میں لکھا جائیگا انشاءاللہ تعالیٰ۔

حضور سرور انبیاء کے آخر میں آنے کا راز

اور امت محمدیہ کی فضیلت

یہاں اس کا بھید معلوم کرنا چاہیئے کہ جب خاتم النبیین کے معنے آخر النبیین کے ہیں، یعنے سب انبیاء کے بعد آنے والے تو اس میں کیا خوبی اور فضیلت ہوئی بظاہر خوبی تو اس میں معلوم ہوتی ہے کہ آپ کے بعد آپ کی شریعت کے پیرو بہت سے انبیاء آتے، جس طرح حضرت موسےٰ کے بعد شریعت موسوی کے پیرو بہت انبیاء

بقیہ صفحہ ۲۲ جہالت اور کم علمی کے عجیب عجیب طرح کی باتیں بناتے ہیں حاصل یہ کہ خلاف قرآن و احادیث صحیحہ اور محاورہ عرب کے خاتم النبیین کے معنی قرار دے رکھے ہیں اور خوش ہیں اور کبھی وقت کہتے ہیں کہ ظلی نبی ہیں اصلی نہیں ہیں مگر وہ یہ بتائیں کہ جب مرزا صاحب اپنے اوپر نزول وحی کا بہ زور بیان کرتے ہیں کہ کسی اولوالعزم نبی نے بھی بیان نہیں کیا، اور یہ بھی دعویٰ ہے کہ صریح طور سے مجھے نبی کا خطاب دیا گیا پھر اصلی نبی میں اس سے کیا زیادہ ہو سکتا ہے جو اس سے انکار کیا جاتا ہے، الغرض اس میں شبہ نہیں کہ مرزا صاحب علانیہ نبوت کا دعویٰ

آئے، یہ خیال ظاہر ہیں کم علم کو ہو سکتا ہی، مگر جن کو فضل خداوندی نے اسرار شریعت پر آگاہی دی ہے وہ سمجھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود باجود سب کے بعد اس لئے ہوا کہ آپ کی ذات مقدس سے اللہ تعالیٰ کو دین کا کمال منظور تھا، آپ کو شریعت کاملہ دی گئی، اور ارشاد ہوا اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ الخ حضرت ابراہیمؑ اور حضرت موسےٰ کے وقت سے لیکر حضرت عیسےٰؑ کے زمانے تک دنیا کے لوگ اس لایق نہ تھے کہ اُنھیں کامل شریعت دیجاتی، پہلے انبیاء جس قدر آئے وہ سب بمنزلہ مقدمۃ الجیش کے تھے، حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سلطان الانبیاء ہیں تمام انبیاء سابقین نے آہستہ آہستہ بنی آدم کو آراستہ اوراس لائق کیا کہ شریعت کاملہ دیجائے اس لئے سب کے بعد آنے والے کی زیادہ عظمت ہونی چاہئے کیونکہ اُس کے ذریعہ سے شریعت کاملہ مخلوق کو ملی جو اصل مقصود ارسال انبیاء ہے،

چونکہ آپ مظہر کامل صفت رحمت کے ہیں اور رحمۃ اللعالمین آپ کا خطاب ہی- اس کا تقضا یہ ہوا کہ آپ کے بعد نبوت کا مرتبہ کسی کو نہ دیا جائے. کیونکہ شرعی نبی وہی ہے کہ جس کا منکر کافر ہے، یعنی وہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا، اب اگر آپ کے بعد کوئی نبی ہوتا تو حسب عادت قدیمہ ضرور بہت لوگ ایسے ہوتے، کہ حضرت سرور انبیا علیہ الصّلوٰۃ والسّلام پر ایمان لائے ہوتے اور اس نبی پر ایمان نہ لاتے جو آپ کے بعد ہوا، اور اس وجہ سے وہ دائمی عذاب کے مستحق ہوتے یہ آپکی شان رحمت کے بالکل خلاف تھا کہ آپ کو مان کر کسی وجہ سے دائمی عذاب میں مبتلا رہے یہ نہیں ہو سکتا اس لئے آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا، اس سے حضور انور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی کمال فضیلت حضرت موسےٰ اور حضرت عیسےٰؑ پر اور تمام انبیاء پر ظاہر ہوتی ہے، کہ یہ شان رحمت کسی کو عنایت نہیں ہوئی، اور کسی کی امت کو یہ شرف نصیب نہ ہوا اور اسکی وجہ سے دوسرا شرف آپکی اُمت کو

یہ ملاکہ اس امت کے علمائے کاملین کی عظمت وشان وہی ہے جو انبیا کی ہونی چاہیئے
یہ وہی کام کریں گے جو انبیائے بنی اسرائیل نے کئے ہیں، علامہ سیوطی خصائص کبرےٰ
میں امت محمدیہ کی خصوصیات میں یہ بھی لکھتے ہیں علمائھم کانبیاء بنی اسرائیل
یعنے اُمت محمدی کے علما انبیائے بنی اسرائیل کے مانند ہیں: جناب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے اپنے علما کی شان میں فرمایا، العلماء ورثۃ الانبیاء علما انبیا کے
وارث ہیں، اور یہ بھی فرمایا فضل[1] العالم علی العابد کفضلی علی ادنیٰ کم یہ ظاہر ہے
کہ انبیا کا ترکہ مال ودولت نہیں ہوتا، بلکہ عظمت وبزرگی اور کلام الٰہی کا علم اُن کا ترکہ
ہے، اس لئے حدیث کے یہ معنے ہوئے کہ انبیا کی شان اور عظمت اور ہدایت وعلم شریعت
علما کو ملتا ہے، جب علمائے امت کی شان انبیا کی شان سی ہوئی تو جس طرح حضرت موسیٰ
کے بعد انبیا کے ہونے سے حضرت موسیٰ کی عظمت معلوم ہوتی ہے اسی طرح یہاں علمائے
کاملین سے آپکی عظمت کا اظہار نہایت کامل طور سے ہوتا ہے البتہ یہ فرق ہے کہ
حضرت رحمۃ للعالمین کو مان کر پھر کسی بزرگ اور عالم کے نہ ماننے سے دائمی عذاب کا مستحق
نہیں ہوسکتا اور حضرت موسےٰ کو مان کر ان کے بعد کے نبی کو نہ ماننے سے عذاب دائمی کا
مستحق ہے، مثلاً یہود حضرت موسےٰ کو مانتے ہیں، مگر حضرت عیسیٰ کے نہ ماننے سے
کافر ہیں، اس فرق سے حضرت رحمۃ للعالمین کی شان بہت زیادہ معلوم ہوتی ہے
دوسری حدیث سے تو علمائے کاملین کی بہت ہی بڑی عظمت ثابت ہوتی ہے۔ کیونکہ
اُن کی فضیلت کو حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم اپنے فضیلت کے مشابہ فرماتے ہیں، اور
مسند امام احمدؒ کی روایت[2] بھی ملاحظہ کیجائے جو حاشیہ پر منقول ہے۔

---

[1] یعنی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ عالم کی فضیلت عابد یعنے عبادت کرنے والے پر ایسی ہے
جیسی میری فضیلت میرے ادنیٰ اُمتی پر ۱۲

[2] امام احمدؒ نے اپنے مسند میں جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد لکھا ہے الابدال فی ھذہٖ
الامۃ ثلاثون مثل ابراھیم خلیل الرحمٰن کلما مات رجل ابدل اللہ مکانہ رجلاً

اب خیال کرنا چاہیئے کہ اس فضیلت کی کیا انتہا ہے۔ اللہ اکبر یہ خیال کہ اگر نبوت ختم ہو جائے تو خدا تعالیٰ کی صفت معطل[له] ہو جائے گی جاہلانہ خیال ہے ذرا غور کرو کہ خدائے تعالےٰ کی ذات پاک ازلی و ابدی ہے اسی طرح اُس کے صفات ازلی و ابدی ہیں اور انسان کا وجود اور اس نبوت کا سلسلہ حضرت آدم علیہ السلام سے چلا، جن کی نبوت کو آٹھ نو ہزار برس سے زیادہ مورخین نہیں بتاتے، اس سے پہلے نبوت کا سلسلہ نہ تھا، اُس وقت اُس کی صفت کلامیہ کا کیا حال تھا، اگر اس نبوت کے ختم ہو جانے سے اس کی صفت کا معطل ہو جانا لازم آئے تو حضرت آدم علیہ السلام کے وجود سے پہلے تو اس نبوت کا سلسلہ ہی نہ تھا، تو اس خیال کے بموجب اس غیر متناہی زمانے میں خدائے پاک کی یہ صفت معطل رہی، مگر اس خیال کی بنیا محض نادانی اور ناواقفی ہے، خدا کے مقربین فرشتے ہیں جن سے وہ ہمیشہ کلام کرتا رہا ہے اور کرتا رہے گا۔ مگر افسوس ہو کہ مرزا صاحب فرشتوں کے وجود شرعی سے منکر ہیں اور توضیح مرام میں بیدین حکما کیطرح باتیں بناتے ہیں، اس کے علاوہ خدا کی مخلوق کا احاطہ انسان نہیں کرسکتا وَمَا اُوْتِیْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا اُس کا ارشاد ہی پھر یہ بھی نہیں معلوم کہ اوسکا کلام کس کس طرح ہوتا ہے اور کون کون بندے اس سے ممتاز ہوتے ہیں۔ انسان کا علم اس کو احاطہ نہیں کرسکتا۔ مگر اس قدر کہتے ہیں کہ اُس کے مخصوص فرشتے اور خاص خاص اولیا راللہ اوس کے خطاب اور کلام سے ممتاز ہوتے رہے ہیں اور ہوتے رہیں گے اس کے لئے رسالت اور نبوت

له یہ شبہ بعینہ وہی ہے جو دہریہ و فلاسفین قدم عالم کرتے ہیں کہ عالم قدیم ہے اس لیئے کہ عالم حادث ہو تو تعطل باری لازم آتے کا یعنی عالم کے وجود سے قبل خدا معطل تھا اور تعطل باری محال ہے اسلیئے عالم قدیم ہے ۱۲

بقیہ صـ۲۵ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اس امت میں تیس ابدال ابراہیم خلیل اللہ کے مثل ہوتے رہیں گے اُن میں سے جب ایک کا انتقال ہو جائیگا اسکی جگہ دوسرا قائم مقام ہوگا، یعنی ایسے بزرگ ذی مرتبہ سے اُمت محمدیہ خالی نہیں رہے گی یہاں اُن بزرگوں کو حضرت ابراہیم کے مثل کہا ہے اس سے کوئی صاحب یہ خیال نہ کریں کہ اُن کا مرتبہ بعینہٖ حضرت ابراہیم کا سا ہوگا، اور وہ ظلی اور بروزی نبی حضرت ابراہیم کے مثل ہوں گے اور اُن کا منکر کافر ہوگا استغفر اللہ یہ ہرگز نہیں ہے، بلکہ جس طرح مثال دیجاتی ہے کہ زید کالاسد یعنی زید شیر کے مانند ہے اس مثال سے یہ غرض ہرگز نہیں ہوتی کہ جو حالتیں اور خواص شیر کے ہیں وہ سب یا اکثر زید میں پائے جاتے ہیں، بلکہ مقصود

کی ضرورت نہیں ہے۔ اس تمام بیان کا نتیجہ بھی معلوم کر لینا چاہیئے وہ یہ ہے کہ قرآن مجید کے نص قطعی اور چار صحیح حدیثوں سے بلکہ دس سے مسیح قادیانی کا جھوٹا ہونا ثابت ہو گیا اور اُس کے جھوٹے ہونے پر ۲۵ صحابہ کرام نے شہادت دی بلکہ اسکے سوا جسقدر صحابہ نے ختم نبوت کے مضمون کو روایت کیا ہی اُنکا یقینی اعتقاد ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی ہونیوالا نہیں ہی اسلیئے آپکے بعد جو نبوت کا دعویٰ کرے وہ اُن صحابہ کی زبان سے جھوٹا ہے

اب جو ایسے یقینی جھوٹے اور مفتری کو سچا کہتا ہی وہ درحقیقت اللہ و رسول سے سخت گستاخی کرتا ہی اور قرآن مجید اور مذکورہ احادیث صحیحہ کو نہیں مانتا اگرچہ ظاہر میں زبان سے انکار نہ کرے اور مسلمانونکو فریب دے۔ اب اہل دانش سمجھ لیں کہ وہ کیسا شخص ہی اور اُس سے کیسا معاملہ کرنا چاہیئے اس بیان کے بعد برادران اسلام کی خیر خواہی اسپر آمادہ کرتی ہی کہ اس رسالہ کے پہلے دو حصوں میں مرزا صاحب کے کاذب ہونیکی جو دلیلیں صراحتًا یا ضمنًا بیان ہوگئی ہیں انکو مستقل طور سے دوسرے پیرایہ سے طالبین حق پر ظاہر کروں اور اُسکی ضرورت اسلیئے زیادہ ہی کہ بعض دلیلیں ان حصوں میں ایسی لکھی گئی ہیں کہ ہر ایک شخص یہ نہیں سمجھ سکتا کہ یہ کوئی مستقل دلیل ہی بلکہ ضمنی بات خیال کریگا۔ پھر حضرات مرزائی بھلا اُس طرف کیا توجہ کرینگے اور کیا سمجھینگے جو دلائل صاف طور سے مذکور ہو چکے ہیں انھیں ذکر کرنا اسلیئے ضرور ہی کہ اُنکے جواب میں مرزا صاحب نے یا اُنکے خلیفہ صاحب یا کسی دوسرے احمدی نے جو کچھ لکھا ہی اُسکی حالت کو خوب روشن کر کے دکھایا جائے تاکہ مرزا صاحب کے دعوے کی غلطی بندگانِ خدا پر آفتاب کی طرح روشن ہو جائے اور جو سچائی کے طالب ہیں اُنھیں حق کے قبول کرنے میں کوئی عذر نہ رہے۔

بقیہ صفحہ ۲۶ یہ ہے کہ شبیر کی ایک خاص صفت جو انسان کے مناسب اور اس کے لئے خوبی ہو سکتی ہے وہ ایک حد تک زید میں پائی جاتی ہے اسیطرح اُن ابدال میں قرب خداوندی اور خلت حضرت ابراہیم کے مشابہ ہوگی مگر جس قسم کے دعوے مرزا صاحب نے کئے یہ ہرگز نہ کریں گے۔ الغرض اُمت محمدیہ میں ولایت اور نبوت کے مشابہ کمالات ہوں گے جس کی وجہ سے العلماء ورثۃ الانبیاء اور علماءھم کانبیاء بنی اسرائیل کہا جا سکے مگر نبوت کا وہ خاص درجہ جس کی وجہ سے اوسکا منکر کافر ہو جاتا ہے کسیکو نہیں دیا جائیگا اور اُسکی وجہ وہی ہے کہ آپ کی شان رحمت کے منافی ہے ۱۲۔

مرزا صاحب کے کاذب ہونیکی روشن دلیلین

پہلی دلیل قرآن مجید کی صریح آیت اور متعدد صحیح حدیثوں سے ثابت کرکے دکھادیا گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا اور جو نبوت کا دعوےٰ کرے گا وہ جھوٹا ہوگا۔ مرزا صاحب نے نبوت و رسالت کا دعوےٰ[۱] کیا اور اُن کے مریدین انہیں نبی مانتے ہیں اور اُن کے خاص اخباروں میں اُنہیں خاتم الانبیا جلی قلم سے لکھا جاتا ہے اس لئے قرآن مجید کے نص قطعی اور صحیح حدیثوں کے بموجب مرزا صاحب بالیقین کاذب ٹھیرے اسکا خوب خیال رہے کہ یہاں نبی سے مراد وہی نبی ہے جسے قرآن و حدیث میں نبی کہا ہے جس کے انکار سے مسلمان کافر ہوجاتا ہے صوفیہ کے اصطلاح سے یہاں بحث نہیں ہے اصطلاحی نبی کے منکر کو حضرات صوفیہ کرام نے کافر نہیں کہا ہے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ

---

[۱] مرزا صاحب کی اکثر باتیں پیچدار ہوتی ہیں صادقوں کی سی صفائی کسی بات میں نہیں ہے اسی طرح اس دعوے میں بھی اُن کے اقوال متعارض ہیں یہاں اُنکے بعض اقوال نقل کئے جاتے ہیں جن سے اُنکا دعوے نبوت ظاہر ہے یہ اقوال تین طرح کے ہیں ایک یہ کہ صاف طور سے وہ اپنے رسول ہونے کے الہامات بیان کرتے ہین **دوسرے** یہ کہ بعض اولوالعزم انبیا سے اپنے آپ کو افضل کہتے ہیں تیسرے یہ کہ وہ اپنے منکر کو کافر اور مستحق سزا سمجھتے ہیں۔ **پہلے طریق کا اثبات**۔ بعض اپنے الہامات مرزا صاحب نے الاستفتا کے خاتمہ میں نقل کئے ہیں اُن میں یہ الہام بھی ہے (۱) اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ بلاشبہ تو رسولوں میں سے ہے سیدھے راستہ پر یہ بعینہٖ ویسا ہی الہام ہے جیسا کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی نسبت قرآنمجید میں بیان کیا گیا کوئی فرق نہیں ہے اس قول سے نہایت تاکید کے ساتھ ویسی ہی رسالت ثابت ہوتی ہے جیسے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی (۲) رسالہ دافع البلاء مطبوعہ ضیاء الاسلام قادیان میں ہے سچا خدا وہی خدا ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا دیکھا جائے کہ کس صفائی سے دعوے رسالت ہے، اس قسم کے بہت اقوال ہیں۔ حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹ و ۳۹۱ اور اعجاز احمدی وغیرہ ملاحظہ کیا جاتے۔

مرزا صاحب کے دعوے نبوت کا

اور حضرت معین الدین چشتی رضی اللہ عنہ جو نہایت عالی مرتبہ بزرگوں میں گذرے ہیں جنکے نشانات اور مکاشفات نہایت کثرت سے ہیں اُن کے منکر کو بھی کسی نے کافر نہیں کہا مگر مرزا صاحب تو اپنے منکر کو کافر کہتے ہیں اور اُنکے خلیفہ اور بیٹے کا بڑا زور ہے کہ مرزا صاحب کے منکرین سب کافر ہیں البتہ بعض مرزائی اس سے انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم کسی اہل قبلہ کو کافر نہیں کہتے ہیں مگر کسی احمدی ذی علم کی زبان سے یا قلم سے یہ جملہ نکلنا بجز کسی پالیسی کے نہیں ہو سکتا کیونکہ مرزا صاحب اور اُن کے خلیفہ کے صریح اقوال اور تمام مرزائیوں کے صریح اقوال اور افعال اس بات کے شاہد ہیں کہ وہ تمام دنیا کے مسلمانوں کو جو احمدی نہیں ہیں مسلمان نہیں جانتے۔ ملاحظہ کیا جائے کہ جو غیر احمدی حضرات کو کافر کہنے سے انکار کرتے ہیں وہ کسی وقت غیر احمدی کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے جس مقام پر دو چار احمدی ہوں اور عید کی نماز ہو اسوقت بھی وہ ہزاروں کی جماعت کو چھوڑ کر علیحدہ نماز پڑھتے ہیں اور پھر اس قدر

دوسرے طرز کے اثبات میں اُن کے اقوال مُلاحظہ کئے جائیں (۱) اُسی رسالہ دافع البلاء میں ہے خدا نے اس اُمت میں سے مسیح موعود بھیجا جو اُس پہلے مسیح سے اپنے تمام شان میں بہت بڑھکر ہے اور اُسکا نام غلام احمد رکھا۔" اس قول سے ظاہر ہے کہ غلام احمد کو نبوت کا دعوے ہے بلکہ بعض مخصوص انبیاء سے اپنے آپ کو بہت افضل کہتے ہیں کیونکہ کوئی اُمتی کسی نبی سے افضل نہیں ہو سکتا۔ مرزا صاحب کو ایک مستقل اور عالی مرتبہ نبی سے افضل ہونے کا دعوے ہے تو بالضرور عالی مرتبہ نبی ہونیکا دعوے ہے۔ (۲) پھر اُسمیں کہتے ہیں ؎ ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو ٭ اُس سے بہتر غلام احمد ہے۔ (۳) انیک منم کہ حسب بشارات آمدم ٭ عیسیٰ کجا است تا بہ نہد پا بہ ممبرم ٭ ملاحظہ کیا جائے کہ مرزا صاحب نے اس پر بس نہیں کی کہ اپنی فضیلت ایک اولوالعزم نبی پر ثابت کرتے بلکہ ایک ذی شان رسول کی تحقیر کرنے لگے جن کے قلب میں ایمان ہے وہ اس شعر کے دوسرے مصرعہ پر غور کریں کہ کیسی بے ادبی سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یاد کرتے ہیں حضرت سرور انبیا علیہ السلام کا تو بتاکید ارشاد ہے کہ مجھے یونس بن متی پر فضیلت نہ دو متعدد حدیثیں اس بیان میں آئی ہیں اور مرزا صاحب نہایت زور سے اپنی ہر شان کو حضرت مسیح علیہ السلام سے افضل کہکر اُنکی تحقیر کرتے ہیں جب انکا یہ دعوے ہے تو پھر اس

اصرار ہے کہ حاکم وقت سے استغاثہ کرتے ہیں اور باہم لڑتے ہیں اس بات پر کہ ہم اپنی جماعت علیحدہ کریں گے اونکی جماعت کا کیسا ہی فاسق وفاجر ہو اس کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔ غیر احمدی کو بیٹی دینا بالکل حرام سمجھتے ہیں۔ جو اخبار خلیفۃ المسیح کے دربار سے نکلتا ہے اُس میں صاف لکھا ہے کہ **غیر احمدی کو اپنی بیٹی دے وہ احمدی نہیں ہے** یہ باتیں نہایت صفائی سے شہادت دے رہی ہیں کہ **تمام مرزائی مرزا صاحب کے نہ ماننے والوں کو کافر سمجھتے ہیں** مگر بعض حضرات اپنی دنیاوی مصلحت سے اپنے خیال اور عقیدے کے خلاف ظاہر کرتے ہیں بالاتفاقیہ کسیوقت ہماری جماعت کے ساتھ نماز پڑھ لیتے ہیں جس طرح خواجہ کمال نے بعض وقت بھوپال میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھ لی اس خیال سے کہ بیگم صاحبہ کو اور اُن کے حاشیہ نشینوں کو ہماری طرف سے بدگمانی نہ ہو۔ اور ہماری تنخواہ بند نہ کردیں ورنہ حیدرآباد میں بعض وقت جماعت کثیر تھی اور وہ اسمیں نہ تھے۔

کہنے کے کیا معنے کہ انھیں نبوت مستقلہ کا دعوے نہیں ہے بلکہ ظلی نبوت اور شعبہ نبوت کا دعوے ہے۔ بھائیو جب حضرت مسیح علیہ السلام جو اولوالعزم انبیا میں ہیں جنکا مستقل رسول خدا ہونا قرآن مجید کے نصوص قطعیہ سے ثابت ہے جن کی شان میں وَجِيهًا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِينَ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے اُنسے مرزا صاحب اپنے آپ کو ہر طرح افضل بتاتے ہیں تو پھر نہایت ظاہر ہے کہ مستقل رسالت کا دعوے ہے بلکہ بعض اولوالعزم انبیا سے بھی بڑھا ہوا اپنے آپ کو خیال کرتے ہیں اب کسیوقت ظلی اور بروزی کہدینا اور حقیقی نبوت سے انکار کرنا اس غرض سے معلوم ہوتا ہے کہ جس وقت اُن کے نبی ہونے پر اعتراض کیا جائے تو کہدیا جائے کہ ہم حقیقی نبی ہونے کا دعوے نہیں کرتے۔ تیسرے طرز کا ثبوت مرزا صاحب کے فرزند **محمود احمد** کا رسالہ تشحیذ الاذہان جلد ۶ بابت ماہ اپریل ۱۹۱۱ء دیکھا جائے اس میں نہایت زور کے ساتھ مرزا صاحب کے صریح اقوال سے ثابت کیا ہے کہ دنیا کے ۴۰ کروڑ مسلمانوں میں سے جس نے مرزا صاحب کے دعوے کو نہیں مانا وہ کافر ہے چنانچہ مرزا صاحب کی ایک عبارت اس میں یہ ہے ہر ایک شخص جسکو میری دعوت پہنچی ہے اور اُس نے مجھے قبول نہیں کیا ہے وہ مسلمان نہیں ہے اور خدا کے نزدیک قابل مواخذہ ہے اسی طرح اُن کی آخری کتاب حقیقۃ الوحی سے بھی ظاہر ہے۔ الغرض

سب مسلمانوں نے جماعت کے ساتھ نماز پڑہی مگر خواجہ صاحب نے علیحدہ ہوکر اپنے چند مرزائیوں کے ساتھ نماز پڑہی اسیطرح جب وہ پٹنہ بانکی پور چندہ لینے آئے تھے کسیوقت مسلمانوں کی جماعت سے اُنھوں نے نماز نہیں پڑہی۔ یہ تو اُن کے افعال ہیں جن سے اُنکے اقوال غلط ثابت ہوتے ہیں اُن کی خاص کتاب صحیفہ آصفیہ ہے جس میں اُنھوں نے متعدد جگہیں اپنے اقوال میں بڑے زور سے مرزا صاحب کے رسول اور نبی ہونے کو ثابت کیا ہے اور اُن کے منکروں کو منکر آیات قرآنی بتایا ہے۔ صفحہ ۱۰۱ و ۱۲۰ وغیرہ دیکھا جائے البتہ اپنی تحریر کی یہ قابلیت دکھائی ہے کہ صاف طور سے لفظ کافر کسیکو نہیں کہا۔ اصل بات یہ ہے کہ اگر صاف طور سے کافر کہتے تو چندہ اُنھیں کون دیتا اور بھوپال وغیرہ سے اُنکی تنخواہیں کیونکر مقرر ہوتیں۔ صحیفہ آصفیہ ایک خط ہے حضور نظام دکن کے نام اس خط کا نام خواجہ صاحب نے تبلیغ بحضور نظام رکھا ہے اب دریافت کیا جائے کہ شاہ دکن خلد اللہ

خواجہ کمال الدین کے رسالہ سے اُن کا عقیدہ

اس میں شبہ نہیں کہ مرزا صاحب اپنے منکر کو کافر کہتے ہیں اور اب اُن کے خلیفہ کا بھی یہی قول ہے۔ اور یہ عقیدہ اجماعیہ ہے کہ کسی شخص کے انکار سے کافر نہیں ہوتا جب تک وہ خدا کا رسول نہو اور جب مرزا صاحب نے اپنے منکر کو کافر کہا تو نہایت صفائی سے اپنے رسول مستقل ہونے کا دعوے کیا۔ اور جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے سے منکر ہوئے اب اس کے خلاف کوئی قول اُن کا پیش کرنا خود اُنھیں اور اُن کے خلیفہ اور اُن کے بیٹے کو جھوٹا کہنا ہے اس میں خوب غور کرو اب خواجہ کمال وغیرہ جو محمود سے علیحدہ ہوکر یہ غل مچا رہے ہیں کہ ہم کسی مسلمان کو کافر نہیں کہتے اس سے مقصود روپیہ کمانا ہے اگر یہ نہ کہیں تو کوئی مسلمان اُنھیں روپیہ نہ دے۔ اور اُنکی عزت کوئی نہ کرے۔ یہی وجہ ہے کہ اکثر نئی روشنی والے اُنکے مداح ہوتے ہیں۔ مگر علیگڈہ کالج کے بعض معتبر طلبہ نے بیان کیا کہ ایک روز تعلیم یافتہ حضرات کی خاص جماعت میں خواجہ صاحب بیٹھے تھے سب نے اصرار سے دریافت کیا کہ آپ ہمیں مسلمان سمجھتے ہیں یا نہیں ہم مرزا صاحب کو نہیں مانتے۔ جواب دیا کہ ہمارا اسلام اور ہے اور آپ کا اور اب اسکو اہل حق سمجھ لیں۔ بعض احمدی حضرات نے خواجہ صاحب کے امیر المومنین سے بذریعہ خط دریافت کیا کہ آپکے نزدیک مرزا صاحب کے منکر کافر ہیں یا نہیں اُس کا جواب وہاں سے آیا کہ کافر ہیں اسوجہ سے کہ ھ

ھ وہ مرزا صاحب کو اور اُن کی جماعت کو کافر کہتے ہیں وہ خط موجود ہے ۱۲

ملکہ کو کس بات کی تبلیغ کرتے ہیں ؟ یہی جواب دیں گے کہ اسلام کی تبلیغ کرتے ہیں یعنے امیر المومنین نظام دکن خلد اللہ ملکہ مسلمان نہیں ہیں انھیں اسلام کی تبلیغ کرتے ہیں یہ تو اس رسالہ کے نام سے ظاہر ہے اور اس رسالہ کے دیکھنے سے نہایت روشن ہے کہ اُنکے تمام رسالہ کا یہی موضوع ہے کہ مختلف عنوان سے متعدد طریقے سے نظام دکن کو مخاطب کرکے مرزا صاحب کے رسول خدا ہونیکو اور ان کے منکر کے کافر اور جہنمی ہونے کو اپنے خیال میں ثابت کیا ہے اور غلطی اور جھوٹ کا انبار لگایا ہے اور یہ رسالہ پہلی مرتبہ پندرہ سو اور دوسری مرتبہ تین ہزار پانسو چھپوا کر تقسیم کیا ہے اس رسالہ کے صـ ۳۵ کا جملہ یہ ہے جس کے درخت[1] قادیان کے پیغمبر نے سرزمین پنجاب میں لگتے ہوئے دیکھے" اس جملہ میں لفظ قادیان اور پیغمبر جلی قلم سے لکھا ہے اس سے یہی مقصد ہے کہ دیکھنے والے اچھی طرح دیکھیں کہ قادیان میں پیغمبر ہیں اس سے زیادہ اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ خواجہ صاحب قادیانی مرزا کو خدا کا رسول مانتے ہیں۔ پیغمبر ایسا لفظ ہے کہ عوام بھی جانتے ہیں کہ نبی کو کہتے ہیں اور قادیانی پیغمبر مرزا کے سوا اور کوئی نہیں ہے۔ اس کے بعد لیکھرام کی پیشین گوئی نقل کرکے لکھتے ہیں کہ ظل اللہ حضور والا نے قرآن مجید میں ملاحظہ فرمایا ہوگا کہ علم غیب کے راز کسی منجم یا جفر کا نتیجہ نہیں ہوتے۔ بلکہ وہ انھیں پر ظاہر

[1] اس سے پیشتر طاعون کا ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ مرزا صاحب نے یہ دیکھا کہ پنجاب میں طاعون کے درخت لگائے گئے اس کے بعد پنجاب میں طاعون آیا ۱۲

[2] دانشمند اور واقف کار حضرات ملاحظہ کریں کہ کیسی جھوٹی بات کس قدر شاندار الفاظ اور عمدہ پیرائے سے خواجہ صاحب امام المسلمین والی حیدرآباد دکن کے روبرو پیش کرکے انہیں دھوکہ دینا چاہتے ہیں نہایت ظاہر ہے اور خاص اور عام جانتے ہیں تجربہ ہو رہا ہے کہ نجومی اور رمّال کثرت سے پیشین گوئیاں کرتے ہیں پنجاب میں ایسے لوگ زیادہ ہیں اکثر اخباروں میں پیشین گوئیاں مشتہر ہوتی ہیں۔ خواجہ صاحب ایسے بیباک کہ سب کو اندھا اور ناواقف بنا کر اپنی قابلیت کا اظہار کرتے ہیں اور

ہوتے ہیں جو خدا کے برگزیدہ مرسل ہوتے ہیں۔ اس آخری جملہ میں بھی خواجہ صاحب مرزا صاحب کو نہایت صاف طور سے خدا کا رسول کہتے ہیں اگرچہ علانیہ جھوٹ کو اُن کی صداقت کی دلیل بتا رہے ہیں اور امام المسلمین شاہ دکن کو فریب دے رہے ہیں۔ اس کے بعد ایک آیت اور اُس کا ترجمہ لکھکر صدا۳ میں لکھتے ہیں کہ جب واقعہ لیکھرام نے پیشین گوئی کی صداقت پر مہر کردی تھی تو قرآن پر ایمان رکھنے والوں کا فرض تھا کہ اس غیب کی بات بتلانے والے کی مشن کو قبول کرتے اور اس صریح نص قرآنی سے انحراف نکرتے (یہاں تمام مسلمانوں کو نص قرآنی سے منحرف بتاتے ہیں) لیکن ایسا نہ کیا گیا۔ یہ خدا کی ایک صریح آیت تھی۔ لیکن لوگوں نے اسکی تکذیب کی (یہاں تمام مسلمانوں اور تمام کاملین اُمت محمدیہ کو مکذب آیت قرآنی کہتے ہیں) اور ضرور تھا کہ ان لوگوں کا وہی انجام ہو جو مکذبین آیات الٰہی کا ہوتا ہے"۔ خواجہ کے اس آخری جملہ نے نہایت روشن کردیا کہ وہ تمام مسلمانوں کو مکذّب آیت قرآنی قرار دیکر اُنکا وہی انجام بیان کرتے ہیں جو منکرین اور مکذبین آیات قرآنی کا ہوتا ہے۔ اب تعلیم یافتہ حضرات بتائیں کہ قرآن مجید کی آیتوں کا تکذیب کرنے والوں اور انھیں جھوٹا بتانے والوں کا انجام کیا ہے؟ بجز جہنم کے اور کچھ آپ کہہ سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں اور جن کا انجام جہنم ہے وہ کافر ہیں۔ اس ساری قول کا حاصل یہی ہوا کہ جس نے مرزا صاحب کے دعوے کو قبول نہیں کیا وہ کافر ہے۔

ظل اللہ خلد اللہ ملکہ کو فریب دیتے ہیں اور علانیہ جھوٹے مضمون کو قرآن مجید کی طرف منسوب کرتے ہیں اُن کے مرشد مرزا غلام احمد نے ایسی ہی باتیں بناکر مسلمانوں کو فریب دیا ہے اور قرآن مجید کا ایسا مطلب بیان کیا ہے جس پر مخالفین اسلام خوب اعتراض کرسکیں خواجہ صاحب آپ علم سے بے بہرہ ہیں آپ کے استاد بھی فہم سلیم سے بے نصیب تھے۔ آپ کو یہ خبر نہیں ہے۔ کہ غیب کئی طرح کا ہوتا ہے ایک غیب وہ ہے جسکو انسان اپنی فہم فراست سے معلوم کرلیتا ہے۔ ایک وہ ہے جسے انسان علم نجوم وغیرہ سے معلوم کرسکتا ہے۔ اور معلوم کرتے ہیں۔ اور لوگ اُنکی پیشین گوئیوں کا معائنہ کرتے ہیں۔ ایک غیب الٰہی ہے جکی نسبت اللہ کا ارشاد ہے کہ لَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ أَحَدًا الخ یعنے اللہ اپنے غیب کو کسی پر ظاہر نہیں کرتا مگر اپنے خاص رسول پر اہل علم جانتے ہیں کہ آیت میں عموماً غیب کے واقف ہونیسے

اسکا انجام جہنم ہے۔ اس مدعا کو ایسے پیرایہ سے بیان کیا ہے کہ عوام نہیں سمجھہ سکتے
اب فرمایئے کہ خواجہ صاحب کے فریب میں آپ بھی آپکو کچھ شک ہے؟ پھر اب ایسے
حضرات کا یہ کہنا کہ ہم کسی اہل قبلہ کو کافر نہیں کہتے کسی طرح سچائی پر محمول نہیں ہو سکتا
اس کی نہایت ظاہر وجہ یہ ہے کہ تمام احمدی مرزا صاحب پر ایمان لائے ہیں انھیں
مسیح موعود مانتے ہیں اور مرزا صاحب اپنی آخری کتاب حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۱۶۳ میں
اپنے کسی مرید کا سوال نقل کر کے اس کا جواب دیتے ہیں۔

سوال ۶

حضور عالی نے ہزاروں جگہ تحریر فرمایا ہے کہ کلمہ گو اور اہل قبلہ کو کافر کہنا کسی طرح صحیح نہیں ہے
اس سے صاف ظاہر ہے کہ علاوہ اُن مومنوں کے جو آپ کی تکفیر کر کے کافر بنجائیں صرف
آپ کے نہ ماننے سے کوئی کافر نہیں ہو سکتا لیکن عبد الحکیم خاں کو آپ لکھتے ہیں کہ
ہر ایک شخص جسکو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان
نہیں ہے۔ اس بیان اور پہلی کتابوں کے بیان میں تناقض ہے یعنی پہلے آپ
تریاق القلوب وغیرہ میں لکھ چکے ہیں کہ میرے نہ ماننے سے کوئی کافر نہیں ہوتا اور
اب آپ لکھتے ہیں کہ میرے انکار سے کافر ہو جاتا ہے۔

الجواب

انکار نہیں ہے بلکہ خاص غیب خداوندی کی نسبت ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے غیب کو بجز اپنے خاص رسول
کے کسی دوسرے پر ظاہر نہیں کرتا۔ اسے خوب معلوم کر لیجئے اور اپنے مرشد کے دہوکے میں نہ رہیئے کہ مرنے اور مارنے
اور شادی وغمی کی پیشین گوئیاں بہت نجومی اور جفار کرتے ہیں یہ غیب کے راز نہیں ہیں اور لیکھرام کے واقع کی
پیشین گوئی تو اس بنیاد پر کی گئی ہے کہ لاہور تو وہ مقام ہے جہاں کے خونخوار لوگوں نے بڑے بڑوں کو مار ڈالا ہے
انہیں میں سے کسی کو کچھ دیا ہوگا اور کہا ہوگا کہ اس طرح اُسے مار ڈال اور اُسنے اوسکی کچھہ میعاد بیان کر دی ہوگی۔
کہ اس مدت میں کسی تدبیر سے ماروں گا یہ پوشیدہ کارروائی کر کے مرزا صاحب نے پیشین گوئی کر دی اور اس نے
اپنے وعدہ کے بموجب اُس کا کام تمام کر دیا۔ بھائی اس کو غیب کی رازدانی کی ضرورت نہیں تھی۔ آپ امام المسلمین شاہ

یہ عجیب بات ہے کہ آپ کافر کہنے والے اور نہ ماننے والے کو دو قسم کے انسان ٹھہراتے ہیں حالانکہ خدا کے نزدیک ایک ہی قسم ہے (اس قول میں مرزا صاحب نہایت صفائی سے اپنے تمام نہ ماننے والوں کو ایک قسم کا انسان قرار دیکر سب کو کافر بتاتے ہیں) کیونکہ جو شخص مجھکو نہیں مانتا وہ اسیوجہ سے نہیں مانتا ہے کہ وہ مجھے مفتری قرار دیتا ہے مگر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ خدا پر افترا کرنیوالا سب کافروں سے بڑھکر کافر ہے جیساکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيَاتِهٖ یعنے بڑے کافر دو ہی ہیں۔ ایک خدا پر افترا کرنیوالا دوسرا خدا کے کلام کی تکذیب کرنیوالا پس جب کہ میں نے ایک مکذب کے نزدیک خدا پر افترا کیا ہے اس صورت میں نہ میں صرف کافر بلکہ بڑا کافر ہوا اور اگر میں مفتری نہیں تو بلا شبہ وہ کفر اوسپر پڑیگا جیساکہ اللہ تعالیٰ اس آیت میں خود فرماتا ہے علاوہ اس کے جو مجھے نہیں مانتا وہ خدا اور رسول کو بھی نہیں مانتا الخ۔

(اس جملہ میں مرزا صاحب اپنے نہ ماننے والوں کو ویسا ہی کافر کہتے ہیں جیسے دہریہ آریہ وغیرہ کافر ہیں۔)

اب مرزا صاحب کی پیچدار باتوں کو دیکھا جائے کہ اصل سوال کا جواب نہیں دیتے[۱] بلکہ مختلف طور سے اپنے نہ ماننے والے کو کافر کہتے ہیں چونکہ سائل کا یہ خیال ہے کہ جو مرزا صاحب کی تکفیر کرتا ہے تو بمقتضائے حدیث شریف کے وہ خود کافر ہوجاتا ہے

[۱] کیونکہ سوال کا حاصل یہ ہے کہ پہلے بہت رسالوں میں آپ نے تمام اہل قبلہ کو مسلمان ٹھہرایا ہے خواہ آپکا منکر ہو یا نہو اور اب آپ اپنے منکر کو کافر کہتے ہیں آپ کے کلام میں تناقض ہے مرزا صاحب نے اس کا جواب کچھ نہیں دیا اگر منکر اور کافر سے مراد منکر امام ہوتا اور مسلمان نہونے سے مراد یہ ہوتا کہ کامل مسلمان نہیں ہے تو سوال کا نہایت آسان جواب یہ تھا کہ میں اب بھی یہی کہتا ہوں کہ کوئی اہل قبلہ کافر نہیں ہے اور اپنے نہ ماننے والے کی نسبت جو میں نے یہ لکھا ہو کہ وہ مسلمان نہیں ہے۔ اس سے مقصود یہ ہے کہ مسلمان کامل الایمان نہیں ہے مگر یہ نہیں لکھا اس سے بخوبی ظاہر ہوگیا کہ مرزا صاحب بجز اپنے ماننے والوں کے تمام اہل قبلہ کو کافر سمجھتے ہیں ۱۲۔

اور جو تکفیر نہیں کرتا صرف منکر ہے اُسے کافر نہ ہونا چاہیئے اس لئے مرزا صاحب اُس کے خیال کو غلط ٹھیرا کر یہ کہتے ہیں کہ کافر کہنے والے اور انکار کرنے والے دونوں کافر ہیں کیونکہ جو میرا منکر ہے وہ مجھے مفتری علی اللہ سمجھتا ہے اور ایسا مفتری بہت بڑا کافر ہے۔ غرضکہ جو میرا منکر ہے وہ بھی مجھے کافر سمجھتا ہے اور چونکہ میں مفتری نہیں ہوں بلکہ سچا ہوں اور وہ میرا مکذب ہے اس لئے وہ خود کافر ہے۔ دوسری وجہ اس کے کفر کی علاوہ کرکے یہ بیان کرتے ہیں کہ جو مجھے نہیں مانتا وہ خدا اور رسول کو بھی نہیں مانتا یعنے جو میرا منکر ہے وہ خدا اور رسول کا بھی منکر ہے۔ غرضکہ اس جواب سے نہایت ظاہر ہے کہ مرزا صاحب اپنے منکر کو کافر کہتے ہیں اور کافر کے یہ معنی نہیں ہیں کہ منکر امام ہے بلکہ اُسے منکر خدا اور رسول کہتے ہیں کیونکہ مرزا صاحب صاف لکھتے ہیں کہ جو مجھے نہیں[1] مانتا وہ خدا اور رسول کو بھی نہیں مانتا (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۶۳ ملاحظہ ہو) یہ دعوے وہی کرسکتا ہے جو خدا تعالے کا مستقل رسول ہو۔ الغرض یہ یقینی طور سے ثابت ہے کہ مرزا صاحب اپنے نہ ماننے والے کو کافر کہتے ہیں اور یہ اُسیوقت ہوسکتا ہے کہ مرزا صاحب کو نبوت مستقلہ کا دعوے ہو اس لئے ضرور ہے کہ جو حضرات مرزا صاحب پر ایمان لائے ہیں وہ مرزا صاحب کو نبی اور اُن کے منکر کو کافر سمجھتے ہیں اور جب قرآن مجید کے نص صریح اور صحیح حدیثوں سے ثابت ہوگیا کہ جناب محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا اس لئے مرزا صاحب کا دعوے خدا اور رسول کے کلام سے غلط ثابت ہوا اور یہ ایسی غلطی ہے کہ کوئی ذی علم سچائی سے اس کا انکار نہیں کرسکتا اس لئے یقینی طور سے مرزا صاحب کاذب اور مفتری ثابت ہوئے یہ پہلی دلیل ہے مرزا صاحب کے جھوٹے ہونے کی۔

---

[1] ناظرین مرزا صاحب کے اس قول پر نظر رکھیں اس میں بھی مرزا صاحب کامل نبوت کا دعوے کررہے ہیں کیونکہ جس کے نہ ماننے سے خدا اور رسول کا انکار لازم آئے یہ شان مستقل سچے رسول کی ہے ۱۲۔

دوسری دلیل مرزا صاحب کے جھوٹے ہونیکی

مرزا صاحب نے اپنی صداقت کے ثبوت میں دو رسالے پیش کئے ہیں اور انھیں اپنا معجزہ کہا ہے ایک کا نام اعجاز احمدی اور دوسرے کا نام اعجاز المسیح ہے اس سے مقصد یہ ہے کہ جس طرح جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا معجزہ قرآنمجید ہے کہ اُس کے مثل کوئی نہیں لاسکتا اسی طرح مرزا صاحب کہتے ہیں کہ میرا معجزہ یہ دو رسالے ہیں ایک نظم اور ایک نثر اس دلیل میں قدرت خدا کا یہ نمونہ دیکھا جائیگا کہ مرزا صاحب کا یہ دعوے اُن کے کاذب ہونے کی نہایت روشن دلیل ہے اور ایک طریقہ سے نہیں بلکہ کئی طریقوں سے۔ اہل حق غور سے ملاحظہ کریں ان دونوں رسالوں کی نسبت کہا جاتا ہے کہ جس طرح قرآن مجید جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے کہ آپ نے عرب وعجم کے روبرو پیش کرکے فرمایا کہ اس کے مثل لاؤ اور پھر یہ کہدیا کہ تم ہرگز نہ لاسکوگے اور ایسا ہی ہوا کہ کوئی اس کے مثل نہ لاسکا اسیطرح مرزا صاحب نے یہ دو رسالے پیش کئے ایک نظم اور دوسرا نثر اور ایسا ہی دعوے کیا اور کوئی اُن دونوں کے مثل نہ لاسکا۔ مناظرہ مونگیر کی کیفیت میں جوانھوں نے مرزا صاحب کی نبوت کے ثبوت میں قرآن مجید کی آیتیں پیش کی ہیں اُن میں وہ آیت بھی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رسالت کے دعوے میں پیش کی تھی یعنی آیت وَاِنْ كُنْتُمْ فِیْ رَیْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ الخ یعنے اللہ تعالےٰ اپنے تمام بندوں کو خطاب کرکے فرماتا ہے کہ اگر تمھیں قرآن مجید کے کلام الٰہی ہونے میں شک ہے تو اسکی ایک ہی صورت کے مثل تم بنالاؤ۔ الخ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ صفات کاملہ جو آپ کی ذات مقدس سے مخصوص تھے اُن میں مرزانے کہیں برابری کا اور کہیں تفوق کا دعوے کیا ہے۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے

جوکلام الٰہی ہدایت خلق کے لئے پیش کرکے اُس کے بے نظیر ہونے کا دعوے کیا اور یہ بھی نہایت زور سے فرمادیا کہ تم کسی وقت اور کسی طرح اس کے مثل نہیں لاسکتے۔ یہ امر بھی غور کے لایق ہے کہ حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم نے کسی معجزے یا کسی پیشین گوئی کو اپنی صداقت میں پیش نہیں فرمایا۔ کیونکہ منکر متعصب ہر ایک میں احتمال نکال سکتا تھا کم سے کم ساحر کہدینا آسان تھا اور ایسا ہی کفار نے کہا مگر اس معجزے میں کوئی جائے دم زدن نہیں ہے اس لئے اسمیں دعوے کیا مگر مرزا اپنے باطل خیال میں اسکو غلط ثابت کرنا چاہتے ہیں اور اپنی تفوق کا اظہار انھیں مدنظر ہے اس دعوے سے مقصود مرزا کا یہ ہے کہ مسلمانوں کے پیغمبر نے تو جواب کے لئے صرف ایک کتاب نثر میں پیش کی تھی میں نظم اور نثر دونوں پیش کرتا ہوں اور کوئی جواب نہیں دے سکتا یعنے میں اسمیں بھی پیغمبر اسلام سے بڑھ گیا ہوں۔ جس طرح اور معجزات کی نسبت مرزا نے لکھا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے تین ہزار معجزے ہوئے اور میرے معجزے تین لاکھ سے بھی زیادہ ہیں اسیطرح یہاں درپردہ یہ دعوے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اعجاز تو صرف نثر عبارت کے متعلق ہے میں نظم و نثر دونوں کے متعلق کرتا ہوں۔ مگر حق پسند حضرات کامل طور سے توجہ فرمائیں اور اس فریب مرزائی اور اعجاز محمدی میں فرق ملاحظہ کریں۔ یہاں کئی باتیں میں کہنا چاہتا ہوں۔ (ا) پہلے یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا مقصد اس دعوے سے یہ تھا کہ اس وقت اہل عرب کلام کی فصاحت وبلاغت میں اعلیٰ درجہ کا کمال رکھتے ہیں اور شب و روز انھیں فصیح و بلیغ نظم و نثر لکھنے کا مشغلہ ہے اور مضامین لکھکر ایک دوسرے پر فخر و مباہات کیا کرتے ہیں اور دوسرے ملک کے لوگوں کو عجم کہتے ہیں یعنے بیزبان۔ گونگے۔ اس لئے ایسے وقت میں اُن کاملین فصحا کے مقابلہ میں ایک ایسا شخص دعوے کرے جو معمولی طور سے بھی کچھ پڑھا لکھا نہ ہو اور پھر وہ فصحائے عرب جن کی حالت ابھی بیان کی گئی اُس کے جواب سے عاجز ہو جائیں اور ... اُن کی فضیحت و شکست اور اس قرآن کے دعوے افضل و کمال اُنہیں جواب کچھ بن کی ہمت نہ ہوسکے۔

یہ بلا شک و شبہ بدیہی طور سے نہایت عظیم الشّان معجزہ ہے اور ایسا معجزہ ہے کہ سخن شناس فصحا کسی احتمال سے بھی اسکو غلط نہیں کہہ سکتے تھے کیونکہ قرآن شریف کی عبارت اور اس کے مضامین عالیہ اُن کے پیش نظر تھے اور وہ مہر سکوت اُن کے مُنہ پر لگا رہی تھے اور مرزائیوں کی طرح بے شرم بھی نہ تھے۔ پھر اس کا معجزہ ہونا ایک طور سے نہیں ہے بلکہ کئی طور سے ہے (۱) اسکی عبارت ایسی فصیح و بلیغ ہے کہ دوسرا کوئی فصیح و بلیغ ایسی عبارت نہیں لکھ سکتا۔ (۲) اس کے مضامین ایسے عالی اور باعث ہدایت عالم ہیں کہ کوئی بڑے سے بڑا رفارمر اور مقنّن ایسی کامل ہدایت کی باتیں اور پبلک کیلئے مفید قانون نہیں بنا سکتا اور پھر وہ قانون بھی ایسا ہو جو کسی وقت لائق منسوخ ہونے کے نہ ہو یہ صفت صرف قرآن مجید ہی میں ہے اور اس کا اقرار بڑے بڑے عقلاء مخالفین اسلام نے بھی کیا ہے اس کے علاوہ قرآن مجید کا یہ دعوے کسی وقت اور کسی شخص سے خاص نہیں ہے یعنے کوئی شخص خود لکھکر پیش کرے یا کسی دوسرے کا لکھا ہوا ہو اور کسی وقت کا لکھا ہوا ہو وہ سامنے لائے یا آیندہ کوئی لکھے مگر اُسوقت اہل زبان نہ اپنا کلام پیش کر سکے نہ اپنے کسی گذشتہ بزرگ کی تحریر اس کے مثل دکھا سکے اور اب تیرہ سو برس سے زیادہ ہو گیا مگر کوئی مخالف اُس کے مثل نہ لا سکا ایسے کلام کے لئے آیت مذکورہ میں دعوے کیا گیا ہے مرزائیوں کو شرم نہیں آتی کہ مرزا کے اُن رسالوں کے لئے یہ آیت پیش کیجاتی ہے جن میں سینکڑوں غلطیاں الفاظ کی ہیں اور وہ دوسروں سے لکھا یا جائے اُس کے مقابل میں متعدد رسالے اور قصیدے اُنسے نہایت عمدہ موجود ہوں۔

(۲) قرآن مجید امور ذیل کیوجہ سے معجزہ بیّنہ قرار پایا (۱) ایسے انسان کی زبان سے نکلا جو معمولی طریقہ سے کچھ لکھے پڑہے نہ تھے اُمّی کہلاتے تھے اور یہ بدیہی بات ہے کہ ایسا شخص ایسی بے نظیر کتاب بنا نہیں سکتا جیسا قرآن مجید ہے یہ انسانی طاقت سے باہر ہے مرزا ایسے نہ تھے بلکہ لکھے پڑہے تھے۔ (۲) قرآن مجید جس ملک میں نازل ہوا

اُسی ملک کے زبان میں لکھا گیا جسکو اُس ملک والے کامل طور سے جانتے تھے اور اُس کے جاننے کا انھیں دعوےٰ تھا اور اس دعوےٰ کے وقت اُس زبان کی فصاحت و بلاغت انسانی کمال کے لحاظ سے نہایت اعلیٰ درجہ پر پہونچی ہوئی تھی - مرزا صاحب نے ایسا نہیں کیا۔ اگر اُردو میں لکھکر دعوےٰ کرتے تو فصحائے ہند پر بالمعائنہ اونکے فصاحت کا انکشاف ہو جاتا۔ اب رہی عربی کی عبارت نہ اوس کا حال ویسا ہے جیساکہ عرب کی جاہلیت میں تھا اور نہ اوسقدر توجہ علما کو ہے جیسی اُسوقت عرب کو تھی - (۳) اوس ملک کے رہنے والوں کو اوسوقت اپنی زبان میں کمال پیدا کرنے کا نہایت شوق ہی نہ تھا بلکہ اوسے مایہ فخر سمجھتے تھے (۴) پھر یہ خالی شوق ہی نہ تھا بلکہ اُس کمال کو حاصل کرتے تھے اور نظم و نثر لکھنا اُن کا مشغلہ تھا۔ مرزا کے وقت میں یہ ہرگز نہ تھا اب اگر اُن کے رسالوں کی طرف کوئی توجہ نہ کرے تو اعجاز کا ثبوت نہیں ہو سکتا (۵) اس تحصیل کمال کے ساتھ اُن کے دماغ میں کبر بھی تھا کہ ہر ایک دوسرے کو اپنے سے زیادہ کمال میں نہیں دیکھ سکتا تھا اور اپنی عمدہ نظم و نثر کو دعوے کے ساتھ عام جلسوں میں پڑھتے تھے اور بعض وقت یہ دعوےٰ بھی کرتے تھے کہ کوئی اُس کے مثل لائے جسوقت حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم پر قرآن پاک کا نزول شروع ہوا ہے اوسوقت اس قسم کے سات قصیدے سات شخصوں کے لکھے ہوئے خانہ کعبہ پر لٹکے ہوئے تھے اور جب قرآن مجید کی فصاحت و بلاغت کو دیکھا تو وہ قصائد اُتار لئے گئے اس بنا پر کہ قرآن مجید نے اُن کی فصاحت و بلاغت کو گرد کر دیا اب وہ اس لائق نہ رہے کہ قرآن مجید کے مقابلہ میں اونہیں خانہ کعبہ پر لٹکا کر اُن پر دعوےٰ کیا جائے ایسے وقت میں اون عربوں کے مقابلہ میں جن کا مایہ ناز فصیح و بلیغ عبارت کا لکھنا تھا قرآن مجید کا یہ دعوےٰ پیش ہوا اور اوس کے ساتھ یہ بھی کہہ دیا گیا کہ تم ہرگز نہ لاسکو گے باوجودیکہ جواب کے لئے میدان نہایت وسیع رکھا گیا تھا اُس کے لئے کوئی میعاد معین کی تھی نہ کسی زمانہ کی تخصیص تھی

کہ آیندہ کوئی لکھے گذشتہ کا لکھا ہوا نہ ہو بلکہ الفاظ آیت کا عموم صاف طور سے یہ مطلب بتا رہا ہے (۶) کہ تم خود اس[۱] کا جواب لکھ کر لاؤ۔ یا کسی اوستاد[۲]۔ یا کسی گذشتہ[۳] شخص کا لکھا ہوا پیش کرو۔ یا آیندہ[۴] کسیوقت کوئی لکھے۔ اور یہ بھی[۵] ضرور نہیں کہ سارے قرآن کا جواب ہو بلکہ اُسکی ایک ہی سورت کا جواب لاؤ۔ غرضکہ قرآنی تحدی ایسی عام ہے کہ مذکورہ پانچ حالتیں اُس میں داخل ہیں۔ اب غور کیا جائے کہ ان امور کے ساتھ اُن مخالفین عرب سے جواب کا طلب کرنا کس قدر غیظ و غضب کا باعث ہو سکتا ہے اور اپنی طبعی حالت کی وجہ سے اُنھیں کس قدر جواب دینے کا جوش ہوا ہوگا۔ مگر چونکہ کلام کی فصاحت و بلاغت میں کامل مہارت رکھتے تھے اس لئے اپنے آپ کو عاجز سمجھے نہ خود جواب دیا اور نہ کسی دوسرے کا کلام پیش کیا اور نہ اس تیرہ سو برس کے عرصہ میں کوئی پیش کر سکا تمام دنیا کے مخالفین عاجز رہے۔ اسوجہ سے قرآن مجید معجزہ باہرہ اور اعجاز بیّنہ ٹھہرا اور اُس کے اعجاز میں کسی طرح کا شبہہ نہ رہا اس لئے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے دعوے کی صداقت میں اُسے پیش کیا اور ارشاد خداوندی ہوا فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّن مِّثْلِهِ یعنے اُسوقت کفار قریش سے کہا کہ اگر تمھیں قرآن کے کلام الٰہی ہونے میں شک ہے تو اسکی ایک ہی سورت کے مثل لے آؤ مگر کوئی نہ لا سکا۔ اور کسی طرح کا کوئی شبہ نہ کر سکا۔ اب اس آیت کو مرزا کے رسالوں کیلئے پیش کرنا محض غلط اور صریح فریب ہے اُن کے اعجازیہ رسالوں کی حالت ملاحظہ کیجے کہ متعدد طریقوں سے اونکا دعوے اعجاز غلط ہے اور علانیہ فریب ثابت ہوتا ہے۔

معجزہ نہونے کی پہلی دلیل۔

اوّل تو یہ دیکھا جائے کہ یہ چھ باتیں جو قرآن مجید کے دعوے کے وقت تھیں مرزا صاحب کے دعوے کیوقت ان میں سے ایک بات بھی تھی۔ ہرگز نہیں مرزا صاحب اُمی نہ تھے اچھے لکھے پڑھے تھے اور اُن کے مقابل کے علما جن میں اون کا نشو و نما ہوا تھا اونھیں عربی عبارت لکھنے کا شوق تو کیا توجہ بھی نہ تھی۔ اور یہ تو بڑی بات تھی کہ کمال درجہ

کی فصیح وبلیغ عبارت لکھنے کا خیال ہو اور لکھنے کا مشغلہ رکھتے ہوں ایسی حالت میں اگر کسی عربی ادب سے طبعی مناسبت ہو تو تھوڑی توجہ سے وہ ایسی عبارت لکھ سکتا ہی کہ دوسرے نہیں لکھ سکتے خصوصًا جسوقت یہ لکھنے والا دوسروں کے لئے میعاد مقرر کردے اور وہ میعاد بھی اس قدر کم ہو کہ مشاق لکھنے والے کو بھی لکھنا اور چھپواکر بھیجدینا اوس کی وسعت سے باہر ہو۔ نہایت ظاہر ہے کہ اگر ایسی حالت میں کوئی جواب نہ دے تو اس شخص کی عربی تحریر معجزہ کسی طرح نہیں ہو سکتی اس کی ایسی مثال ہے کہ ایک معمولی مولویصاحب زبان فارسی یا اردو میں رسالہ لکھکر اپنے قریب کے دیہات میں پیش کرکے یہ کہیں کہ ہمنے جیسا یہ رسالہ لکھا ہے تم تو ایسا لکھدو۔ وہاں اگرچہ پڑہے لکھے اشخاص ہوں وہ بھی اوس طرح کا رسالہ نہیں لکھ سکتے مگر اس سے اوس کا اعجاز ثابت نہیں ہوسکتا اب مرزا صاحب کے رسالوں کا جواب نہ لکھنے کے متعدد وجوہ ہو سکتے ہیں مثلاً (۱) علمار کو عربی تحریر کی طرف توجہ نہیں ہے اس لئے نہیں لکھا (۲) یا یہ کہ لکھنے کی میعاد اس قدر کم رکھی گئی تھی کہ انہیں لکھنا اور چھپواکر بھیجنا ممکن نہ ہوا اور میعاد کے بعد بھیجنا بیکار سمجھے اس لئے نہیں لکھا یہ ایسی بدیہی باتیں ہیں کہ کوئی صاحب عقل انکار نہیں کرسکتا یہ پہلی وجہ ہے مذکورہ رسالوں کے معجزہ نہ ہونے کی اور نہایت سچّی اور قوی وجہ ہے (۳) میرے بیان سے کوئی صاحب یہ نہ سمجھ لیں کہ مرزا صاحب کے دعوے کیوقت ہندوستان میں عربی تحریر کا مذاق کسی ذی علم کو نہ تھا مرزا صاحب اس فن میں اوسوقت کے لحاظ سے اپنا مثل نہیں رکھتے تھے میری یہ غرض ہرگز نہیں ہے بلکہ اکثر اہل علم کے لحاظ سے کہا گیا ہے کہ اونھیں عربی نظم ونثر کیطرف توجہ نہیں تھی جن حضرات کو عربی تحریر کا مذاق ہے اور عربی نظم ونثر میں کسی قدر کمال رکھتے ہیں یا رکھتے تھے۔ وہ مرزا صاحب کی نظم ونثر سے بدرجہا زاید عمدہ عبارت لکھتے تھے اور اب بھی لکھ سکتے ہیں۔ اون کی توجہ نہ کرنے کے نہایت روشن وجوہ بھی موجود ہیں اس میں شبہ نہیں کہ وہ

توجہ اور وہ ذوق جو اہل عرب کو اوس وقت تھا وہ اسوقت کسیکو نہیں ہے اور نہ اوس طرح
کا مشغلہ کسی کا سُنا گیا۔ جیسا کہ اہل عرب کو تھا مگر اس فن میں ایک حد تک کمال رکھنے
والے موجود ہیں اور اُس وقت بھی موجود تھے مگر نہایت ظاہر ہے کہ اہل کمال جسے
اوس فن میں لائق نہیں سمجھتے اوس کی تحریر کو ردی کیطرح پھینکدیتے ہیں اور اس طرف
توجہ کرنے کو وہ ننگ و عار سمجھتے ہیں اس لئے انھوں نے توجہ نہ کی۔

البتہ یہ کہنا کہ مرزا صاحب کے دعوے کے باطل کرنے کے لئے لکھنا ضرور تھا صرف
اس لئے لکھتے کہ مخلوق اس غلطی میں نہ پڑے یہ کہنا میرے خیال میں کسی قدر صحیح ہے
مگر اس پر نظر کرنا ضرور ہے کہ یہ توجہ اوسیوقت ہوسکتی ہے کہ علماء کے قلب میں مرزا صاحب
کی اور اونکے دعوے کی کوئی وقعت ہوتی یا اونہیں یہ خیال ہوتا کہ ایسے بے سروپا دعوے
سے کوئی گمراہ ہوگا اور جو گمراہ ہونے والے ہیں۔ وہ ہر طرح ہونگے۔ نہایت ظاہر ہے کہ مرزا
صاحب کے عظیم الشّان دعوے غلط ثابت کر دیئے گئے پھر کسی ماننے والے نے
اوسے مانا۔ ہر گز نہیں۔ ایسا ہی ان رسالوں کے جواب کے بعد بھی ہوتا۔ اب خیال
کیجئے کہ منکوحہ آسمانی والے نشان پر کس قدر زور تھا اور تمام عمر اوس کے پورا ہونے کا دعوے
کرتے رہے اور آخر میں تمام دنیا نے دیکھ لیا کہ وہ دعوے غلط تھا۔ اور کامل طور سے
مرزا صاحب جھوٹے ثابت ہوئے مگر مرزائیوں نے اس کا کچھ بھی خیال نہیں کیا ایسے
ہی یہاں بھی ہوتا۔

معجزہ نہونے کی دوسری وجہ

ہندوستان کے ادیب اور اہل کمال کے نزدیک مرزا صاحب کی جو وقعت ہے
وہ ذیل کے دو شاہدوں سے معلوم ہوسکتی ہے۔

مرزا کے قصیدہ اعجازیہ اور تفسیر کے مہمل اور غیر فصیح ہونے پر دو ادیبوں کی شہادت

پہلا شاہد

ہندوستان بھر میں عربی کے مشہور ادیب مولوی شبلی صاحب نعمانی ہیں
اُن سے اِن دونوں رسالوں کی حالت دریافت کی گئی وہ لکھتے ہیں۔
"قادیانی کو عربیت سے مطلق مس نہ تھا اُن کا قصیدہ اور تفسیر فاتحہ میں نے خوب دیکھی ہے نہایت جاہلانہ عبارت ہے مصر کے مشہور رسالے المنار نے لوگوں کے اصرار سے اسکی غلطیاں بھی نہایت کثرت سے دکھائی ہیں افسوس تو یہ ہے کہ عربیت اس قدر مفقود تھی کہ قادیانی کو ایسی جرأت ہوسکی" (۵ جولائی سنہ ۱۹۱۱ء کا یہ خط ہے)

دوسرا شاہد

مولوی حکیم شاہ محمد حسین صاحب الہ آبادی بھی مشہور عالم ہیں اونہیں بھی عربی ادب سے پورا مذاق تھا اون سے کہا گیا کہ اعجاز المسیح کا جواب لکھئے اونھوں نے رسالہ منگوایا اور رسالہ کو دیکھکر کہا کہ اسکا جواب کیا لکھوں جس کتاب میں نہ عمدہ مضامین ہوں نہ اُسکی عبارت فصیح و بلیغ ہو اوس کے جواب میں کون ذی علم اپنی اوقات عزیز کو خراب کرسکتا ہے اگر مضامین کچھ عمدہ ہوتے یا عبارت ہی فصیح بلیغ ہوتی تو اُس کے جواب دینے میں دل لگتا غرضکہ کوئی ادیب ذی علم تو اوسکو عمدہ اور فصیح بھی نہیں کہہ سکتا اور معجزہ کہنا تو عظیم الشان بات ہے اور جن میں یہ مادہ بھی نہیں ہے کہ عمدہ مضامین اور معمولی باتوں اور فصیح اور غیر فصیح عبارت میں تمیز کرسکیں یا مرزا صاحب کی محبت نے اون کے عقل و تمیز کو کھو دیا ہے اون کے لئے اگر سنو جواب لکھے جائیں تو وہ ہرگز نمانیں گے جیسا کہ مرزا صاحب کی متعدد باتوں میں تجربہ ہو رہا ہے۔ کیسے کیسے صریح اقوال اونہیں کے قلم سے لکھے ہوے اونکے کاذب ہونے کے ثبوت میں پیش کئے جاتے ہیں مگر سوائے بیہودہ باتیں بنانے کے کچھ نہیں کہتے پھر ایسے حضرات کی خیرخواہی میں محنت کرنا بیکار ہے۔ جواب نہ لکھنے کی یہ وجہ دوسرے حصہ میں لکھی گئی ہے

اس کے جواب میں حضرات مرزائی دم نہیں مارتے مگر رسالوں کے اعجاز کا دعوے
کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ کسی نے جواب نہ دیا۔ اے جناب اگر جواب نہیں دیا تو اس
سے اعجاز ثابت نہیں ہوتا بلکہ اون رسالوں کی کمال حقارت ثابت ہوتی ہی کہ اہل
کمال کے لائق توجہ نہیں ہیں۔

ان رسالونکی جب یہ حالت ہی تو انسانی نیچر کا اقتضا یہ ہے کہ ایسے لچر تحریر کیطرف اہل کمال
کی توجہ نہو اگرچہ ناواقف کیسا ہی عمدہ اوسے سمجھیں مگر اہل کمال اوسکی طرف توجہ کرنا
عار سمجھتے ہیں اس لئے اُن رسالوں کی طرف کسی ذی علم صاحب کمال نے
توجہ نہ کی یہ ایسی روشن وجہ ہے کہ کوئی حق پسند اس سے انکار نہیں کرسکتا۔
یہ دوسری وجہ ہے ان رسالوں کے جواب نہ لکھے جانے کی۔ اب اونہیں
معجزہ خیال کرنا کسی صاحب عقل کا کام نہیں ہے یہ کہنا کہ جب یہ رسالے فصیح و بلیغ
نہ تھے تو اون کا جواب لکھنا زیادہ آسان تھا پھر کیوں نہ جواب دیا گیا سخت نادانی ہی۔
افسوس ہے کہ جو مرزا صاحب کے معتقد ہو گئے ہیں اون کی عقل کی حالت بعینہ ایسی
ہو گئی ہے جیسی تثلیث پرست عیسائیوں کی کہ دنیا کی باتوں میں اگرچہ وہ کیسے ہی
دانشمند اور ذی رائے ہیں مگر تثلیث و کفارہ کے ماننے پر نجات کو منحصر جانتے ہیں
اور کیسی ہی یقینی اور روشن دلیلوں سے اوسے غلط ثابت کیا گیا اور کیا جاتا ہے
مگر وہ اپنے غلط اعتقاد سے ہرگز نہیں ہٹتے اسیطرح مرزائیوں کا حال ہے کہ مرزا
صاحب کے کاذب ہونے کی کیسی روشن اور کھلی کھلی دلیلیں پیش ہو رہی ہیں مگر ایک
نہیں سنتے اگر کسی کو شبہ ہوا اور کسی مرزائی نے کوئی لچر اور مہمل سی بات اوس کے
جواب میں کہدی اوسے وہ فوراً ماننے لگتے ہیں اور اہل حق کیسی ہی سچی اور محقق بات
کہے مگر وہ خیال بھی نہیں کرتے۔ میں کہہ رہا ہوں کہ اہل کمال کا نیچرل اقتضا یہ ہی
کہ ایسی تحریر کی طرف اون کی توجہ نہیں ہو سکتی بلکہ اوسطرف توجہ کرنیکو عار سمجھتے ہیں

پھر وہ حضرات کیوں قلم اٹھانے لگے یہی آسمانی مانع ہے جسکو مرزا صاحب نے عوام کے خوش کرنے کے لیئے الہام کے پیرایہ میں ظاہر کیا ہے اس بے توجہی سے ان رسالوں کا معجزہ ہونا ثابت نہیں ہوسکتا

(۳) اس کے علاوہ اہل کمال صاحب قلب اون کے طول طویل متضاد تحریرونکو دیکھکر اور اون کے اثر میں ظلمت قلب کا معائنہ کرکے اون کی تحریروں سے اجتناب کرتے ہیں اور بعض تو اونھیں مجنون ہی خیال کرتے ہیں اور جو کوئی اون کے جواب کیطرف توجہ کرے اوسے روکتے ہیں چنانچہ مولف سوانح احمدی صـ۳۳۷ـ میں لکھتے ہیں جب یہ کتاب چھپ رہی تھی اوسوقت ایک بزرگ باشندہ پنجاب جو پہلے مجدد وقت ہونے کے دعوے دار تھے اور اب جھٹ پٹ ترقی کرکے مسیح موعود ہونے کے دعوے دار ہو بیٹھے پہلے تو اس دعوے کو خلاف اپنے اعتقاد قدیم کے دیکھکر مجھکو بھی تعجب ہوا تھا مگر دیکھنے سے معلوم ہوا کہ مسیح موعود بنی آدم میں ایک فرد واحد ہے اوسکا ثانی نہ آجتک کوئی پیدا ہوا اور نہ آیندہ پیدا ہوگا اون بزرگ کا یہ کہنا کہ میں مسیح موعود ہوں مجھکو قبول کرو ٹھیک ایسا ہی ہے جیسا کہ ایک دیوانہ آدمی یہ کہے کہ میں ہندوستان کا بادشاہ ہوں اور فلاں فلاں دلائل میرے دعوے کے ثبوت میں میرے پاس موجود ہیں اور فلاں فلاں حکیم اور مولوی نے میرے دعوے کو تسلیم کرلیا ہے ۔ اے ناظرین صاحب بصیرت مسیح موعود بنی آدم میں ایک فرد واحد ہے اوسکو اپنے ثبوت میں دلائل پیش کرنے کی ضرورت نہ ہوگی یہ مدعی اگر دراصل مسیح موعود ہے تو عنقریب اوس کے جلال اور اقبال کا نشان ساری دنیا میں پھیل جائیگا اور اگر وہ جھوٹا اور مکار اور مسیلمہ کذاب کا ہم مشرب ہے تو بہت جلد مثل کاذب دعویداران نبوت اور مہدویت اور مسیحیت کے جھک مار کے تھوڑے دنوں کے بعد خود ہلاک ہوجائیگا اور ہزارہا مسلمانوں کے

رسالوں کے معجزہ نہونیکی تیسری وجہ

مولف سوانح کی یہ پیشین گوئی نہایت صحیح ثابت ہوئی ۱۲۔

ایمان کو تباہ کر جائے گا انتہی مقتصرًا۔
طالبین حق غور فرمائیں کہ مخصوص علمار کا یہ خیال ہے پھر وہ مرزا صاحب کے اعجاز المسیح اور اعجاز احمدی کی طرف کیوں توجہ کریں گے اور یہ بے توجہی کسی دانشمند کے نزدیک ان کے اعجاز کا باعث نہیں ہو سکتی۔

یہ تیسری وجہ ہے اون رسالوں کے معجزہ نہ ہونیکی

یہ تین وجہیں تو عام تھیں جنسے بخوبی ثابت ہوگیا کہ مرزا صاحب کا رسالہ اعجاز المسیح اور اعجاز احمدی دونوں معجزہ نہیں ہو سکتے۔ اب ہر ایک کے معجزہ نہ ہونے کے وجوہ علیحدہ علیحدہ ملاحظہ کئے جائیں۔

اعجاز المسیح کی حالت

تفسیر کے معجزہ نہ ہونیکی چوتھی وجہ

(۵) چونکہ کیفیت مناظرہ مونگیر میں قادیانی حضرات نے مرزا صاحب کے نبوت کے ثبوت میں وہ آیت پیش کی تھی جو قرآن مجید میں حضرت سرور انبیاء علیہ السلام کے ثبوت نبوت میں پیش کی گئی ہے اور قرآن کے مثل دوسری کتاب طلب کی گئی ہے جس کا ذکر اوپر کیا گیا۔ اس لئے میں نے اعجاز المسیح کے جواب میں دو کتابیں پیش کی تھیں (ایک) مدارج السالکین (دوسری) اعجاز البیان یہ دونوں کتابیں سورہ فاتحہ کی عربی[۱] تفسیریں ہیں پہلی تفسیر دو جلدوں میں ہے اور دوسری ایک جلد میں مگر ۳۵۰ صفحوں میں ہے اور ہر صفحہ میں ۲۰ سطریں ہیں اور ہر سطر میں گیارہ بارہ الفاظ ہیں۔ یہ دونوں تفسیریں مرزا صاحب کے رسالہ اعجاز المسیح سے بہت عالی مرتبہ رکھتی ہیں اور ان کا حجم بھی اعجاز المسیح سے بہت زیادہ ہے اس لئے مرزا صاحب کا دعوے اعجاز اپنی تفسیر کی نسبت محض غلط ہے اور

[۱] اسی طرح میں دس بارہ تفسیروں کے نام بتا سکتا ہوں جو خاص سورہ فاتحہ کی تفسیر میں لکھی گئی ہیں مگر جب مقابلہ میں کوئی طالب حق رہتا ہی نہیں ہے تو کلام کو طول دینا بیکار ہے ۱۲۔

اون کے بیان سے صرف اون کے دعوے کی غلطی ہی نہیں معلوم ہوتی بلکہ اونکا علانیہ
فریب ظاہر ہوتا ہے۔ ملاحظہ ہو۔ مرزا صاحب نے جو غل مچایا ہے کہ میں نے ستر دن میں

مرزا صاحب کا علانیہ فریب

ساڑھے بارہ جز لکھدیئے۔ صحیح فریب دیا ہے اسکا کیا ثبوت ہے کہ ستر دن میں لکھی
جب ہم تفسیر کی لکھائی دیکھکر اون کے ساڑہے بارہ جز کے دعوے کو دیکھتے ہیں تو
بے اختیار دلی صداقت یہی کہتی ہے کہ صریح دہوکہ دے رہے ہیں کہ تخمیناً ڈہائی جز کو
موٹے موٹے حرفوں میں لکھکر ساڑہے بارہ جز لکھنے کا دعوے بڑے زور سے
کیا ہے جب اس فریبی حالت کو ہم معائنہ کر رہے ہیں تو اونکے اس قول پر کیونکر اعتبار
کریں کہ ستر دن میں لکھی اس کی مفصل حالت ملاحظہ کر کے انصاف کیجئے۔ اس تفسیر کے
اعلان میں دو شرطیں لگائی تھیں ایک یہ کہ ستر دن میں لکھی جائے دوسرے یہ کہ چار
جز سے کم نہ ہو اب کیونکر معلوم ہو کہ یہ تفسیر اعلان کے بعد لکھی اسکا کیا ثبوت ہے۔ کہ یہ رسالہ
اس اعلان کے پہلے کل یا اکثر نہیں لکھا گیا مذکورہ فریب تو اسکی پوری تائید کرتا ہے
کہ یہ رسالہ پہلے لکھا گیا۔ اس کے بعد زیادہ قابلیت دکھانے کے لئے یہ اعلان بڑے
دعوے سے کیا گیا کہ ہم نے اس میعاد میں ساڑھے بارہ جز لکھدیئے اور ہمارے مخالف
نے ایک ورق بھی نہ لکھا۔ اب کوئی انصاف پسند ساڑہے بارہ جز کی حالت کو دیکھے
اوّل تو رسالے کو دیکھا جائے کہ کیسے کیسے موٹے حرفوں میں لکھا گیا ہے پھر یہ کہ
صفحہ میں اصل عبارت کی دس سطریں ہیں اب بنظر تحقیق حق تفسیر اعجاز التنزیل مطبوعہ
دائرۃ المعارف حیدرآباد دکن کی صرف لکھائی اور مقدار تحریر سے مقابلہ کیا جائے
اگرچہ اعجاز التنزیل بھی نہایت کشادہ لکھی گئی ہے مگر اوسی واضح تحریر سے اعجاز المسیح
کی تحریر کا مقابلہ کیا جائے تو بالیقین معلوم ہو جائے گا کہ جنھیں ساڑھے بارہ جز کہا جاتا ہے

علانیہ فریب

وہ معمولی واضح تحریر سے تقریباً ڈہائی تین جز سے زیادہ نہیں ہیں جسے تحقیق کرنا منظور ہو
وہ دونوں تفسیروں کے صفحات کے الفاظ شمار کر کے دیکھ لے اور پھر اسپر بھی نظر کرے

کہ مرزا صاحب کی تفسیر میں جو دو سو صفحوں کی مقدار ہے وہ صرف سورہ فاتحہ کی تفسیر
میں نہیں ہے بلکہ شروع سے ۶۶ صفحہ تک تو تمہید ہے جس میں مرزا صاحب نے
اپنی تعریف اور دوسرے علما کی سختی کیساتھ مذمت کی ہے اس صفحہ پر پہنچکر لکھتے وسمّیتہ
اعجاز المسیح یعنے میں نے اسکا نام اعجاز المسیح رکھا اہل علم جانتے ہیں کہ مصنّفین
یہ جملہ اکثر پہلے یا دوسرے صفحہ میں لکھتے ہیں مگر مرزا صاحب نے اپنی تفسیر کے
بڑہانے کو چار جز فضول باتوں میں سیاہ کرکے یہ جملہ لکھا اس حساب سے اصل تفسیر
کے تقریباً آٹھ ہی جز ہوتے ہیں اس لئے مقتضائے دیانت یہ ہے کہ اسی آٹھ جز کا
اندازہ کیا جائے اگر اس مقدار کا اندازہ کیا جائے گا تو فاتحہ کی تفسیر میں دو سوا دو جز
سے زیادہ نہوگا اب اس قلیل مقدار کی تحریر کو بڑے زور سے ساڑہے بارہ جز
بار بار کہا جاتا ہے پھر یہ ابلہ فریبی نہیں تو کیا ہے خدا کے واسطے خلیفہ صاحب
یا اور اہل فہم کہیں تو غور کرکے انصاف سے کہیں مگر اونسے ایسا نہیں ہوسکتا
افسوس۔ اب خیال کیا جائے کہ جب اس علانیہ بات میں ایسا صریح دہوکہ دیا جاتا
ہے تو اس کہنے پر کیونکر اعتبار کیا جائے کہ ستر دن میں لکھی۔ جو حضرات اظہار
فخر کے لئے ایسے صریح ابلہ فریبی کریں اون سے ظہور اعجاز کی امید رکھنا کسی ذی عقل کا
کام نہیں ہے ان دونوں تفسیروں کو میں نے اس لئے پیش کیا تھا کہ یہ دونوں
تفسیریں بلحاظ عمدگی مضامین اور باعتبار فصاحت و بلاغت عبارت کے اسقدر
بلند پایہ اعجاز المسیح سے ہیں کہ کوئی ذی کمال ادیب اون کی فصاحت و بلاغت اور
اونکے مضامین نادرہ اور مفید دیکھکر اگر اعجاز المسیح کو دیکھے گا تو نفرین کرنے لگے گا
اور پھر اوس کی طرف نظر اوٹھا کر نہ دیکھے گا پھر یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ وہ اس قابل سمجھے
کہ اوس کا جواب دیا جائے۔

بھائیو اگر کچھ علم و فہم ہے تو ان صریح اسباب میں غور کرو اور خدا سے ڈر کر انصاف سے

کہو کہ جب اون رسالوں کی طرف توجہ نکرنے کے یہ اسباب ہیں تو اون کے جواب نہ لکھے جانے سے اون کا اعجاز کیونکر ثابت ہو جائے گا۔

مرزائیوں کے جواب کا رد

اس کے جواب میں بعض جہلا یہ کہتے ہیں کہ مرزا صاحب کے جواب میں ان کتابوں کو پیش کرنا مرے مردوں کی ہڈیاں اکھیڑنا ہے ایسے ہی بیہودہ جوابوں کیوجہ سے کوئی ذی علم اون کے جواب کی طرف توجہ نہیں کرتا اور اَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِيْنَ پر عمل کرتا ہی مگر بعض کی خیر خواہی نے خاکسار کو کسیقدر اون کی طرف متوجہ کر دیا اب جنھیں کچھ علم و فہم ہو وہ ملاحظہ کریں اعجاز المسیح کے فصیح و بلیغ ہونے کا دعوے کیا گیا ہے (حقیقۃ الوحی صد ۳۷۹) اور پھر اوسے اعجاز کہا ہے اس لئے اوس کا نام بھی اعجاز المسیح رکھا ہے۔ اب یہ سمجھنا چاہئے کہ کلام معجز کسے کہتے ہیں اگر کسی قادیانی کو علم ہے تو علم معانی و بیان کی کتابیں دیکھے اون میں کلام کی دو طرف بیان کی ہیں ایک اعلیٰ دوسری ادنیٰ اعلیٰ مرتبہ کو اعجاز کہا ہے اور طاقت بشری سے اوسے خارج بتایا ہے یعنے کوئی انسان کسی وقت ویسا کلام نہیں لکھ سکتا اس سے ظاہر ہو گیا کہ اعجاز اور معجزہ اوسی کلام کو کہیں گے جسکے مثل لانے پر انسان عاجز ہو نہ زمانہ گذشتہ میں کوئی اوس کا مثل لکھ سکا ہو نہ حال اور آیندہ میں کوئی لکھ سکے اسی تحقیق علمی کی بنیاد پر میں نے ان تفسیروں کو پیش کیا تھا جس سے بالیقین ظاہر ہو گیا کہ اعجاز المسیح کو اعجاز کہنا محض غلط ہے کیونکہ اس سے ہر طرح نہایت عمدہ سورہ فاتحہ کی تفسیریں موجود ہیں اب تفسیر لکھنے کی ضرورت نہیں ہے بیکار وقت ضائع کرنا ہے مگر چونکہ جماعت احمدیہ علم و فہم سے بے بہرہ ہی اس لئے سچے اور علمی جواب کو مذاق میں اڑاتی ہے اور یہ نہیں سمجھتی کہ اس جواب سے ظاہر ہو گیا کہ جن تفسیروں کا ہمنے حوالہ دیا ہے وہ مرزائی مولویوں کے نزدیک بھی ایسی ہی عمدہ اور اعجاز المسیح سے ہر طرح افضل ہیں جیسی ہم بیان کرتے ہیں اور جب یہ مسلم ہے تو یقینی طور سے ثابت ہوا کہ اعجاز المسیح معجزہ ہرگز نہیں ہے۔

{ کلام معجز کسے کہتے ہیں }

یہ چوتھی وجہ ہے اعجاز المسیح کے معجزہ نہونے کی

یعنے جب اعجاز المسیح سے عمدہ تفسیریں بلحاظ عبارت اور مضمون کے پہلے سے موجود ہیں تو اہل علم کے نزدیک اعجاز المسیح معجزہ نہیں ہوسکتی۔

اب اعجاز المسیح کا شان نزول بھی ملاحظہ کرنا چاہیئے۔

پیر مہر علیشاہ صاحب جو پنجاب اور خصوصًا سیالکوٹ کے نواح میں زیادہ مشہور بزرگ ہیں مرزا صاحب نے اونسے مناظرہ کا اشتہار بڑے زور وشور سے دیا۔ اب قدرت خدا کا یہ نمونہ ہوا کہ مرزا صاحب نے اپنے ہاتھ سے یہ بھی لکھدیا کہ اگر میں پیر صاحب اور علماء کے مقابلہ پر لاہور نہ جاؤں تو پھر میں **مردود ملعون جھوٹا** ہوں اور اس شدومد کے اشتہار اور اقرار کے بعد قدرت خدا سے صداقت کا ظہور نہایت آب وتاب سے اس طرح ہوا کہ باید وشاید۔ اوسکی مختصر کیفیت یہ ہے کہ پیر صاحب مرزا صاحب کی تمام شرطیں منظور کر کے مناظرہ پر آمادہ ہو گئے اور ۲۵ اگست ۱۹۰۰ء مناظرہ کی تاریخ مقرر ہو گئی اور پیر صاحب اپنے اقرار کے بموجب ۲۴ اگست ۱۹۰۰ء کو مع دیگر علما اور معززین اہل اسلام کے لاہور پہنچے اور ۲۹ اگست تک منتظر رہے مگر مرزا صاحب گھر سے باہر نہ نکلے اوس نواح کے مریدوں نے بہت زور لگایا مگر وہ نہ آئے اور اپنے اوس اشتہاری اقرار کی بھی پرواہ نہ کی کہ لکھ چکے تھے کہ اگر مقابلہ پر لاہور نجاؤں **تو جھوٹا اور ملعون ہوں**۔

مہتمان جلسہ نے اس جلسہ کی روئداد طبع کرا کے مشتہر کرائی تھی اوس میں ذیل کا مضمون لائق ملاحظہ ہے۔ جملہ حاضرین جلسہ کی اتفاق رائے سے یہ قرار پایا کہ یہ شخص (یعنے مرزا غلام احمد قادیانی) مخاطب ہونے کی حیثیت نہیں رکھتا ہے اور شرمناک دروغگوئی سے اپنی دوکانداری چلانا چاہتا ہے اس لئے آیندہ کوئی اہل اسلام مرزا قادیانی یا اوس کے حواریوں کی کسی تحریر کی پرواہ نکریں۔" یہ روئیداد مسلمانوں میں بہت شائع

مرزا صاحب کا اپنے اقرار سے جھوٹا اور ملعون ہونا۔

ہوئی ہے جس سے مرزا صاحب کے دعوؤں کی حالت اظہر من الشمس ہوگئی اور اپنے پختہ اقرار سے جھوٹے اور ملعون ٹھیرے اس شرمناک ذلت مٹانے کے لئے مرزا صاحب نے تفسیر اعجاز المسیح لکھی اور پیر صاحب سے جواب[1] طلب کیا اور مَنَعَہٗ مَانِعٌ مِنَ السَّمَاءِ کا الہام بھی سنا دیا کیونکہ روئیداد سے معلوم کر چکے تھے کہ پیر صاحب اور تمام علمائے حاضرین جلسہ مجمع عام میں ہزاروں معززین اسلام کے روبرو کہہ چکے ہیں کہ کوئی مسلمان مرزا صاحب کو مخاطب نہ بنائے اور ان کی کسی بات کا جواب نہ دے اور ظاہر ہے کہ یہ راستباز علما اپنے قول کے خلاف ہرگز نہ کریں گے اس لئے مرزا صاحب نے عمدہ موقع پاکر اپنی تفسیر پیش کی اور جواب طلب کیا اور پیر صاحب نے اور دیگر علمانے اپنے قول کے بموجب سکوت کیا اور اپنے اقرار کے پابند رہے اور مرزا صاحب کی طرح بدعہد اور جھوٹا ہونا پسند نہیں فرمایا اور مرزا صاحب نے موقع پاکر اپنے اعجاز کا غل مچایا اس میں شبہ نہیں کہ پیر صاحب اور دیگر علماء کے لئے یہ آسمانی مانع تھا کیونکہ اپنے قول پر قائم رہنا آسمانی حکم ہے اس لئے الہام کا مضمون بلاشبہ صحیح ہے۔ مگر مرزا صاحب نے اصلی حالت کو پوشیدہ کرکے ایسے پیچ سے اوسے بیان کیا ہے کہ مریدین اوسے معجزہ سمجھ رہے ہیں ایک اور راز ملاحظہ کیجئے وہ یہ ہے کہ مرزا صاحب نے خیال کیا ہوگا کہ جو علماء اس جلسہ میں شریک تھے وہ تو اپنے عہد کے

مرزا صاحب کا دوسرا فریب

[1] چنانچہ قادیانی اخبار الحکم مورخہ ۷ ارجنوری ۱۹۰۲ء کے صفحہ ۵ میں ہو اعجاز المسیح حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود کی عربی تصنیف ہے جو ستر دن کے اندر باوجودیکہ چار جز کا وعدہ تھا ساڑھے بارہ جز پر شائع ہوگئی اور ۲۳ فروری ۱۹۰۱ء کو پیر صاحب گولڑیکو بصیغہ رجسٹری بھیجی گئی اور بالمقابل پیر صاحب کی طرف سے ان ستر دن کے اندر چار جز اور ساڑھے بارہ جز تو کجا ایک آدہ صفحہ بھی اعجازی عربی کا شائع نہیں ہوا اور اس طرح پر الہام منعہ مانع من السماء پورا ہوگیا پیر گولڑی کی علمیت وقرآن دانی کا راز طشت ازبام ہوگیا اس الہام سے تو یہ ثابت ہوتا ہو کہ اوس تفسیر میں اعجازی عربی نہیں ہو کہ اوس طرح کی عربی پر پیر صاحب قادر نہ تھے بلکہ کوئی مانع بیچ آگیا اور اسی مانع کو میں نے ظاہر کردیا جس سے مرزا صاحب کا راز طشت ازبام ہوگیا اور انکے دعوے اعجاز کی حقیقت کھل گئی ۱۲

خیال سے جواب نہیں دیں گے اور دوسرے علما جو دور دراز جگہ کے رہنے والے ہیں اونھیں کیا خبر ہوگی اور اگر کسیکو ہوئی بھی تو وہ یہ ہیں ہوگی اس لئے جواب کے لئے ستر دن کی قید لگادی اور معلوم کرلیا کہ اول تو اس میعاد کے اندر دوسرے علما کو خبر ہی نہیں ہوسکتی اور اگر کسیکو ہوئی بھی اور جوش اسلامی نے اونہیں آمادہ بھی کیا تو اونہیں اتنی مدت نہیں مل سکتی کہ وہ اس قدر تفسیر لکھیں اور چھپوا کر بھیجدیں اس لئے یہ میعاد مقرر کردی اب اہل حق اس داوں پیچ کے اعجاز کو ملاحظہ کریں جس سے مرزا صاحب کی حالت آفتاب کی طرح چمک رہی ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار یہ وہ سچا بیان ہے کہ کسی مرزائی کی مجال نہیں کہ اسے غلط ثابت کرسکے۔ الغرض اس بیان سے دنیا پر دو باتیں نہایت روشن طریقے سے ثابت ہوگئیں ایک یہ کہ اعجاز المسیح کے جواب نہ لکھے جانیکی اصلی وجہ کیا تھی۔ دوسرے یہ کہ اون کے صریح اقرار سے یہاں بھی ثابت ہوگیا کہ وہ جھوٹے تھے اس لئے قدرت الٰہی نے اونھیں جانے نہ دیا اور روک لیا اگرچہ جانے کے بعد بھی جھوٹے ٹھیرتے مگر وہ جھوٹ دوسرے کی زبان سے ثابت ہوتا اور نہ جانے سے اونکی زبان سے اون کا جھوٹا ہونا ثابت ہوا اور اُن کے دعوؤں کی حالت بھی معلوم ہوگئی اس زور و شور سے مناظرہ کا اشتہار دیا اور پیر صاحب کو نہایت سخت اور توہین کے الفاظ لکھکر اونہیں آمادہ کیا اور جب وہ آمادہ ہوکر میدان میں آگئے تو گھر سے باہر نہ نکلے۔ اسی طرح اون کے بعض مرید بھی کرتے ہیں حق پرست حضرات اس واقعہ پر انصاف سے نظر کریں اور بہتر ہے کہ روئیداد[1] جلسہ اسلامیہ لاہور کو ملاحظہ کرلیں پھر فرمائیں کہ خدا کے برگزیدہ رسول اوس کے نیک بندے سے نہایت سخت کلامی کرکے عہد و پیمان کریں اور نہایت پختہ اقرار کرکے اوسے پورا نکریں ایسا ہوسکتا ہے[2] خدا کو

[1] یہ روئیداد دوسری مرتبہ عمدۃ المطابع لکھنؤ میں بصورت رسالہ چھپی ہے یعنی اس روئیداد کے پہلے ایک لایق دید تمہید ہے اور اس مجموعہ کا نام حق نما ہے ۱۳۳۱ھ میں رسالہ النجم کے ہمراہ بھی یہ رسالہ چھپا ہے اور علیحدہ بھی ہے ۱۲-

عالم الغیب جانکر جواب دیجئے کیا ممکن ہے کہ خدا کے مقبول کسی سے ایسا پختہ وعدہ کریں کہ اوس کے پورا نہ ہونے پر اپنے کذب کو منحصر کردیں اور خدا اون کی اسقدر مدد نکرے کہ وہ وعدہ پورا کرسکیں ؟ یہ ہرگز نہیں ہوسکتا۔ اور سنا گیا کہ نہ جانے کا عذر مرزا صاحب نے یہ کیا کہ مجھے الہام ہوا کہ ولایتی مولوی مجھے مار ڈالیں گے۔

بھائیو! ذرا انو غور کرو کہ مرزا صاحب نے خود ہی مناظرہ کا اشتہار دیا اور نہایت غیرت دار الفاظ لکھکر پیر صاحب کو آمادہ کیا اور جب مناظرہ کا ٹھیک وقت آپہنچا اور مقابل سامنے آگیا اوسوقت یہ الہام ہوتا ہے کہ ولایتی مولوی مارنے کے لئے بلاتے ہیں کیا اوس عالم الغیب کو پہلے سے اسکا علم نہ تہا کہ اگر مناظرہ میں اجتماع ہوگا تو وہ مار ڈالنے کی فکر کریں گے اوس ملہم نے اشتہار دینے کے وقت یہ الہام نہ کیا کہ اب اشتہار نہ دے ورنہ روکا جائے گا اور جھوٹا اور ملعون ٹھہرے گا خدا تعالے نے اپنے رسول کو اس فعل سے تو نہ روکا جس سے تمام خلق کے نزدیک بدعہد اور جھوٹا قرار پائے اور اوسکی اس رسوائی اور کذب کو پسند کرکے اوس کے بچانے کے لئے الہام کیا کون صاحب عقل اسے باور کرسکتا ہے مگر اون کے معتقدین کی کچھ ایسی عقل سلب کردی گئی ہے کہ ایسی بدیہی بناوٹ بھی اونھیں نظر نہیں آتی۔ اسپر غور کیا جائے کہ پیر جی کے مقابلہ پر اس زور و شور سے مناظرہ کا اشتہار دیا کہ اپنے کذب کو اوس کے نکرنے پر منحصر کردیا پھر کیا مقربین خدا خصوصًا انبیا بغیر الہام الٰہی ایسا اعلان کرسکتے ہیں ہرگز نہیں اور اگر غلطی کریں تو اونہیں فورًا اطلاع خداوندی نہو یہ نہیں ہوسکتا کیونکہ عام مخلوق کے روبرو وہ اپنی زبان سے جھوٹے ٹھہرتے ہیں اس کے علاوہ ایسے مقام پر انبیاء کی حمایت نہ ہو اور انبیاء کو اوسکی حمایت پر اعتماد نہ ہو یہ بھی نہیں ہوسکتا۔

جماعت احمدیہ۔ انبیا کے قتل نہ ہونے پر آیۃ لَاَغۡلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیۡ پیش کرتی ہے پھر کیا مرزا صاحب کو اوسوقت تک اس آیت پر نظر نہ تھی جو ولایتی مولویوں سے ڈر گئے

اور یہ بھی خیال نہ کیا کہ نہ جانے سے میں جھوٹا ٹھہروں گا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اسی خجالت مٹانے کے لئے یہ دعوے کیا کہ ستر دن کے اندر سورہ فاتحہ کی تفسیر ہم بھی لکھیں اور تم بھی لکھو مگر چار جزسے کم نہ ہو اس کے بعد مرزا صاحب نے لکھی اگر ہم مان لیں کہ یہ تفسیر خود مرزا صاحب نے لکھی اور اسی مدت میں لکھی اور کسی دوسرے نے مدد نہیں دی پھر اس میں اعجاز کیا ہوا اتنی بات معلوم ہوئی کہ مرزا صاحب کو ادب میں اسقدر مذاق تھا کہ وہ ڈہائی مہینے میں ڈہائی تین جز تفسیر کے عربی عبارت میں لکھ سکتے تھے اور وہ بھی اتنی محنت اور مشغولی کے بعد کہ نمازیں بھی بہت سی قضا کیں اتنی مدت میں ایسی شدید مشغولی کے ساتھ پونے تین یا تین جز عربی عبارت لکھ دینا کوئی کمال کی بات نہیں ہے اگر شب و روز میں ایک صفحہ بھی لکھا جاتا تو چار جز سے زیادہ ہوتا اور مرزا صاحب کی تفسیر تو معمولی طریقے سے اگر لکھی جائے تو تین جز سے زیادہ کسی طرح نہیں ہوتی پھر شب و روز کی محنت میں نمازیں قضا کر کے ایک صفحہ تفسیر کا لکھ دینا کون بڑی قابلیت کی دلیل ہے کہ دوسرے نہیں کر سکتے ذرا کچھ تو انصاف کرنا چاہیئے اور بہت اچھا ہم نے مانا کہ اسوقت چونکہ اکثر علما کو عربی تحریر کا مذاق نہیں ہے مرزا صاحب عربی میں ایسی عبارت اور مضمون لکھ سکتے تھے کہ دوسرے نہیں لکھ سکتے[1] پھر اس سے اون کے رسالے کا معجزہ ہونا ثابت نہیں ہو سکتا۔ زیادہ سے زیادہ یہ معلوم ہوگا۔ کہ مرزا صاحب میں اتنی قابلیت تھی کہ شب و روز کی محنت میں ایک صفحہ عربی عبارت لکھ سکتے تھے اور وہ چند علما جنھیں انکی طرف توجہ بھی تھی اور اونہیں اس اعلان کی خبر

---

[1] فرضی طور پر یہ لکھا گیا ہے ورنہ اسوقت بھی جنکو عربی تحریر کا مذاق ہے وہ مرزا صاحب سے بدرجہا عمدہ تفسیر لکھ سکتے ہیں البتہ عرب کا سا مشغلہ اور اون کے سے خیالات کسی ذی علم کے نہیں ہیں کہ خواہ مخواہ دوسرے کو ذلیل کرنے کے لئے جواب لکھنے پر آمادہ ہو جائیں اور اپنی قابلیت کا اظہار کریں اور خصوصاً ایسے شخص کے مقابلہ میں جسے وہ لایق خطاب نہیں سمجھتے جسکی تحریر کو وہ جاہلانہ عبارت سمجھتے ہیں ۱۲

بھی پہنچی وہ اس لئے نہ لکھ سکے کہ عربی لکھنے کی مشق نہیں رکھتے تھے یا بوجہ مذکورہ بالا متوجہ نہوئے اس میں مرزا صاحب کا اعجاز کیا ہوا۔

الحاصل اس رسالہ کو معجزہ کہنا اور اوس کا نام اعجاز المسیح رکھنا محض غلط ہے اور اُسکی تصدیق خود مرزا صاحب کا دل بھی کرتا تھا۔ اسی وجہ سے اونہوں نے ستر دن کے اندر لکھنے کی قید لگائی ورنہ اعجاز کے لئے کوئی قید نہیں ہوسکتی۔

رسالہ اعجاز احمدی کی حالت اور قصیدہ اعجازیہ کی بنیاد

۵ رنومبر ۱۸۹۹ء میں مرزا صاحب نے اس مضمون کا اشتہار دیا کہ اے میرے مولا اگر میں تیرے حضور میں سچا ہوں تو ان تین سال میں جو آخر دسمبر ۱۹۰۲ء تک ختم ہوجائیں گے کوئی ایسا نشان دکھلا جو انسانی ہاتھوں سے بالاتر ہو اگر تین برس کے اندر جو جنوری ۱۹۰۰ء سے شروع ہو کر دسمبر ۱۹۰۲ء تک پورے ہوجائینگے میری تائید اور تصدیق میں کوئی نشان نہ دکھلاوے تو میں نے اپنے لئے یہ قطعی فیصلہ کر لیا ہے کہ اگر میری یہ دعا قبول نہ ہو تو میں ایسا ہی مردود۔ اور ملعون اور کافر اور بیدین اور خائن ہوں جیسا کہ مجھے سمجھا گیا"

متعدد مقامات پر تو صرف اپنے جھوٹے ہونے کا اقرار کیا ہے مثلاً احمد بیگ کے داماد کی نسبت کہا ہے کہ اگر وہ میرے روبرو نمرے تو میں جھوٹا ہوں۔ یہ بھی کہا ہے کہ اگر تثلیث پرستی کے ستون کو نہ توڑ دوں تو میں جھوٹا ہون۔ اور اعجاز المسیح کے شان نزول میں بیان کیا گیا کہ مرزا صاحب نے اپنے لئے تین لقب تجویز کئے تھے اور لکھا تھا کہ اگر میں علما کے جلسہ میں نجاؤں تو میں مردود ملعون۔ جھوٹا ہوں۔ الحمد للہ کہ اوس جلسہ میں نہیں گئے اور اپنے اقرار سے ان صفتوں کے مستحق ہوئے یہاں اپنے پانچ لقب بیان فرمائے مردود ملعون۔ کافر۔ بیدین۔ خائن۔ خدا کا ہزار شکر

ہے کہ اوس نے اپنی حجت ساری خلق پر تمام کردی اور اونھیں اون کے اقرار سے جھوٹا مردود ملعون ثابت کردیا - اس قول میں اونھوں نے اپنی پانچ صفتیں بیان کی ہیں اسکا ثبوت کس طرح ہوا اوسکی حالت ملاحظہ کیجئے - اس پیشین گوئی کے پورا ہونے کی میعاد تین برس بیان کی تھی - اب ظاہر ہے کہ اوس نشان کے دکھانے کا خیال کس قدر ہوگا اور کیا کیا تدبیریں سوچ رہے ہوں گے مگر بحمد اللہ یہ تین برس خالی گذر گئے صرف ایک مہینہ باقی تھا کہ اتفاق سے اسی سنہ ۱۹۰۲ء میں موضع مد ضلع امرت سر میں مولوی ثناءاللہ صاحب نے مرزائیوں کو مناظرہ میں بڑی زک دی اوس میں مرزائی بہت ذلیل ہوئے جس کی کیفیت ضمیمہ شحنہ ہند مورخہ ۲۴ نومبر سنہ ۱۹۰۲ء میں شائع ہوئی ہے جب مرزا صاحب کو اس ذلت کا حال معلوم ہوا تو اُنھوں نے یہ قصیدہ اور اوسکی تمہید لکھکر اشتہار دیا - کہ اگر مولوی ثناءاللہ صاحب امرتسری اتنی ہی ضخامت کا رسالہ اردو عربی نظم میں جیسا میں نے بنایا ہے پانچروز میں بنادے تو میں دس ہزار روپیہ اونہیں انعام دونگا اور اگر وہ اسکے جواب سے عاجز رہے تو سمجھ لیا جائے کہ یہی قصیدہ وہ نشان ہے جس کے ظہور کے لئے میں نے دعا کی تھی کہ تین سال کے اندر اوسکا ظہور ہو۔

غرضکہ اوسی سہ سالہ پیشین گوئی کے پورا کرنے اور اپنے مریدوں کی رسوائی مٹانے کے لئے یہ اشتہار دیا اور اعجاز کا دعوے کیا یہ رسالہ ساڑھے پانچ جز کا ہے اسمیں ۳۸ صفحوں پر اردو عبارت ہے جسمیں بکثرت جھوٹے دعوی ہیں - اب یہ تو نہایت ظاہر ہے کہ دو تین جز میں جھوٹی سچی باتیں اردو زبان میں بنا دینا تو مشکل بات نہیں ہے البتہ عربی کا قصیدہ لکھنا کمال فصاحت و بلاغت کے ساتھ مشکل ہے اب اس اعجاز پر جو اعتراضات ہوتے ہیں جن سے ظاہر ہو جائے گا کہ وہ اعجاز نہیں ہے بلکہ فریب ہے اونہیں ملاحظہ کیجئے

(۱) پہلا شبہ اس اشتہار میں جو دعا ہے رسالہ اعجاز احمدی کے صفحہ ۴۴ میں اسے پیشین گوئی قرار دیا ہے - بہر حال وہ دعا ہے یا پیشین گوئی ہے مگر ایسی عظیم الشان

ہے کہ اوس دعا کے قبول ہونے پر اور اُس پیشین گوئی کے پورا نہ ہونے پر اپنے آپکو
مردود اور کافر قرار دیتے ہیں اس لئے اس دعا کے بعد تین برس تک اس فکر و تجویز
میں ضرور رہے کہ کوئی نشان تراش کر مسلمانوں کو دکھایا جائے تاکہ میں اپنے اقرار
سے ملعون و کافر قرار نہ پاؤں۔ میرے خیال میں اونھوں نے یہ تدبیر سوچی کہ ہندوستان
میں عربی ادب کا مذاق نہیں ہے اس لئے ایک عربی قصیدہ لکھواکر اور اوسکی تمہید اردو میں
لکھکر رسالہ شائع کرکے اعجاز کا دعوے کیا جائے اوسی زمانے میں ایک عرب طرابلس کی
طرف کے رہنے والے ہندوستان میں آئے ہوئے تھے جابجا وہ پھرتے رہے
اور حیدرآباد میں اونکا قیام زیادہ رہا ہے یہ عربی کے شاعر تھے اور مزاج میں آزادی بھی
شاعروں کی سی رکھتے تھے اس شہر میں مرزائی زیادہ ہیں اُنھوں نے مرزا سے رابطہ
کرادیا اور خط کتابت ہونے لگی اُنھوں نے قصیدے کی فرمایش کی عرب صاحب نے
روپیہ لیکر قصیدہ لکھدیا۔ اسکا ثبوت ملاحظہ ہو نواب صدیق حسن خانصاحب
مرحوم کو عربی ادب سے مذاق تھا اس لئے نوابصاحب نے اونھیں بلوایا تھا اتفاق
سے جس مکان میں وہ بھوپال میں مقیم تھے اوس میں ایک اور مولوی صاحب بھی ٹھیرے
تھے جو اطراف امروہہ کے رہنے والے تھے وہ مولوی صاحب کانپور میں میرے
پاس آئے اور اُن عرب کے قیام کا تذکرہ کیا اوس میں یہ کہا کہ ایک روز وہ مرزا کو خط
لکھ رہے تھے میں قریب جاکر کھڑا ہوگیا تو دیکھا کہ خط کے عنوان پر اُنھوں نے مرزا کو مسیح
زمان لکھا تھا میں نے دریافت کیا کہ آپ اونھیں مسیح مانتے ہیں اُنھوں نے سختی
سے کہا کہ میں اوس .... (بغرض تہذیب وہ سخت لفظ لکھا نہیں گیا) کو مسیح
کیا مانتا اوس نے پانسو روپے دیکر مجھ سے قصیدہ لکھوایا ہے اس لئے میں اوسکی
تالیف قلب کرتا ہوں یہ قصیدہ تو اس طرح لکھا گیا۔ اس کے بعد مولانا غلام محمد
صاحب فاضل ہوشیارپوری سے معلوم ہوا کہ سعید نامی ایک شخص طرابلس کا رہنے والا

قصیدۂ اعجازیہ کا لکھنے والا

بڑا ادیب تھا مگر آزاد مزاج شخص تھا جیسے اکثر شاعر ہوتے ہیں مرزا سے اوس سے خط کتابت تھی۔ مولوی محمد سہول صاحب پورنیوی بھاگلپوری کہتے ہیں کہ حیدر آباد میں میں نے اوس سے ادب کی بعض کتابیں پڑھی ہیں بڑا ادیب تھا۔ کہتا تھا کہ مجھے روپیہ کی ضرورت پیش آئی تھی میں نے مرزا کو لکھا اوس نے قصیدہ لکھوایا میں نے لکھدیا۔ اوس نے روپیے مجھے دیئے۔

ان دو شاہدین عادلین سے یہ تو ثابت ہو گیا کہ یہ قصیدہ مرزا کا لکھا ہوا نہیں ہے مگر ان باتوں کو کون جانتا ہے اور جس نے جانا بھی وہ اوس کے شور و غل کرنے کی ضرورت نہیں سمجھتا۔ مرزا صاحب نے اپنی میعادی پیشین گوئی پورا کرنے کے لئے سامان کر لیا کیونکہ سمجھتے تھے کہ ہندوستان میں ادب کا مذاق نہیں ہے اور یہ قصیدہ ایک ادیب عرب کا ہے اس کا جواب یہاں کوئی نہیں دے سکے گا اوس کی تمہید میں اپنی تعریف بھی بہت کچھ لکھ لی۔ اسی عرصے میں اتفاق سے موضع مُد میں اون کے مریدین نے مناظرہ میں بڑی شکست کھائی اور نہایت ذلیل ہوئے اور اپنے مرشد کے پاس جا کر روئے یہ واقعہ اوس کا محرک ہوا کہ وہ قصیدہ جو سعید طرابلسی سے لکھوایا ہے اوس میں مناظرہ مُد کے متعلق اشعار کا اضافہ کرا کے مشتہر کیا جائے اور اعجاز کا دعویٰ کیا جائے اس لئے اوسے چھاپ کر مع اشتہار کے مولوی ثناء اللہ صاحب کے پاس بھیجا تاکہ عام مریدین اور خاص اون مریدین کو جو مناظرہ کی شکست سے نہایت افسردہ ہو گئے تھے خوش کریں اس بیان سے مرزائی اعجاز کی حقیقت تو کامل طور سے منکشف ہو گئی۔ البتہ اس پر یہ شبہ ہوتا ہے کہ سعید شامی تو بڑا ادیب تھا وہ ایسی غلطیاں نہیں کر سکتا جیسی مرزا کے قصیدہ میں ہیں یہانتک کہ بعض الفاظ اوس میں ایسے ہیں جو عرب ہرگز نہیں بولتے اس لئے یہ قصیدہ اوس شامی کا نہیں ہو سکتا۔ اس کا جواب نہایت ظاہر ہے وہ یہ ہے کہ سعید مرزا کو جھوٹا جانتا تھا اور

یہ بھی جانتا تھا کہ عربی ادب سے مرزا کو مس نہیں ہے اس لئے اوس نے قصداً یہ
غلطیاں رکھیں تاکہ اہل علم اوس سے واقف ہوکر اوس کی تکذیب کریں چونکہ عرصہ
تک ہند میں رہا ہے اور بعض علوم عقلیہ[1] اسنے یہاں پڑھے ہیں اس لئے وہ ہندی
محاورات سے بھی واقف تھا اس لئے مرزا صاحب کو فریب دیا اور بعض ہندی الفاظ
بھی قصیدے میں داخل کردیئے۔ الحاصل یہ قصیدہ مرزا صاحب کا اعجاز نہیں ہے اگر
اوسے اعجاز کہا جائے تو سعید شامی کا اعجاز ہوگا۔

دوسرا شبہ پہلے بیان کردیا گیا ہے کہ معجزہ اور نشان وہی کلام ہوسکتا ہے جس کے
مثل نہ اوس کے پہلے کوئی لکھ سکا ہو نہ اوس کے بعد لکھ سکے۔ قصیدہ مرزائیہ کے
قبل تو بہت قصیدے عمدہ عمدہ لکھے گئے ہیں اور بعض چھپے ہوئے موجود ہیں مثلاً
شاہ ولی اللہ صاحبؒ کا قصیدہ نعتیہ دیکھا جائے کیسے نادر مضامین ہیں اور اوسکی
تضمین جو شاہ عبدالعزیز صاحبؒ نے کی ہے اوسے فن ادب کے اہل مذاق ملاحظہ
کریں۔ اسی طرح مولوی فضل حق مرحوم کا قصیدہ جس میں اونھوں نے غدر کے حالات
بیان کئے ہیں قابل دید ہے جنھیں اہل علم دیکھکر مرزا کے قصیدہ کو ردی میں پھینک
دینے کے قابل سمجھیں گے۔ پہلے قصیدوں کے علاوہ مرزا کے دعوے کے بعد بھی
اوس کے جواب میں قصیدے لکھے گئے ہیں۔

پہلا قصیدہ جوابیہ قاضی ظفرالدین صاحب مرحوم نے مرزا صاحب کی زندگی
میں لکھا تھا اور ۱۹۰۷ء کے شروع میں اخبار اہل حدیث میں وہ قصیدہ چھپا ہے
اور پھر ۱۹۱۳ء کے رسالہ الہامات مرزا میں اوس کے ۶۲ شعر نقل کئے گئے ہیں۔

دوسرا قصیدہ جوابیہ نہایت ہی عمدہ اور لاجواب جو ۱۳۳۱ھ میں لکھا گیا ہی
یہ قصیدہ چھ سو پچیس ۶۲۵ اشعار کا ہے البتہ چھپا نہیں ہے عنقریب چھپنے والا ہے۔
اہل علم اوسے دیکھکر مسرور ہوں گے۔

[1] اس شاعر کا مرزا صاحب کو فریب دینا اور روپیہ لینا اخبار اہل حدیث جلد ۱۵ نمبر ۱۵ مورخہ ۲۰ جمادی الاول ۱۳۳۵ھ سے بھی ظاہر ہے ۱۲

چند اشعار اوس کے نقل کئے جاتے ہیں

جس کے الفاظ و مضمون سے اہل علم مسرور ہونگے

وَذَالِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ مَنْ جَاءَ رَحْمَةً ۔ يُبَشِّرُ بِالْفِرْدَوْسِ حَقًّا وَيُنْذِرُ

اور وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جنکا تشریف لانا عالم کیواسطے رحمت تہا ۔ وہ جنت کی لوگوں کو بشارت دیتے تہے اور دوزخ سے ڈراتے تھے

نَبِيُّ الْهُدٰى خَيْرُ الْاَنَامِ مُحَمَّدٌ ۔ حَبِيْبُ اِلٰهِ الْعَرْشِ لِلْفَضْلِ مَظْهَرُ

نبی ہیں وہ ہدایت کے تمام مخلوقات سے افضل ہیں نام پاک ان کا محمد ہے ۔ محبوب ہیں وہ الہ عرش کے نضائل و کمالات کے مظہر ہیں

هُوَ الْمُصْطَفٰى الْمُخْتَارُ مِنْ قَبْلِ اٰدَمَ ۔ وَاٰخِرُ مَبْعُوْثٍ بِهِ الْحَقُّ يَظْهَرُ

وہی برگزیدہ و پسند فرمائے گئے ہیں حضرت آدم علیہ السلام سے پہلے سے ۔ اور سب سے آخر میں بہیجے گئے ہیں اونہیں کے ذریعہ سے حق ظاہر ہوا

حَوٰى جَانِبَيْ فَضْلٍ وَذَالِكَ لِحِكْمَةٍ ۔ يَرَاهَا الْاِلٰهُ الْمَوْلَى الْحَكِيْمُ الْمُقَدِّرُ

اونھوں نے دونو جانبین فضل کی گہیر لیں اور یہ بڑی حکمت کی بنا پر ۔ جس کو آپ کے واسطے اللہ تعالیٰ حکیم نے مقدر فرمایا

شَرِيْعَتُهُ الْغَرَّاءُ حِيْنَ تَلَاْلَاَتْ ۔ مَصَابِيْحُهَا الزَّهْرَاءُ لِلْغَيْرِ نَيِّرُ

آپ کی روشن شریعت کے چراغ جسوقت چمکنے لگے ۔ تو غیروں کی روشنی ماند ہوگئی

بِهِ خُتِمَ الْاِرْسَالُ حَقًّا وَدِيْنُهٗ ۔ هُوَ الْحَقُّ لَا يُمْحٰى اِلٰى يَوْمِ مَحْشَرِ

آپ ہی کی ذات پر ارسال ختم ہوگیا حقًّا و یقینًا اور آپ کا دین ۔ وہی حق ہے جو قیامت تک محو نہ ہوگا۔

بِهِ خُتِمَ الْاِرْسَالُ حَقًّا وَلَمْ يَسَعْ ۔ لِشَخْصٍ سِوَاهُ بِالنُّبُوَّةِ يَفْخَرُ

آپ ہی کی ذات پر ارسال ختم ہوگیا حقیقت ہیں اور اس لئے ۔ کسی شخص کیلئے جائز نہیں کہ آج نبوت پر فخر کر

وَمَنْ جَاءَ بِالْبُهْتَانِ دَعْوٰى نُبُوَّةٍ ۔ فَذَالِكَ فِيْ دَعْوَاهُ لَا شَكَّ يَخْسَرُ

اور جس شخص نے بہتان اور افترا سے دعوی نبوت کیا ۔ تو وہ بیشک اپنے دعوے میں ٹوٹے میں ڈالا جائے گا۔

وَمُذْ كَانَ خَيْرُ الْخَلْقِ لِلرُّسُلِ خَاتَمًا ۔ هِدَايَتُهٗ لَا شَكَّ اَعْلٰى وَاَكْبَرُ

اور جبکہ خیر الخلق علیہ السلام رسولوں کے ختم کرنے والے ہوئے ۔ تو آپ کی ہدایت بیشک اعلیٰ و اکبر ہوگی

وَمِنْ ذَاكَ يُبْدِيْ اَنَّ تَاْثِيْرَ هَدْيِهٖ ۔ بَلِيْغٌ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامِ يُؤَثِّرُ

اور اسیوجہ سے یقین کیا جاتا ہے کہ آپکے اخلاق اور ہدایت کی تاثیر ۔ قیامت تک اثر کرتی ہوئی پہونچیں گی

فلم یبق بعد المصطفیٰ حاجۃ الیٰ ... نبی بہ سبل الھدایۃ تظہر

تو بعد حضرت مصطفیٰ علیہ السلام کے کسی نبی کی حاجت ہی نہ باقی رہی ... جس کے ذریعہ سے ہدایت کے راستے ظاہر ہوں

فذالک یزری بالکمال الذی اتی ... بہ المصطفیٰ یھدی الوریٰ ویذکر

کیونکہ ایسی حاجت کا باقی رہنا آپکے اوس کمال کو بٹا لگاتا ہے ... جسکو لیکر آپ تمام عالم کو ہدایت اور نصیحت فرماتے ہوئے تشریف لائے ہیں

وقد صح ان المصطفیٰ جاء رحمۃ ... الی الخلق طرا فی الکتاب یسطر

اور یہ بھی صحیح طور پر ثابت ہوا ہے کہ آنجناب علیہ السلام تمام مخلوقات کیلئے رحمت ہوکر آئے ہیں چنانچہ قرآن شریف میں یہ مسطور ہے

وھل یقبل العقل السلیم بان من ... یصدق خیر الخلق فی النار یدحر

تو کیا اس کے بعد عقل سلیم قبول کرے گی ... کہ آپ کا تصدیق کرنے والا دوزخ میں دھکا دیا جاویگا

ولو جاز بعد المصطفیٰ بعث مرسل ... لکان علی تصدیقہ الکل یجبر

اور بعد مصطفیٰ علیہ السلام کے کسی رسول کا فرستادہ ہونا جائز ہوتا ... تو اوس نبی کی تصدیق پر تمام آدمی جبر کئے جاتے

ومن لم یصدقہ یؤبد فی لظی ... وان لم یکن للمصطفیٰ قط ینکر

اور جو اوسکی تصدیق نکرتا وہ ہمیشہ رکھا جاتا دوزخ میں ... اور اگرچہ وہ مصطفیٰ علیہ السلام کا کبھی بھی انکار نکرتا تھا

وھذا ینافی کونہ جاء رحمۃ ... الی الخلق طرا ایھا المتدبر

اور یہ آپ کی رحمت عامہ ہونے کے منافی ہے۔ ... کہ آپ تمام خلق کے لئے رحمت ہیں بس غور کر اے سوچنے والے

علی کل حال ان اتی القوم مرسل ... فلم یخل اما مومن او فمنکر

بہرحال اگر قوم میں کوئی رسول آیا تو دو حال سے ... لوگ خالی نہوں گے یا مومن ہونگے یا منکر ہوں گے

ومنکر مبعوث الالہ معذب ... غدا الحشر یوم الدین فی النار یدحر

اور منکر فرستادہ خداوندی کا عذاب دیا جائے گا۔ ... اور کل کو حشر میں جزا کے دن دوزخ میں دھکا دیا جائیگا۔

ویلزم من ذا ان یعذب مومن ... بخیر الوریٰ المختار من جاء ینذر

اور اس سے لازم آتا ہے کہ جناب رسول علیہ السلام پر ایمان لانے والا بھی عذاب دیا جائے گا۔ یہ رحمت کی شان کے بالکل خلاف ہے اہل علم ان چند اشعار کی خوبی کو ملاحظہ کریں کیسا بے نظیر مضمون ہے اور جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی نہ آنے کی کیسی عمدہ وجہ بیان کی ہے اور جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی عظمت و شان دکھائی ہے۔ اور مرزائیوں کی جہالت کو دیکھا جائے مرزا کے قصیدہ میں سوائے اپنی تعلی اور دوسرے علما کی برائی کے اور کوئی مضمون نہیں ہے۔

جب یہ قصاید قصیدہ مرزائیہ سے نہایت عمدہ موجود ہیں تو مرزا صاحب کے قصیدہ کو
معجزہ کہنا آنکھوں پر پٹی باندھکر کنوئیں میں گرنا ہے اور عوام کو فریب دینا ہے۔

تیسرا اعتراض اس قصیدہ کے جواب کے لئے تو زیادہ سے زیادہ بیس روز کی میعاد
مقرر کی تھی اور پھر اس قید شدید ہی پر بس نہیں کی بلکہ یہ بھی لکھا کہ اسی میعاد میں رسالہ چھپوا کر
اور مرتب کرا کے ہمارے پاس بھیجدیا جاتے۔ یعنے اس اعجاز میں لوہے اور پتھر اور صناع
اور کاریگروں کو بھی دخل ہے اس لئے اوس کے جواب میں انکو بھی دخل ہونا چاہیئے
محض قلمی لکھکر بھیجنا کافی نہیں ہے۔ اب جن کے قلب میں کچھ بھی انصاف کی بو ہے۔
وہ صرف ان قیدوں میں تھوڑا سا غور کر کے مرزا صاحب کی حالت معلوم کر سکتے ہیں کیا
صادقین کی باتیں ایسی چالاکی اور عیاری کی ہو سکتی ہیں۔ اسپر نظر کیجائے کہ مرزا صاحب
اوس کے جواب میں چار قیدیں لگاتے ہیں (۱) باریک قلم سے لکھا ہوا ۹۰ صفحہ کا رسالہ ہو
(۲) آدہا رسالہ اردو میں ہو اور آدہا عربی نظم میں (۳) بیس روز کے اندر لکھیں (۴) اور
اوسی میعاد میں چھپوا کر میرے پاس بھیجدیں۔ اہل انصاف اس روشن زبردستی کو ملاحظہ
کریں کہ ان قیدوں کے ساتھ ظاہری اسباب کی نظر سے جواب لکھکر بھیجا جا سکتا ہے؟
ہرگز نہیں ساڑھے پانچ جز کا رسالہ جس کے بعض صفحوں پر ۲۲ سطریں ہوں اور بعض
میں ۲۱ سطر پھر اتنے بڑے رسالے کی تالیف کرنا اور تالیف بھی معمولی نہیں ایک بڑے
مناظر مشاق کی باتوں کا جواب دینا اور وہ بھی صرف اردو نہیں بلکہ عربی قصیدہ بھی اوس
طرح کا ہو جیسا کہ اوس میں ہے ان قیدوں کو دیکھکر ہر ایک منصف کہدیگا کہ مرزا صاحب
اپنے دل میں سمجھتے ہیں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب اس کا جواب لکھدیں گے اس لئے
ایسی شرطیں لگاتے ہیں کہ اون کی وجہ سے لکھنا غیر ممکن ہو اور دام گرفتہ مرید خوش
ہو جائیں اب ملاحظہ کیجئے کہ مرزا صاحب کا رسالہ ساڑھے پانچ جز میں ہے۔ ظاہر ہے کہ
ہر ایک ذی علم پانچ روز میں اوسکی نقل نہیں کر سکتا کیونکہ زود نویسی کے عادی بہت

ہی کم اہل علم ہوتے ہیں جب اس مدت میں نقل نہیں ہو سکتی تو تصنیف کرنا کس طرح ہو سکتا ہے
اس قصیدہ میں اول ۳۰ صفحوں میں تو اپنی جھوٹی تعلی اور دوسروں کی مذمت کی ہے اور آخر
صفحہ میں عوام فریب پیرایہ سے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام
کی ہجو کو الہامی بتا کر خود بری الذمہ ہوگئے ہیں اور عوام کو فریب دیا ہے پھر ان باتوں کا کافی
جواب تو ۳۰ یا ۴۰ صفحوں میں نہیں ہو سکتا اس کے لئے تو اگر آٹھ دس جز میں جواب لکھا
جائے تو شاید کچھ جواب ہو پھر دیکھا جائے کہ اتنے جز کئی روز میں انسان تصنیف کرے گا۔
پندرہ بیس روز سے کم میں تو لکھنا غیر ممکن ہے اب عربی قصیدہ کی تالیف کا اندازہ کیجئے۔
غرضکہ بیس روز میں یہ دونوں کام ہرگز نہیں ہو سکتے یہ بدیہی اور عقلی بات ہے۔ اب اس
کے چھپنے کی مدت پر نظر کیجائے اوسکی حالت تجربہ کار اور صاحب مطبع خوب جانتے ہیں اگر
دوسرے کے مطبع میں چھپوایا جائے تو حسب خواہ اس قدر جلد چھپوا لینا اُس کے اختیار
سے باہر ہے ہاں اگر خود مولویصاحب کسی پریس کے مالک ہوں اور وہ خود لکھیں اور
چھپوائیں اور درمیان میں کوئی مانع پیش نہ آئے اور پریس مین وغیرہ صحیح و سالم رہکر مستعدی
سے کام کریں تو چھوٹے پریس میں ایک مہینے میں اور بڑے میں غالباً بیس ۲۰ روز میں رسالہ
تیار ہو سکتا ہے اوس کے بعد بھیجا جائے گا۔ غرضکہ تخمیناً دو ماہ میں ایسے رسالے کا
لکھا جانا اور چھپنا ہو سکتا ہے اگر مؤلف کو کوئی بیماری یا کوئی شدید ضرورت پیش نہ آئے
اس کے علاوہ رسالہ لکھے جانے کے لئے یہ بھی ضرور ہے کہ لکھنے والے کو مرزا صاحب

---

[1] قصیدہ اعجازیہ میں مرزا صاحب نے اپنی تعلی ایسی کی کہ حضرت عیسیٰؑ اور حضرت امام حسینؑ
سے اپنا تفوق اس طرح بیان کیا کہ ان حضرات کی کامل ہجو ہوگئی ہے اس لئے اونھیں خیال ہوا
کہ مسلمان اس سے بدگمان ہوں گے آخر صفحے میں اس بدگمانی کو مٹانا چاہتے ہیں اور لکھتے ہیں
کہ جو کچھ میں نے لکھا ہے وہ اپنی طرف سے نہیں لکھا ہے بلکہ الہام الٰہی سے لکھا ہے اگر میں اپنی
طرف سے لکھتا تو میں وعید الٰہی میں پکڑا جاتا مرزا صاحب کے فریب اس قسم کے ہوتے ہیں
خدا اُن سے بچائے کہ اپنی زبان درازی کو خدا کا الہام بتا کر اونھیں مقبولان خدا سے گرا دیا ۱۲۔

+ + +

یا اون کے مریدین کی بات پر ایسا اعتماد ہو کہ اگر میں محنت شاقہ اوٹھا کر جواب لکھوں گا تو کوئی نتیجہ اوسپر مرتب ہوگا اور مرزا صاحب خود اپنے آپ کو یا اون کے مریدین اُنہیں جھوٹا جانیں گے مگر کسی صاحب تجربہ کو اسکی اُمید نہیں ہو سکتی بہت تجربہ ہو چکا ہی کہ بڑے معرکہ کی پیشین گوئیاں اونکی جھوٹی ہوئیں مگر اون کے مریدین کے قلب ایسے تاریک ہو گئے ہیں کہ کسیکو ایسی علانیہ کذابی نظر ہی نہیں آتی پھر عربی عبارت کا اعجاز یا عدم اعجاز مرزائی جہلا کیا سمجھیں گے۔ انہیں مشکلات پر نظر کر کے مرزا صاحب نے ایسی قیدیں لگائیں کہ اون قیدون کی وجہ سے جواب غیر ممکن ہو جاوے اور اگر ان قیدون کو چھوڑ کر کوئی جواب لکھے تو مرزا صاحب کہتے ہیں کہ ہم اوسے ردی کی طرح پھینکدیں گے انہیں دنوں خلیفہ صاحب سے دریافت کیا گیا کہ اعجاز احمدی اور اعجاز المسیح کا اگر کوئی جواب دے تو وہ جواب سمجھا جائیگا یا نہیں اس کا جواب مُفتی محمد صادق صاحب کے ہاتھ کا لکھا ہوا آیا کہ اعجاز احمدی کے بالمقابل لکھنے کی میعاد ۱۰ ار دسمبر سنہ ۱۹۰۲ع کو ختم ہو گئی[ل] اور اعجاز المسیح کی میعاد ۲۵ ر فروری سنہ ۱۹۰۱ع کو ختم ہو گئی"۔ لیجئے جناب خلیفہ صاحب کی تحریر سے بھی معلوم ہوا کہ اُن رسالوں کا اعجاز بہت تھوڑی مدت کے اندر محدود تھا اوس کے بعد وہ اعجاز سلب ہو گیا اب اوس کے مثل اہل علم لکھ سکتے ہیں مگر وہ جواب جماعت احمدیہ کے لائق توجہ نہ ہوگا۔ البتہ اہل علم خوب جانتے ہیں کہ رحمانی اعجاز کسی میعاد کے اندر محدود نہیں ہو سکتا اگر شیطانی اعجاز ایسا ہو تو ہم نہیں کہہ سکتے البتہ ایسے اعجاز کو ہمارے روبرو پیش کرنا شیطانی وسوسہ ہے

[ل] اس کے ختم ہونیکی وجہ یہ ہی کہ تین برس کے اندر جو نشان دکھانے کی پیشین گوئی مرزا صاحب نے کی تہی وہ آخر دسمبر سنہ ۱۹۰۲ع تک ختم ہوتی ہے اس لئے قصیدہ کو اعجاز بنانا مرزائیوں کا فرض ہی اگر نہ بنائیں تو مرزا صاحب اپنے اقرار سے جھوٹے ہوتے جاتے ہیں۔ مگر میں کہتا ہوں کہ جب منکوحہ آسمانی والی پیشین گوئی سترہ اٹھارہ برس میں پوری نہ ہوئی اور مرزا صاحب نے خُدا کو جھوٹا قرار دیا تو اگر اس تین برس میں کوئی نشان ظاہر نہوتا تو کوئی الزام خدا پر یا اپنی سمجھہ پر لگا دینا آسان تھا ایسی علانیہ غلطی اور فریب دہی کی ضرورت نہ تھی ۱۲۔

برادران اسلام نے ایسا اعجاز نہ سُنا ہوگا کہ بیس دن کے اندر تک تو معجزہ
رہے اور اس کے بعد وہ اعجاز جاتا رہے یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ اس حد بندی کی اطلاع
اون کے مریدین اور معتقدین کو ہے یا نہیں کیونکہ وہ اب تک ان رسالوں کو جواب
کے لئے پیش کرتے ہیں اور بآواز بلند کہتے ہیں کہ ابتک کسی نے جواب نہیں دیا مگر جب
یہ امر مشتہر ہوچکا ہے تو یہ نہیں ہوسکتا کہ اون کی جماعت کو خبر نہو بلکہ ناواقفوں کو دھوکا
دینا اونہیں مدنظر معلوم ہوتا ہے۔ غرض یہ ہے کہ اگر کوئی جواب نہ لکھے تو اسکا اعلان
ہے کہ کسی نے جواب نہیں دیا اعجاز ثابت ہوگیا اور اگر کسی نے جوابدیا تو فوراً کہدیا جائیگا
کہ جواب کی تاریخ گزر گئی۔ اب توجہ کے لائق نہیں ہے۔ غرضکہ مرزا صاحب کی اور اونکے
متبعین کی باتیں عجب پر پیچ در پیچ ہوتی ہیں صادقوں کی سی سچائی اور صفائی ہرگز نہیں
ہے اس حد بندی کی توجیہ خلیفہ اوّل نے جو بیان کی ہے وہ لایق دید ہے رسالہ
نورالدین میں لکھتے ہیں کہ غلام احمد کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے برابری
کا دعوی نہیں ہے بلکہ وہ غلام احمد یعنے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جو احمد ہیں اونکا
غلام ہے اس لئے وہ اعجاز میں بھی برابری نہیں کرتا قرآن مجید میں جواب دینے کے
لئے مدت مقرر نہیں کی ہے مرزا صاحب مدت معین کرتے ہیں تاکہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے اس معجزے سے برابری نہو جائے۔''

خلیفہ صاحب کی ایسی باتوں کو دیکھکر حیرت ہوتی ہے کیا اسی عقل و فہم پر حکیم الامتہ
کا خطاب دیا گیا ہے یہ تو فرمائے کہ برابری کا نہونا اور ادب اور غلامی کا ثبوت اسی پر
منحصر تھا کہ جواب کے لئے ایسے انداز سے قید لگائی جائے کہ اوس میعاد میں جواب
لکھکر اور چھپوا کر بھیجنا غیر ممکن ہو۔ ادب اور غلامی کا ثبوت تو اس طرح بھی ہو سکتا تھا کہ مولوی
ثناء اللہ صاحب اپنی تمام عمر میں اس کا جواب دیں یا دوسرے سے لکھوادیں اس قدر
قید اون کی غلامی کے ثبوت کے لئے بہت کافی تھی اس طرح کہنے سے اس قول

کی بڑی عظمت ہوجاتی اور غلامی بھی قائم رہتی مگر یہ نہیں کیا بلکہ نہایت سخت اور تنگ میعاد مقرر کی اسکی وجہ بجز اس کے اور کوئی نہیں ہے جو ابھی بیان کی گئی۔

اس کے علاوہ خلیفہ صاحب یہ تو فرمائیں کہ اگر برابری کا دعوے نہیں ہے تو (۱) منم محمدؐ و احمدؐ کہ مجتبےٰ باشد۔ کس نے کہا ہے (۲) اعجاز احمدی کا وہ شعر بھی آپ کو یاد ہے جس میں مرزا صاحب لکھ رہے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تو صرف چاند گہن ہوا اور میرے لئے چاند گہن اور سورج گہن دونوں ہوئے کہئے جناب یہاں تو برابری سے گذر کر فضیلت کا دعوے ہے یہاں غلامی کہاں چلی گئی (۳) تحفہ گولڑویہ کا وہ مقولہ بھی آپ کو یاد ہوگا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے تین ہزار معجزے ہوئے اوس کے بعد اوس قول پر نظر کیجئے جہاں لکھتے ہیں کہ مجھ سے تین لاکھ سے زیادہ نشان ظاہر ہوئے (اخبار البدر ۱۹ رجولائی ۱۹۰۶ء ملاحظہ ہو) اب فرمائیے کہ یہاں سوحصے زیادہ فضیلت کا دعوے ہے یا نہیں؟ ضرور ہے پھر یہاں دعوی غلامی کہاں چلا گیا اسیطرح مرزا صاحب کے دعوے بہت ہیں۔ مگر جب جیسا موقع اُن کے خیال میں آگیا ویسا دعوے کر دیا حکیم صاحب کچھ تو ہوش کیجئے آپ کہانتک باتیں بنائیں گے لَنْ یُّصْلِحَ الْعَطَّارُ مَا اَفْسَدَ الدَّھْرُ

خلیفہ صاحب کے حال پر سخت افسوس ہے کہ باوجود واقف ہونے کے ایسی مہمل بات کہتے ہیں اور مسلمانوں کو فریب دیتے ہیں اگر اونکی عقل پر ایسے پردے پڑے ہوئے نہوتے تو مرزا صاحب کے حلقہ بگوش نہ ہوتے۔

غرضکہ مرزا صاحب کی باتوں نے آفتاب کی طرح روشن کر دیا کہ اس اعجاز کے دعوے سے مقصود لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرنا تھا اور معلوم کر لیا تھا کہ ان شرطوں کیساتھ جواب دینا غیر ممکن ہے کیونکہ جو کام اسباب ظاہری کے لحاظ سے کم سے کم ڈیڑھ دو مہینے کا ہو وہ بیس دن میں کیونکر ہوسکتا ہے مگر قدرت خدا کا نمونہ ہے

کہ جماعت احمدیہ کے پڑھے لکھے بھی ایسی موٹی بات کو نہیں سمجھتے اور اون رسالونکو معجزہ مان رہے ہیں قصیدہ اعجازیہ کی تفصیلی حالت اور اُس کے اغلاط ۱۰ و ۱۱ الہامات مرزا مطبوعہ بار چہارم کے ص۹۳ سے ص۱۰۶ تک دیکھنا چاہیئے ✣

مولوی صاحب نے قصیدہ کی غلطیاں دکھا کر یہ بھی لکھا ہے کہ مرزا صاحب اپنے قصیدہ کو ان اغلاط سے پاک کریں اور پھر زانو بزانو بیٹھکر عربی تحریر کریں اوسوقت حال کھلجائے گا۔ مگر مرزا صاحب نے تو اسکے جواب میں دم بھی نہ مارا اگر عربیت میں دعوے تھا اور یہ قصیدہ خود انھوں نے لکھا تھا تو کیوں سامنے نہ آئے یہ بدیہی دلیل ہے کہ قصیدہ دوسرے سے لکھوایا اور اپنے فہم کے موافق سمجھہ لیا کہ مولوی ثناء اللہ صاحب وغیرہ ایسے ادیب نہیں ہیں جو ایسا قصیدہ عربی میں لکھ سکیں پھر بطور احتیاط بیس دن کے اندر چھپوا کر بھیجنے کی قید لگا دی اور سمجھہ لیا کہ اس مدّت کے اندر تو وہ لکھکر کسی طرح بھیج ہی نہیں سکتے اگرچہ وہ ادیب بھی ہوں اس لئے ایسا دعوے کر دیا **ثانیاً** سنہ ۱۳۲۳ھ میں رسالہ **ابطال اعجاز مرزا** کا پہلا حصّہ چھپا ہے جو ۱۰۴ صفحہ کا ہے اوس میں صرف اس قصیدہ کی غلطیاں دکھائی ہیں اور ہر قسم کی غلطیاں ہیں اور خاص قادیان بھیجا گیا ہے مگر تیسرا برس ہے اب تک کسی مرزائی کی مجال نہیں ہوئی کہ جواب دے پھر کیا ایسے ہی مہمل اور پر از اغلاط رسالہ کو معجزہ کہا جاتا ہی شرم نہیں آتی۔ اب اسکو مُلاحظہ کرنا چاہیئے کہ مرزا صاحب اس دعوے اعجاز کیوجہ سے کئی دلیلوں سے جھوٹے ثابت ہوتے ہیں (۱-و ۲) پہلی اور دوسری دلیل کلام معجز کی تعریف ان دونوں رسالوں پر صادق نہیں آتی کلام معجز کے لئے زمانہ کی تعین نہیں ہوتی مرزا صاحب نے دو طرح سے زمانہ متعین کیا ایک یہ کہ آیندہ زمانے کا کلام جواب میں پیش کیا جائے گذشتہ زمانے کا کلام نہ ہو۔ دوسرے یہ کہ چند روز میں جواب ہو ان دو وجہ سے انکا اعجاز غلط ثابت ہوا اور یہ دو دلیلیں اونکے جھوٹے ہونے کی قرار پائیں **تیسری اور چوتھی**

دلیل اعجاز المسیح کے دو جواب ہمنے پیش کئے جو اس سے بدرجہا ہر طرح سے عمدہ ہیں اور ہر ایک جواب مرزا صاحب کے جھوٹے ہونے کے لئے کافی دلیل ہے۔

پانچویں دلیل ایک رسالہ اعجاز المسیح پر ریویو مطبع فیض عام لاہور میں چھپا ہے اسمیں صرف لفظی غلطیاں اعجاز المسیح کی دکھائی ہیں اور کئی برس ہوئے اوسے چھپے ہوئے مگر کوئی مرزائی اوس کا جواب نہیں دیسکا جو کلام اس قدر غلط ہو وہ تو فصیح و بلیغ بھی نہیں ہوسکتا اور اعجاز تو بہت بلند مرتبہ ہے۔ یہ پانچویں دلیل ہوئی اوس کے معجزہ نہونیکی۔

مرزائیوں کی ابلہ فریبی کا جواب

قادیانی کے سرگروہوں نے اپنے جہلا کو یہ جواب سکھا دیا ہے کہ ایسے اعتراضات تو عیسائیوں نے قرآن مجید پر بھی کئے ہیں مگر ہم کہتے ہیں کہ یہ صرف ابلہ فریبی ہے جو ذی علم عیسائی ہیں وہ تو قرآن مجید کے فصاحت اور بلاغت کو ایسا مانتے ہیں کہ جا بجا قرآنمجید کی عبارت کو سند میں پیش کرتے ہیں اگر کچھ علم ہے تو **اقرب الموارد** دیکھو اور اگر کسی جاہل عیسائی نے اعتراض کیا تو وہ قابل عیسائیوں کے اقوال سے لائق توجہ نہیں ہوسکتا اس کے علاوہ ہم یہ کہتے ہیں کہ قرآن مجید پر جس قدر اعتراضات کئے گئے ہیں اون سب کے جوابات ہمارے علما نے دیئے ہیں اب اگر کسی قادیانی کو دعوے ہو کہ عیسائی کے کسی اعتراض کا جواب نہیں دیا گیا تو ہمارے سامنے پیش کرے پھر دیکھے کہ ہم اوسکو کیسا جواب دیں گے اور پھر مرزا صاحب پر اعتراض پیش کریں گے اور پوچھیں گے کہ اس کا جواب کس نے دیا ہے اور اگر کسی نے نہیں دیا تو اب کوئی جواب دے۔ مگر ہم یقینی پیشین گوئی کرتے ہیں کہ کوئی جواب نہیں دیسکتا۔

غرضکہ یہ مختصر رسالہ مرزا صاحب کے دعوے کو جھوٹا ثابت کرنے کے لئے کافی ہے

چھٹی دلیل اون کے جھوٹے ہونے کی یہ ہے کہ اعجاز المسیح دو تین جز کا رسالہ ہے اور اوسے قریب سے ساڑھے بارہ جز کہتے ہیں پھر ایسے فریبی شخص سے معجزہ ہوسکتا ہے؟ ہرگز نہیں اگر ایسے شخص سے معجزہ ہو تو انبیائے صادقین سے اعتبار اوٹھ جائے۔

ساتویں دلیل ۔ اعجاز المسیح کے شان نزول میں بیان کیا گیا ہی کہ مرزا صاحب باوجود سخت وعدے کے پیر مہر علی شاہ صاحب کے مقابلہ پر نہیں آئے اس شرم کے مٹانے کو مرزا صاحب نے اپنی تفسیر اون کے پاس بھیجی پیر صاحب چونکہ جلسہ عام میں عہد کر چکے تھے کہ اب مرزا صاحب سے خطاب نکریں گے اس لئے سکوت کیا اور مرزا صاحب کو فریب دینے کا موقع ملا۔ مَنَعَهُ مَانِعٌ مِّنَ السَّمَاءِ کا الہام بتا کر مریدوں کو خوش کر دیا۔ یہ علانیہ فریب اون کے جھوٹے ہونے کو آفتاب کیطرح چمکا رہا ہے۔

آٹھویں دلیل جواب لکھنے کی میعاد ایسی کم مقرر کی کہ اسمیں لکھنا اور چھپوا کر بھیجنا غیر ممکن تھا خصوصًا علما کی حالت کے لحاظ سے اس لئے نہایت ظاہر ہے کہ یہ دعوی علانیہ مرزا صاحب کا فریب ہے۔

(۹) **نویں دلیل** میں نے شاہدوں کی شہادت سے ثابت کر دیا کہ یہ دونوں رسالے معجزہ کیا ہوتے فصیح و بلیغ بھی نہیں ہیں اور متعدد رسالوں سے اسکا ثبوت بھی ہو گیا۔

الحاصل مرزا صاحب کا یہ عجب طرح کا اعجاز تھا جسکی وجہ سے ہمنے نو دلیلیں اونکے جھوٹے ہونیکی قایم کر دیں

جماعت مرزائی کا عاجز ہونا

ان سب باتوں کے قطع نظر اگر اب بھی خلیفہ صاحب کو اور اوس جماعت کے دوسرے ذی علموں کو اوس کے اعجاز کا دعوے ہے اور سمجھتے ہیں کہ وہ ایسے فصیح و بلیغ ہیں کہ دوسرا کوئی نہیں لکھ سکتا تو اسکا اعلان دیں کہ اگر کوئی عالم ایسا قصیدہ یا ایسی تفسیر سورہ فاتحہ لکھدیگا تو ہم

مرزا صاحب کو کاذب سمجھیں گے۔ اس کے بعد وہ دیکھیں کہ اونکا جواب کس زور اور عمدگی سے ہوتا ہے اگر اوس کے لئے میعاد مقرر کریں تو اول اس بات کو ثابت کر دیں کہ اعجاز میں ایسی قید ہو سکتی ہے اوس کے بعد ایسی میعاد معین کریں جسے چند اہل علم تجربہ کار مجیب کی حالت پر نظر کرکے کہدیں کہ اتنے دنوں میں تالیف اور طبع ہو کر خلیفہ صاحب تک پہنچ سکتا ہے۔ مرزا صاحب کی طرح قید نہ لگائی جائے جسمیں لکھا جانا اور چھپ کر اون کے پاس بھیجنا غیر ممکن ہو۔

اس کے سوا یہ بھی بتائیں کہ اسکا فیصلہ کون ذی علم ادیب منصف مزاج کرے گا کہ مرزا صاحب کا قصیدہ اور تفسیر عمدہ ہے یا اونکا جواب ہر طرح فائق اور بدرجہا زاید عمدہ ہے

اگر ایسا اعلان ایک ماہ کے اندر نہ دیا جائے گا تو معلوم ہوگا کہ اعجاز کا دعوے غلط تھا

یہ کتابی اعلان ۱۳۳۲ھ میں چھپکر مشتہر ہوا ہے اور اب ۱۳۳۵ھ کا آخر ہے اسوقت تک کسی مرزائی کی مجال نہوئی کہ اس مضمون کا اعلان دے اس سے بخوبی ثابت ہو گیا کہ پنجاب اور بنگال اور حیدر آباد وغیرہ ہر جگہ کے مرزائی دل میں جان گئے ہیں کہ مرزا کا دعوے غلط ہے اور مرزا جھوٹا ہے مگر کچھ تو حرام خوری کیوجہ سے خاموش ہیں جس طرح بعض پادریوں نے رسالہ پیغام محمدی کا مطالعہ کرکے کہا کہ لاجواب رسالہ ہے ہمارے تمام شبہات کا جواب اس نے دے دیا۔ ہمارے ایک برادر نے کہا کہ پھر اب توبہ کرنے میں کیوں دیر ہے جواب دیا کہ سو روپیہ ماہوار کون دے گا لڑکے بالونکی پرورش کس طرح ہوگی۔ بعض کو اپنی بات کی پاسداری ہے۔

افسوس اس عقل وفہم پر

مرزا صاحب کی عربی دانی کا نمونہ

مرزا صاحب کے اعجاز کا تو خاتمہ ہو لیا اور اون کے رسالوں کی غلطیاں چھپکر مشتہر ہو چکی ہیں۔ اوسکی تائید میں مرزا صاحب کی ایک عبارت نقل کرکے اونکی عربی دانی کا نمونہ اون حضرات کو دکھاؤں جنھیں زبان عربی میں کچھ دخل ہے یا انگریزی میں پورے قابل ہیں اور قرآن و حدیث کا مطالعہ کرتے ہیں اعجاز المسیح کے لوح پر مرزا صاحب نے عربی عبارت لکھی ہے جس میں اس رسالہ کی نسبت لکھا ھٰذَا رَدٌّ عَلَى الَّذِيْنَ يُجَهِّلُوْنَنَا یعنے یہ اون لوگوں کا رد ہے جو ہمیں جاہل بتاتے ہیں اس کے بعد لکھتے ہیں وانی سمیتہ اعجاز المسیح وقد طبع فی مطبع ضیاء الاسلام فی سبعین یومًا من شہر الصیام وکان من الھجرۃ ۱۳۱۸ھ ومن شہر النصاری ۲۰ فروری ۱۹۰۱ء مقام الطبع قادیان جنکو علم و فہم سے اللہ تعالےٰ نے کچھ حصہ دیا ہے وہ غور فرمائیں کہ کیسی لچر عبارت ہے اور جو نہایت معمولی مضمون مرزا صاحب ادا کرنا چاہتے تھے وہ عربی عبارت میں ادا نہ کر سکے اور بہت غلطیاں کیں اس عبارت سے مقصود تو مرزا صاحب کا یہ ہے کہ اس رسالہ کا نام میں نے اعجاز المسیح رکھا۔ اور مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں یہ رسالہ ستر دن میں چھاپا گیا اور اوسکی ابتدا ماہ رمضان سے ہوئی اور ہجری ۱۳۱۸ھ تھا اور عیسوی ۲۰ فروری ۱۹۰۱ء تھا۔

اب قدرت خدائی اور اوس ہادی مطلق کی رہنمائی کا یہ عجب نمونہ ہے کہ وہ رسالہ جس کی فصاحت و بلاغت کو مرزا صاحب اعجاز سمجھتے ہیں اوس کے لوح کی دو سطر عبارت صحیح نہ لکھ سکے اور جو مضمون لکھنا چاہتے تھے وہ عربی عبارت میں ادا نہ ہو سکا ایسا شخص چار پانچ جز یا بارہ جز معجز نما عربی عبارت کیا لکھے گا اگرچہ اس مضمون کو

لو اصل رسالے کی غلطیاں تو ایسے رد پیوند مطبوعہ فیضی لاہور میں اور اعجاز احمدی کے اغلاط الہامات مرزا اور ابطال اعجاز مرزا ایس نمونہ کے طور پر شائع ہو چکے ہیں یہاں رسالے کے ٹیٹل کے دو سطر عبارت نقل کرکے اس کی حالت دکھاتی جاتی ہے ۱۲

صحیح طور سے ادا کر دینا بڑی قابلیت کی دلیل نہ تھی مگر اوس قادر کریم کی قدرت کا نمونہ ہے کہ جس مدعی نے اپنے متکبرانہ خیال میں اپنے آپ کو علمی کمال کے نظر سے ایسا بلند پایہ سمجھ لیا ہو کہ ایک مضمون بے لکھا ہوا معجزہ ہو سکتا ہے اور اسی خیال سے اوس نے رسالہ لکھا ہو اوس کے اول صفحہ میں دو سطر معمولی مضمون کی عبارت صحیح نہ لکھے اور ایسی غلطیاں کرے جو کم فہم بھی یقینی طور سے معلوم کر سکیں جن کو عربی صرف و نحو سے واقفیت ہے اور خبتر بیان و بکھ لیا کرتے ہیں وہ ملاحظہ کریں مرزا صاحب کا مطلب تو یہ ہے کہ اعجاز المسیح میں نے ستّر دن میں لکھی اور انھیں دنوں میں وہ طبع ہوئی اور ستّر دن کی ابتدا و انتہا بھی بیان کرنا چاہتے ہیں مگر منقولہ عبارت کا یہ مطلب کسی طرح نہیں ہو سکتا۔

غلطیاں ملاحظہ ہوں

(۱) نہایت ظاہر ہے قد طبع فی سبعین یوماً کے یہی معنے ہو سکتے ہیں کہ ستّر دن میں چھاپی گئی اس عبارت سے یہ کسی طرح نہیں سمجھا جاتا کہ ان ایام میں تصنیف اور طبع دونوں کام ہوئے اس مطلب کے لئے ضرور تھا کہ صُنّفَ کا لفظ زیادہ کیا جاتا۔

(۲) سیاق عبارت یہ چاہتا ہے کہ من شہر الصیام بیان ہو سبعین کا اسکا حاصل یہ ہوگا۔ کہ ماہ صیام ستّر دن سے زیادہ کا ہے اب ناظرین اس غلط بیانی کو دیکھیں میں نے اس غلطی سے چشم پوشی کر کے دوسرے پہلو سے ترجمہ کیا ہے۔

(۳) اگر سوق عبارت من شہر الصیام کے مِن کو ابتدائیہ کہا جائے اور یہ مطلب قرار دیا جائے کہ ماہ صیام سے رسالہ کی تالیف کی ابتدا کی گئی تو ضرور تھا کہ تاریخ بھی لکھتے کیونکہ اسبات کو ظاہر کرنا مقصود ہے کہ ستّر دن میں ہم نے

لکھا یہ اوسی وقت ہو سکتا ہے کہ بیان مہینے کے ساتھ تاریخ بھی لکھی جائے۔
غرضکہ یہ تین غلطیاں ہوئیں اب اگر تیسری غلطی سے چشم پوشی کیجائے اور مرزا صاحب کی دوسری عبارت سے تاریخ معین کرنے کی نوبت آئے تو بھی کوئی تاریخ متعین نہیں ہوتی سارے احتمالات غلط ہیں اوسکی وجہ ملاحظہ ہو۔

(۴) مذکورہ عبارت کے بعد مرزا صاحب تالیف اور طبع کا ہجری سال اور عیسوی سال مع مہینے اور تاریخ کے بیان کرنا چاہتے ہیں اور لکھتے ہیں وکان من الہجرۃ ۱۳۱۸ھ ومن شہر النصاریٰ ۲۰ فروری سنہ ۱۹۰۱ء

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ جس ماہ صیام سے رسالہ لکھنے کی ابتدا ہوئی وہ ماہ صیام ۱۳۱۸ھ کا تھا اس عبارت کا ناقص ہونا نہایت ظاہر ہے کیونکہ مہینہ کے تعین کے ساتھ یہاں تاریخ کا معین کرنا ضرور تھا تاکہ ستر دن کی ابتدا معلوم ہوتی مگر ایسا نہیں ہوا یہ **چوتھی غلطی** ہے۔

(۵) رسالے کے صفحہ ۶۵ سے ۶۷ تک دیکھنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس تفسیر لکھنے کی ابتدا ۲۳ رمضان کے قبل نہیں ہوئی بلکہ بعد ہوئی ہے مگر بعد کی کوئی تاریخ یہاں بھی بیان نہیں کی اور اوس رمضان کی ۲۳ مطابق ہے ۱۵ جنوری سنہ ۱۹۰۱ء کے اس لئے لکھنے کی ابتدا ۱۵ جنوری یا اس کے بعد ۱۶ - ۱۷ کو ہوگی۔

اس کے بعد یہ جملہ ہے من شہر النصاریٰ ۲۰ فروری سنہ ۱۹۰۱ء عربی کی طرز تحریر کا مقتضا یہ ہے کہ جس طرح پہلے جملہ میں لکھنے کی ابتدا نبوی ماہ اور سنہ سے بیان کی گئی ہے اس جملہ میں عیسوی ماہ اور سنہ کا بیان ہو یہ طرز بالکل مطابق ہے اردو طرز کے اکثر ہجری سنہ کو بیان کر کے عیسوی مہینہ اور سنہ کے مطابقت لکھا کرتے ہیں مگر سوق عبارت اور عرف عام کے خلاف مرزا صاحب اس جملہ میں انتہائے تحریر کا زمانہ بتاتے ہیں جیسا کہ لوح کے دوسرے صفحہ سے ظاہر ہے

یہ پانچویں غلطی ہے قاعدہ عربیت کے لحاظ سے مگر افسوس ہے کہ اس پر بھی بس نہیں ہے۔

(٦) بلکہ اونھیں کے بیان سے فروری کے مہینے میں رسالہ کی نہ ابتدا ہوئی نہ انتہا یہ بیان بالکل غلط ہے کیونکہ پہلے بیان سے معلوم ہوا کہ ١٣١٨ھ کے ماہ صیام سے رسالہ کی ابتدا ہے اور یہ ماہ صیام ٢٤ ردسمبر ١٩٠٠ع روز دوشنبہ سے شروع ہے اور ٢١ر جنوری ١٩٠١ع روز دوشنبہ کو ختم ہو گیا اس لئے فروری کی کسی تاریخ سے ابتدا نہیں ہوئی اور اگر ختم کی تاریخ کا بیان ہے تو اگر ابتدا رمضان کی پہلی تاریخ کو فرض کریں تو اکہتروان دن فروری کے بعد ٢ر مارچ کو ہوگا اور اگر ابتدا ٢٣ ریا ٢٤ر یا ٢٥ر ماہ صیام سے ہے تو مارچ کے ٢٥-٢٦- یا ٢٧ تاریخ مطابق ٤-٥-٦ تاریخ ذوالحجہ ١٣١٨ھ روز دوشنبہ سہ شنبہ چہارشنبہ کو ہوگا۔ غرضکہ ٢٠ر فروری کو انتہا کسی طرح نہیں ہو سکتی یہ چھٹی غلطی ہے اور ایسی غلطی ہے جس سے بخوبی عیاں ہے کہ اللہ تعالےٰ نے اون کی عقل سلب کر دی ہے تاکہ اون کے دعوے کی غلطی ادنی ذی علم بھی معلوم کر سکے یہ امر بھی لحاظ کے لائق ہے کہ ٢٠ر فروری ١٩٠١ع کو رسالہ کا ختم ہونا کئی مقام پر لکھتے ہیں (١) ٹیٹل کے دوسرے صفحہ پر اطلاع لکھی ہے اوس کی پہلی اور دوسری سطر میں ہے خدا تعالےٰ نے ستر دن کے اندر ٢٠ر فروری ١٩٠١ع کو اس رسالہ کو اپنے فضل وکرم سے پورا کر دیا (٢) اس اطلاع کے آخر میں بھی یہی تاریخ لکھی ہے (٣) اس رسالہ کے آخر میں اعجاز کا اشتہار دیا ہے اوس میں بھی ٢٠ فروری ہے اور ٹیٹل کے پہلے صفحہ پر بھی یہی تاریخ ہے اور اس رسالہ کے آخر صفحہ ٢٠١ میں لکھتے ہیں قد طبع بفضلک فی مدۃ عدۃ العین فی یوم الجمعۃ وفی شهر مبارک بین العیدین - تیرے فضل سے یہ کتاب عین کے عدد کی مدت میں جمعہ کے دن اور مبارک مہینے میں

دو عیدوں کے درمیان چھاپی گئی اس سے تین باتیں ظاہیں۔
اوّل یہ کہ اس رسالہ کا اختتام جمعہ کے دن ہوا دوسرے یہ کہ ماہ مبارک میں
ہوا تیسرے یہ کہ وہ ماہ مبارک دو عیدوں کے درمیان میں ہے۔
اب دیکھا جائے کہ ۲۰ فروری سنہ ۱۹۰۱ء کو رسالہ کا اختتام ہے تو روز جمعہ نہیں
ہو سکتا کیونکہ یہ تاریخ روز چہار شنبہ ۳۰ شوال سنہ ۱۳۱۸ھ کو ہے۔
اب کہیئے کہ ۲۰ فروری کو صحیح مانا جائے یا روز جمعہ کو غرضکہ اسی طرح اس عبارت
میں اور بھی اغلاط ہیں سب کے بیان میں بیکار تقریر کو طول دینا ہے جنکو حق طلبی
ہے اون کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ رسالہ جسکی نسبت یہ دعوے بڑے
زور سے ہو رہا ہے کہ اسکی عبارت ایسی فصیح و بلیغ ہے کہ اوس کے مثل کوئی نہ
لاسکا اور نہ لاسکے گا۔ اوس کے لوح کی دو سطر عبارت نہایت خبط اور محض غلط ہی
پھر ایسا شخص فصیح و بلیغ عبارت کیا لکھیگا اور اگر لکھ سکتا تھا مگر یہاں ایسی غلطیاں
ہو گئیں تو یہ روشن دلیل ہے کہ خدا تعالےٰ نے ایسے مدعی کے دعوے کے
غلط کرنے کو اس عبارت کے لکھنے کے وقت اوس کے حواس سلب کر دیئے
کہ ایسی مہمل عبارت لکھی کہ ادنیٰ طالب علم ادب پڑھنے والا نہ لکھیگا۔ اب
افسوس یہ ہے کہ کذب کے ایسے بیّن ثبوت موجود ہیں مگر ماننے والے کچھ نہیں
دیکھتے۔ اس کے بعد میں مرزا صاحب کے اس دعوے کی نسبت ایک عظیم الشان
بات کہنا چاہتا ہوں جو حضرات علم و دانش سے حصہ رکھتے ہیں اور خوف خدا
سے کسی وقت اون کے دل لرزنے لگتے ہیں وہ متوجہ ہو کر غور فرمائیں۔

اعجاز المسیح اور اعجاز احمدی کے معجزہ کہنے پر گہری نظر

اور مرزا کی اندرونی حالت کا اظہار

حضرت سرور انبیا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت معجزات ظاہر ہوئے
اور کثرت سے پیشین گوئیاں آپ نے کیں اور جن کے پورا ہونے کا وقت گذر چکا
وہ پوری ہوئیں اور کسی کے پورا ہونے میں سر مو فرق نہیں ہوا۔ مگر حضور انور صلی اللہ
علیہ وسلم نے بجز قرآن مجید کے کسیکو اپنے دعوے نبوت کے ثبوت میں
پیش نہیں کیا اور کفار کے معجزہ طلب کرنے کے وقت آپ نے نہیں فرمایا
کہ میں نے فلاں فلاں معجزہ دکھایا ہے اوسپر نظر کرو صرف قرآن مجید ہی کو پیش
کر کے کہا فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّن مِّثْلِهِ وَادْعُوا شُهَدَاءَكُم مِّن دُونِ اللَّهِ
إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ۝ فَإِن لَّمْ تَفْعَلُوا وَلَن تَفْعَلُوا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِي
وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ۝ یعنے اگر تم (مجھ پر الزام دیتے ہیں) سچے ہو تو
قرآن مجید کی ایک سورت کے مثل لے آؤ اور اللہ کے سوا اپنے معین اور
مددگاروں کو بلاؤ اور اگر نہ لا سکو تو جہنم کی آگ سے ڈرو (اس فرمانے کے
ساتھ یہ پیشین گوئی بھی کردی کہ تم اس کے مثل ہرگز نہ لا سکو گے یہ دعوے قرآنمجید
سے مخصوص ہے کسی آسمانی کتاب کی نسبت ایسا نہیں کہا گیا) مرزا صاحب اپنے
زبانی معجزوں کو ہر جگہ پیش کرتے ہیں اور اونھیں تین لاکھ سے زیادہ بتاتے ہیں۔
اب جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی عاقلانہ روش پر نظر کیجائے اور
مرزا کی لن ترانیوں کو دیکھا جائے ۔ اس کے علاوہ اپنے رسالوں کو اپنی تصنیف
کہتے ہیں مگر بعینہ وہی دعوے اپنے دونوں رسالوں کی نسبت کرتے ہیں
جو قرآن مجید میں کلام الٰہی کی نسبت کیا گیا اگرچہ قید لگا کر کہا مگر عوام کو قید کا خیال
کب رہتا ہے اب میں اہل دل حقانی حضرات سے ملتجی ہوں کہ اس بیان میں
محققانہ طور سے غور فرمائیں۔ اور ملاحظہ کریں کہ جب مرزا صاحب نے اپنے رسالوں
کی نسبت بے مثل ہونے کا ویسا ہی دعوے کیا جیسا کہ قرآن مجید میں کیا گیا تھا

اور اُسکے مثل نہ لانے پر اوسی طرح پیشین گوئی کر دی جس طرح قرآن مجید کے مثل نہ لانے پر کی گئی تھی اور جماعت احمدیہ اوسپر ایمان لے آئی اور اوسے مرزا صاحب کا معجزہ سمجھی تو نہایت صفائی سے ثابت ہوا کہ مرزا صاحب کے رسالے اون کے خیال کے موجب ویسے ہی بے مثل ہیں جیسے قرآن مجید بے مثل ہے اسیوجہ سے مرزا کی صداقت میں قرآن مجید کی وہی آیت پیش کرتے ہیں جو کلام الٰہی نے حضرت سرور انبیا علیہ السلام کی صداقت میں پیش کی ہے۔ جب اس خاص صفت میں یعنے بے مثل ہونے میں وہ رسالے اور قرآن مجید یکساں ہوئے اور قرآن مجید کی خصوصیت نہ رہی تو اوسکا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ یہ رسالے قرآن مجید کے مثل ہیں اس لئے قرآن مجید کا یہ دعوے کہ اوس کے مثل کوئی نہیں لاسکیگا غلط ٹہیرا اور جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا وہ عظیم الشان معجزہ جسے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دعوے کے ثبوت میں پیش کیا تھا باطل ہوا نعوذ باللہ اب اسکا فیصلہ ناظرین اہل علم پر چھوڑتا ہوں کہ جس دعوے کا انجام یہ ہے جو ابھی بیان کیا گیا کس غرض سے کیا گیا۔ ایسے دعوے کرنے والے کا دلی منشا کیا معلوم ہوتا ہے آپ ہی فرمائیں میں اپنی زبان سے کچھ نہیں کہتا اس کے علاوہ اسپر بھی نظر کیجائے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے صرف قرآن مجید اپنے دعوے کے ثبوت میں پیش کیا جو عربی نثر میں ہے مرزا صاحب اسی طرح کے دو رسالے پیش کرتے ہیں ایک نظم ہے اور دوسرا نثر ہے اسکا نتیجہ بالضرور یہ ہے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے قرآن مجید یعنے صرف نثر عبارت پیش کرکے اوس کے بے مثل ہونیکا دعوے کیا تھا۔ ہم نے نظم و نثر دونوں طرح کے رسالے لکھکر مخالفوں کے سامنے پیش کئے اور تمام مخالفین عاجز رہے اس لئے ہمارا اعجاز بڑھ گیا۔

اے اسلام کے سچے بہی خواہو مرزا صاحب کی باتوں پر خوب غور کرو میں نہایت

خیر خواہی سے تمہیں متنبہ کرتا ہوں اس بیان پر روشنی ڈالنے کے لئے اور بھی چند باتیں آپ کے روبرو پیش کرتا ہوں انصاف دلی سے اون پر آپ نظر کریں تاکہ آپکو یقینی طور سے معلوم ہو جاوے کہ مرزا در اصل مذہب اسلام کی بے وقعتی ثابت کرنا چاہتا ہے مگر ایسے طریقے سے کہ مسلمان ماننے والے برہم نہ ہو جائیں اس کے ثبوت میں مذکورہ بیان کے علاوہ امور ذیل ملاحظہ کئے جائیں۔

(۱) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے قرۃ العینین حضرات حسنین رضی اللہ عنہما کی کیسی مذمت کی ہے اور اُسیطرح یہ کہا ہے کہ اوس مذمت کو الہام الٰہی بتایا ہے یعنے یہ مذمت میں نے نہیں کی بلکہ اللہ تعالے نے کی ہے (اعجاز احمدی مطبوعہ ۱۹۰۲ء کا صفحہ ۳۵ ملاحظہ ہو۔) اس مذمت کا نمونہ میں نے **حقیقۃ المسیح اور دعوے نبوت مرزا** میں دکھایا ہے اور اون کے اقوال اعجاز احمدی سے نقل کئے ہیں پھر کیا عاشق رسول اللہ اُمت محمدی ہو کر ایسا کہہ سکتا ہے؟۔ ہرگز نہیں۔ اس ہجو سے اون کی دلی حالت معلوم ہوتی ہے کہ اونھیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیسا اعتقاد تھا حضرت سرور انبیا کے اولاد کی تو بڑی شان ہے کوئی سچا مرید اپنے مرشد کی اولاد سے ایسا بدگمان نہیں ہوتا اور اون کی ہجو نہیں کرتا۔ اس کے جواب میں بعض مرزائی حضرت امام کے مدح میں اونکے اشعار پڑھکر عوام کو فریب دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ مرزا صاحب پر یہ الزام غلط ہے کہ وہ امام صاحب کی مذمت کرتے ہیں بلکہ اون کے یہ اشعار ہیں جن میں حضرت امام کی مدح ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ یہی تو تمھارے جھوٹے امام کی ابلہ فریبی ہے کہ ایک جگہ اپنا دلی خیال ظاہر کرکے دوسری جگہ اوسپر روغن قاز ملتے ہیں اور مسلمانوںکو فریب دیتے ہیں مگر احمق و نادان بھی اس چال کو سمجھے گا کہ ایک جگہ نہایت بُرے طور سے مذمت کرکے اور اوس مذمت کو الہامی بتا کر دوسری جگہ اون کی تعریف

کرنا ناواقفوں کو فریب دینا ہے کیونکہ مذمت کو تو اونھوں نے الہامی بیان کیا ہی
اب اِن اشعار کی نسبت یہ کہا جائے گا کہ الہامی نہیں ہیں اس لئے الہام کے
مقابلہ میں ان کا کچھ اعتبار نہیں ہو سکتا غرضکہ اس سے بھی ہر ایک فہمیدہ اون کا
ایک فریب سمجھ سکتا ہے۔ اور اسکی تائید میں مرزا صاحب کے وہ نعتیہ اشعار و
قصیدہ ملاحظہ کیجئے جو براہین کے ابتدا میں لکھا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ
بڑے عاشق رسول ہیں اور دوسری جگہ اپنی فضیلت اس زور سے بیان کرتے
ہیں کہ کوئی سچا مسلمان اوسے سُن نہیں سکتا اوسکا نمونہ ملاحظہ ہو۔

(۲) کیا جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو سید المرسلین اور خاتم النبیین
مانکر کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ میرے نشانات و معجزات جناب سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ
والسّلام سے سَو حصے زیادہ ہیں۔ ہرگز نہیں یہ تو فضیلت کلی کا دعوے ہے۔
اس دعوے کا ثبوت ملاحظہ ہو۔ **اخبار بدر** مورخہ ۱۹ر جولائی ۱۹۰۶ء میں مرزا
صاحب نے اپنے باب میں ایک فیصلہ شائع کیا ہے جو لایق ملاحظہ ہے اوسکی
تمہید میں لکھتے ہیں۔ جو میرے لئے نشانات ظاہر ہوے وہ تین لاکھ سے زیادہ
ہیں اور کوئی مہینہ نشانوں[۱] سے خالی نہیں گزرتا الخ اس تعداد بیان کرنے سے معلوم
ہوا کہ مرزا صاحب اپنے نشانات کے شمار کا رجسٹر رکھتے تھے اور وہ تعداد اپنی صداقت
کے جوش کے وقت مشتہر کیجاتی تھی۔ اب ہم دریافت کرتے ہیں کہ مرزا صاحب کو
اور مرزائیوں کو یہ دعوے ہے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی

---

[۱] تعجب ہے کہ ابھی تو یہ دعوے تھا کہ تین لاکھ سے زیادہ میرے نشانات ہوے جسکا حاصل
یہ ہے کہ پیدائش کے روز سے مرنے کے دن تک بارہ تیرہ نشان روز صادر ہوتے تھے نشانات
اور عمر کے ایام حساب کر کے دیکھ لو پھر اب ایک مہینہ میں چند نشانوں کا دعوے کرنا اپنے آپ کو مرتبہ
سے گرا دینا ہے۔ ان نشانوں میں نہایت عظیم الشان نشان یہ ہوں گے کہ مرزا صاحب (۱) مرد
سے عورت بنے یعنے غلام احمد سے مریم ہو گئے (۲) اور بغیر مرد کی صحبت کے حاملہ ہو گئے اور دس مہینے

تمام عمر میں ایک مرتبہ بھی ایسا دعوے کیا کہ میرے اسقدر نشانات و معجزات ہوئے کوئی ثابت نہیں کر سکتا - پھر یہی اتباع سنت اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی ہے ؟

ہاں مرزا صاحب اون کا شمار کر کے لکھتے ہیں کہ تین ہزار معجزے ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے ظہور میں آئے " (تحفہ گولڑویہ مطبوعہ ضیاء الاسلام قادیان کا صد ۳۹ ملاحظہ ہو) یہاں تین ہزار سے زیادہ ایک کا بھی اضافہ مرزا صاحب بیان نہیں کرتے مگر اپنے تین لاکھ نشانوں سے بھی بے تعداد اضافہ بیان کرتے ہیں - اب اسپر غور کیجئے کہ معجزہ خاص خدا کی طرف سے رسول کی عظمت ظاہر کرنے کے لئے ہوتا ہے اب جس قدر نشانات اور معجزات زیادہ ہوں گے اوسی قدر اوس رسول کی عظمت اور مرتبت زیادہ ہوگی -

اب مرزا صاحب اپنے تین لاکھ سے زیادہ معجزات بیان کرتے ہیں اور جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے تین ہزار اس سے نہایت ظاہر ہے کہ مرزا صاحب اپنی عظمت اور مقبولیت کو حضور انور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سو حصے زیادہ بلکہ سوا سو (۱۲۵) حصے سے بھی زیادہ بتاتے ہیں اور اون کے پیرو اوسپر آمنا کہہ رہے ہیں - اس ایمان پر غور سے نظر کیجائے -

بھائیو! اسپر غور کرو جو رسول سید الاولین والآخرین ہو جسپر نبوت کا خاتمہ ہو گیا ہو خدا تعالےٰ نے قطعی طور سے جسے آخر الانبیا قرار دیا ہو اور عالم کیلئے

حاملہ رہے (۳) پھر وضع حمل اس طرح ہوا کہ گھر کے کسی عورت و مرد نے نہیں دیکھا بلکہ ظاہر ہیں اور یہی مرزائی صورت میں نظر آتے رہے - اور اُس سے مسیح پیدا ہوے (۴) پھر عجیب نشان یہ ہوا کہ مرزائی مریم کا بیٹا ایسا وسیع ہوا کہ جوان لڑکا ڈاڑہی مونچھ والا نکل آیا - اس کے بعد (۵) پانچواں نشان عجیب و غریب یہ ہوا کہ یہ سب کچھ ہوا مگر عادت اللہ اور سنت اللہ کے خلاف کچھ نہ ہوا کیونکہ مرزا صاحب تو سنت اللہ کے خلاف کو غیر ممکن سمجھتے ہیں اسی وجہ سے پہلی تاریخ کے چاند گہن کو غیر ممکن خیال کرتے ہیں اور (۶)

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۰)

رحمت فرمایا ہو اوس کے بعد اوسکی امت میں کوئی نبی آوے وہ سرور انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ننانوے حصے سے زیادہ عظمت رکھتا ہو یہ ہو سکتا ہے۔ کسی مسلمان کا دل اسے باور کر سکتا ہے؟ ہرگز نہیں ہرگز نہیں اب غور کرو کہ مرزا صاحب کا خیال جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کیسا ہے اور اُن کے مدح کرنے کا کیا منشا ہے۔ اسکی تائید میں اون کا الہام ملاحظہ کیجئے (۲۳) رسالہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۹۹ میں اون کا الہام ہے لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ یعنے مرزا صاحب کہتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے میری مدح میں مجھ سے خطاب کرکے فرمایا کہ اگر میں تجھے پیدا نہ کرتا تو آسمان زمین کچھ پیدا نہ کرتا۔ اسکا حاصل یہ ہوا کہ دنیا میں جسقدر مخلوقات پیدا کی گئی وہ سب مرزا صاحب کا طفیل ہے اگر مرزا صاحب کا وجود شریف نہ ہوتا تو اس عالم کا وجود نہ ہوتا۔ دنیا کے تمام اولیا انبیا اور اونکے کمالات نبوت وغیرہ سب مرزا صاحب کے طفیلی ہیں اونھیں کے طفیل سے تمام انبیائے کرام اور حضرت سید الانام کا وجود ظہور میں آیا۔ اور اونھیں کے ذلہ ربائی سے اونہیں کمالات نبوت ملے اب یہ فریب دیا جاتا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے مرزا صاحب کو نبوت ملی اور اون کے اس علانیہ دعوے پر نظر نہیں کیجاتی جس میں وہ حضور انور کو اپنا طفیلی بتا رہے ہیں (استغفر اللہ نعوذ باللہ)

بھائیو! اس تعلی کی کچھ انتہا ہے سچے مسلمان کے لئے یہ تعلیاں کیسی صدمہ رساں ہیں اب ان دعوؤں کو دیکھکر اون کے نعتیہ اشعار کو جو ذی فہم دیکھے گا

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۵) چھٹا نشان یہ ہوا کہ صرف لفظ استعارہ کہدینے سے واقعی عالم میں مرزا صاحب مجسم مسیح بن مریم ہوگئے اور حدیث کے مصداق بن گئے ایسے نشانات کا کیا ٹھکانا ہے یہی وجہ ہے کہ مرزائی حضرات اس وقت کو روشن ضمیری کا زمانہ کہتے ہیں ایسے وقت میں مرزا صاحب کے ان مزخرفات پر ایمان لانا بڑی روشن ضمیری ہے ۱۲

٭ ٭٭٭ ٭

وہ قطعی فیصلہ کرے گا کہ مرزا صاحب نے سادہ لوح مسلمانوں کو فریب دیا ہے

(۴) اسی طرح اون کا یہ شعر - تَكَدَّرَ مَاءُ السَّابِقِيْنَ وَعَيْنُنَا ۔ اِلَى آخِرِ الْاَيَّامِ لَا تَتَكَدَّرُ (اعجاز احمدی صفحہ ۶۵) اس شعر میں سابقین جمع ہے اور اوس پر الف ولام استغراق یا جنس کا آیا ہے اس لئے اس کے معنے یہ ہوئے کہ جتنے اولیا اور انبیا پہلے گذر گئے اون کے فیض کا پانی میلا اور مکدر ہو گیا اور میرا چشمہ کبھی میلا نہ ہوگا - یہ نہایت بدیہی دعوے ہے تمام انبیائے کرام پر فضیلت کا جس میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی شامل ہیں اور اپنے خاتم الانبیا ہونے کا اور اپنی نبوت قیامت تک باقی رہنے کا دعوے ہے چنانچہ مرزا صاحب کے مریدین مرزا صاحب کو خاتم الانبیاؑ اپنے اخباروں میں لکھتے ہیں اسی طرح اور بھی فضیلتیں مرزا صاحب نے اپنی بیان کی ہیں جس سے اون کا دلی راز اہل دانش معلوم کر سکتے ہیں۔

(۵) کیا ممکن ہے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو مان کر اور آپ کا پیرو ہو کر حضرت مسیح علیہ السلام کی نسبت ایسے بیہودہ اور سخت کلمات زبان سے نکالے جیسے مرزا صاحب نے ضمیمہ انجام آتھم[1] وغیرہ میں نکالے ہیں اور ایک اولوالعزم نبی کی بے حرمتی کی ہے ہرگز نہیں کسی مسلمان کی زبان یا قلم سے ایسے الفاظ نہیں نکل سکتے بلکہ قوی الاسلام اون الفاظ کو سن نہیں سکتا اوس کا دل لرز جاتا ہے اگر کوئی دہریہ خدا تعالے کے ساتھ گستاخی کرے یا کوئی مردود حضرت سرور انبیا کی نسبت زبان سے بے ادبانہ کلمات نکالے تو کسی مسلمان سے یہ

[1] ضمیمہ انجام آتھم کا حاشیہ صفحہ ۵ سے صفحہ ۹ تک دیکھا جائے کہ کیسے سخت اور فحش کلمات لکھے ہیں جب یہہ حاشیہ پیش کیا جاتا ہے تو ناواقفوں سے کہدیتے ہیں کہ یہ کلمات یسوع کو کہیں ہیں جب اُن کے رسالہ توضیح المرام سے دیکھا دیا جاتا ہے کہ خود مرزا صاحب حضرت عیسیٰؑ اور یسوع کو ایک بتاتے ہیں تو اور بیہودہ باتیں کہنے لگتے ہیں کبھی کہتے ہیں کہ الزاماً ایسا کہا ہے کبھی کہتے ہیں کہ توہین کی نیت نہ تھی مگر یہ سب فریب ہے الزام دینا ہم بھی جانتے ہیں اور ہم نے بھی الزام دئے ہیں مگر جس طرز سے مرزا صاحب نے حضرت مسیح علیہ السلام کی

نہیں ہو سکتا کہ اوس کے جواب میں خدا تعالے یا کسی برگزیدہ خدا تعالے کو گالیاں دینے لگے یہ باتیں نہایت صفائی سے ثابت کر رہی ہیں کہ مرزا صاحب کے قلب میں حضرات انبیا کی کوئی عظمت نہیں ہے وہ دہریوں کی طرح کسی نبی کو نہیں مانتے اپنے مطلب کے لئے کسیوقت کسی کی تعریف کر دی یہ نہایت ظاہر باتیں ہیں اگر صاف دل ہو کر میرے بیان میں غور کیجئے گا تو خدا کے فضل سے پوری امید ہے کہ جو کچھ میں نے کہا ہے اوسکی تصدیق آپ کے دل میں ہو جائے گی اب جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی مدح سرائی اور اون کی اتباع وظلیت کا دعوے اس غرض سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان اون کی طرف متوجہ ہوں کیونکہ باوجود بے انتہا کوشش کے کوئی گروہ ہندو۔ عیسائی یا دوسرے مذہب کا اونکی طرف متوجہ نہیں ہوا۔ اب اگر حضرت سرور انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مدح نہ کرتے اور اونکے اتباع اور ظلیت کا دعوے مسلمانوں پر ظاہر نہ کرتے تو کوئی مسلمان بھی اونکی طرف متوجہ نہوتا۔ اس لئے اول انھوں نے دین اسلام کی کچھ تائید کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح سرائی کی پھر اپنی مدح سرائی اور ضمناً اپنے بیان اور الہامات میں اپنا تفوق جا بجا ظاہر کیا پھر حضرت سرور انبیا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نہایت عظیم الشان معجزہ کا اس انداز سے ابطال کیا کہ مسلمان برہم نہ ہوں۔ یہ سب تمہیدیں آئندہ اپنے مقصود کے اظہار کے لئے کیں۔ جس طرح عبداللہ چکڑالوی پہلے مقلد حنفی تھا اوس وقت اوس نے لوگوں کو اپنا معتقد اور پیرو بنایا پھر وہ غیر مقلد

بیحرمتی کی ہے کوئی مسلمان کسی طرح نہیں کر سکتا اور نہ شریعت محمدیہ سے اُسے اس طرح کہنا جائز ہے اُس واقعہ کو یاد کرنا چاہئیے جسے امام بخاری نے روایت کیا ہے کہ ایک صحابی اور یہودی سے لڑائی ہوئی تھی اور یہودی نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو سارے جہان پر ترجیح دی اور صحابی نے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو۔ اور اُس یہودی کو ایک طمانچہ مارا اور یہودی جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس فریاد لے گیا اور حضور نے اُس یہودی کے سامنے فرمایا لاتخیرونی علیٰ موسیٰ یعنے موسیٰ پر مجھے بڑھاؤ نہیں

ہوکر اہل حدیث بنا اور اپنے تئیں حدیث کا پیرو بتایا اور اپنے معتقدین کو غیر مقلد بنایا۔ پھر کچھ عرصہ کے بعد احادیث نبویہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام سے بالکل مونھہ پھیر لیا اور تمام حدیثوں کو غلط اور جھوٹی کہنے لگا جب اوس کے معتقدین نے اوس سے کہا کہ پہلے آپ مقلد تھے اور ہم سے آپ نے تقلید کی ضرورت اور تعریف کی تھی پھر آپ نے غیر مقلد ہوکر عمل بالحدیث کیطرف ہمیں متوجہ کیا اب آپ اوسکی مذمت کرتے ہیں اور حدیثوں کو جھوٹی اور موضوع بتاتے ہیں اور صرف قرآن پر عمل کرنے کو کہتے ہیں یہ کیا بات ہے اوس نے جواب دیا کہ اگر میں آہستہ آہستہ تمہیں بتدریج راہ پر نہ لاتا تو تم ہرگز میری بات کو نہ مانتے میرا شروع سے یہی خیال تھا جو میں اب کہہ رہا ہوں چونکہ اوسکے معتقدین کا اعتقاد راسخ ہوچکا تھا اس لئے وہ اوس کے پیرو رہے اور جو اوس نے کہا اونہوں نے اوسے مانا۔

یہ واقعہ مرزا صاحب کی حالت پر پوری روشنی ڈالتا ہے اور طالبین حق کے لئے آفتاب کی طرح مرزا صاحب کی حالت کو دکھا رہا ہے مرزا صاحب نے پہلے مجدد اور محدّث ہونے کا دعوےٰ کیا اور مثیل مسیح بنے اور نہایت صفائی سے مسیح موعود ہونے سے انکار کیا (ازالۃ الاوہام مطبوعہ قادیان ۱۳۲۷ھ جلد اوّل ص۷۷) پھر بڑے زور سے مسیح موعود ہونے کا دعوےٰ کیا اسکی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ اہل اسلام حضرت مسیح کے منتظر تھے اور اس نازک وقت میں اون کا

غور کیا جائے کہ صحابی نے کوئی لفظ بے ادبی کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شان میں نہیں کہا تھا صرف جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فضیلت دی تھی اور وہ بھی یہودی کے مقابلہ میں الزاماً کہا تھا اور سچی بات بھی تھی مگر حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے اُس کو بھی جائز نہ رکھا اور فرمایا کہ مجھے موسیٰ پر نہ بڑھاؤ اس کو حقیقۃ المسیح میں دیکھنا چاہیے جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے صرف یہودی کے مقابلہ میں اپنی فضیلت کو منع فرمایا تو ایسی بیہودہ گوئی اور بیجا فضیحتی پادری کے مقابلہ میں کیونکر جائز ہوسکتی ہے۔ جیسے مرزا صاحب نے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۴)

بہت زیادہ انتظار تھا اس لئے بعض نیک دل مولوی بھی اون کے معتقد ہو گئے

پھر افضل الانبیا ہونے کا بھی دعوے کیا اور خدائی اختیارات ملنے کے بھی مدعی ہوئے اور کشفی طور سے خدا ہو گئے اور آسمان وزمین بنایا مگر وہ ابھی تک اپنے اصلی مدعا پر کامیاب نہ ہوئے تھے اور مصلحت علانیہ دعوے خدائی سے مانع تھی کہ یکبارگی اس جہان فانی سے رحلت کر گئے مگر اپنے اصلی مقصد یعنے مذاہب کی بیخ کنی کے لئے تخم پاشی کرتے رہے اور بہت سادہ دل حضرات اوس سے بے خبر رہے جب اون کے بعض مقلدین نے اون کے اختلاف اقوال کی نسبت دریافت کیا تو جب کوئی بات نہ بنی تو کہدیا کہ جس طرح مجھپر خدا کیطرف سے ظاہر کیا گیا ویساہی میں نے کہا۔ اب یہانتک نوبت پہونچی

کہ انھوں نے خدا تعالی پر جھوٹ اور وعدہ خلافی کا الزام اور خدا کے رسولوں پر نا سمجھی اور غلط فہمی کی تہمت لگا کر اپنے آپ کو الزاموں سے بچایا اور شریعت الٰہی اور قرآن مجید کو غیر معتبر ٹھیرایا۔ کیونکہ جب خدا تعالے جھوٹ بولتا ہے تو اوسکے کسی کلام پر اعتبار نہیں ہو سکتا جب وہ وعدہ خلافی کرتا ہے تو قرآن مجید میں جسقدر وعدے مسلمانوں کے لئے ہیں اور منکروں کے لئے وعیدیں ہیں سب بیکار ہیں کوئی لایق اعتبار نہیں اسیطرح جب انبیا کسیوقت وحی کو نہیں سمجھتے یا غلط سمجھتے ہیں اور وہی غلط مطلب مخلوق سے بیان کرتے ہیں تو تمام وحی خدا تعالی اور اُسکے رسولوں پر الزامات

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابق)

حضرت مسیح علیہ السلام کی کی ہی یہی رسول الله صلے الله علیہ وسلم کی پیروی کا دعوی ہی اسی کی وجہ سے نبوت کا مرتبہ ملگیا؟ یہ کہتے ہوئے شرم نہیں آتی اسکے علاوہ دافع البلاء کے آخر میں تو کسی پادری کے مقابلہ میں نہیں کہتے بلکہ قرآن مجید کا حوالہ دیکر مسلمانوں سے خطاب کر کے حضرت مسیح علیہ السلام کو شرمناک الزام دیا ہی۔

اب خلیفہ صاحب فرمائیں کہ جنکی عظمت وشان قرآن مجید میں بار بار بیان کیگئی ہی جنکو الله تعالی نے اپنا برگزیدہ رسول فرمایا ہو انکی نسبت کوئی مسلمان ایسے خیالات کر سکتا ہی جیسے مرزا صاحب نے دافع البلاء کے آخر میں کئے ہیں؟ ہرگز نہیں یہ باتیں ہیں جن سے اُنکی دہریت ثابت ہوتی ہی۔ اب سُنا گیا ہی کہ یہ رسالہ پھر چھپا ہی اور اُسمیں تصرف کیا گیا ہی مگر مینے نہیں دیکھا ۱۲

قرآنی لایق اعتبار نہ رہی - کیونکہ ہر وحی پر غلطی کا احتمال ہے -

یہ ہے مرزا صاحب کا مدعا اور رازدلی یعنے خدا اور رسول اور اوس کا کلام کوئی لائق توجہ اور قابل اعتبار نہیں ہے - مگر مرزا صاحب کے خیال میں ابھی تک مریدین کی وہ حالت نہ پہونچی تھی کہ اون کے علانیہ کہنے سے یہ لوگ حضرت سرور انبیا علیہ الصلوٰۃ والسلام سے انکار کر کے میرے پیرو ہو جائیں گے - اس لیئے در پردہ ایسی باتیں کہیں تاکہ آیندہ کسی وقت اصلی منشا کے اظہار کا موقع رہے اور جب وقت آجائے تو صاف طور سے کہدیں کہ فلاں فلاں بات اس لئے کہی تھی مگر چونکہ تمھاری طرف سے پورا اطمینان نہ تھا اس لئے صاف طور سے نہیں کہا -

برادران اسلام مرزا صاحب کی اس گہری پالیسی کو غور سے دیکھیں اور خدا سے ڈر کر اون سے پرہیز کریں -

تیسری دلیل تمام پیشین گوئیوں کو خدا کی طرف سے بتانا

اور اون کی پیشین گوئیوں کا جھوٹا ہونا -

مرزا صاحب شہادۃ القرآن میں لکھتے ہیں کہ پیشین گوئیاں کوئی ایسی بات نہیں جو انسان کے اختیار میں ہو بلکہ اللہ جلشانہٗ کے اختیار میں ہیں" پھر منکوحہ آسمانی کی پیشین گوئی کو بہت ہی عظیم الشان نشان بتایا ہے جو ایک عورت کے نکاح میں آنے اور اوس کے شوہر اور اُس کے والد کے مرنے کی خبر ہے اسمیں شبہ نہیں کہ انبیائے کرام علیہم السلام نے بوحی الٰہی پیشین گوئیاں کی ہیں اور اولیائے عظام بھی کرتے رہے ہیں مومنین کاملین بھی فراست سے پیشینگوئی کرتے ہیں اور کی ہیں جنکی نسبت ارشاد نبوی ہے اتقوا فراسۃ المومن فانہ

لہ اس سارے کی پوری عبارت فیصلہ کے حصہ (۲) ص۹ مطبوعہ اردو میں دیکھی جائے ۱۲

ینظر بنور اللہ مگر یہ کسی نے نہیں کہا کہ پیشین گوئی کرنا معیار صداقت
ہے اور نبی کے سوا کوئی دوسرا نہیں کرسکتا۔ اور سوائے وحی اور الہام کے
دوسرا طریقہ نہیں ہے جس سے انسان آیندہ کی خبر معلوم کرسکے یہ تخصیص
محض غلط ہے کیونکہ اکثر ہوشیار تجربہ کار بخوبی واقف ہیں اخباروں میں دیکھتے
ہیں کہ اکثر پیشین گوئیاں چھپتی ہیں معائنہ کرتے ہیں کہ رمال۔ جفار نجومی
پیشین گوئیاں کرتے ہیں اور پہلے کاہن کیا کرتے تھے اور اون کی پیشین گوئیاں
اکثر صحیح ہوتی تھیں پھر ایسی مشترک چیز کو یہ کہنا کہ انسان کے اختیار میں نہیں ہے
سوائے وحی یا الہام کے کسی ذریعے سے اوسکا علم نہیں ہوسکتا کیسا صریح
غلط دعوے ہے اور پھر ایک معمولی پیشین گوئی کو ثابت عظیم الشان معجزہ بتانا محض
سادہ لوحوں کو دہوکہ میں ڈالنا ہے جسپر خواص کیا عوام بھی شہادت دے سکتے
ہیں تین چار برس ہوئے مونگیر میں ایک رمال آیا تھا اور جو کوئی اوس سے آیندہ
کی بات کا سوال کرتا تھا وہ کچھ لیکر جواب دیتا تھا یعنے پیشین گوئی کرتا تھا اور
دریافت کرنے والوں نے بیان کیا کہ اوسکی اکثر پیشین گوئیاں صحیح ہوئیں بعض
حضرات راقم الحروف کا تجربہ دریافت کرتے ہیں بنظر خیر خواہی اوسے بھی بیان کیے
کرتا ہوں۔ بعض بزرگ اہل اللہ کی پیشین گوئیوں کو بھی دیکھا اور ایسا دیکھا کہ جسطرح
اونہوں نے کہا تھا ویسا ہی ہوا کبھی اوس کے خلاف نہیں ہوا مگر کسیوقت اور
کسی طرح کا اونہیں دعوے کرتے نہیں دیکھا۔ اور بعض ایسے ہندو اور مسلمان کو
بھی دیکھا جو علم نجوم وغیرہ کے ذریعہ سے پیشین گوئی کرتے تھے کم سنی میں میں نے
ایک ذی علم ہندو کو دیکھا جو اپنی ہندی کے سوا علم عربی فارسی بھی اچھی طرح
جانتا تھا ایک روز میرے روبرو ایک شخص کا ہاتھ اوس نے دیکھکر کہا کہ تمھارے
اولاد تو بہت ہے مگر مرے گی بھی بہت تیس چالیس برس تک دیکھا گیا جیسا اوس نے

کہا تھا ویسا ہی ہوا اور جو پیشین گوئی اوس نے کی تھی وہ سچی ثابت ہوئی **مولوی بقا حسین** صاحب فلکی مشہور ہیں اونکی پیشین گوئیاں چھپتی رہتی ہیں وہ ایک مرتبہ مجھ سے ملے اور اتفاقاً دریافت کیا کہ آپ کس روز اور کس وقت پیدا ہوئے ہیں۔ میں نے بتا دیا اوسوقت تو وہ چلے گئے کئی روز کے بعد پھر اون سے ملاقات ہوئی اوسوقت اونھوں نے میری حالت کے متعلق گذشتہ اور آئندہ کی متعدد خبریں دیں اور وہ صحیح ثابت ہوئیں جنکو اخبار بینی کا شوق ہے وہ دیکھتے ہیں کہ اخباروں میں اکثر پیشین گوئیاں چھپتی رہتی ہیں اور اکثر پوری بھی ہو جاتی ہیں پھر اس سے انکار کرنا کسقدر بے خبری یا ابلہ فریبی ہے جسکی انتہا نہیں یہ تو موجودہ زمانے کا تجربہ بیان کیا گیا گذشتہ زمانے کا معتبر تجربہ بھی ملاحظہ کیا جائے رمال اور نجومی کے علاوہ پیشتر کاہن پیشین گوئیاں کرتے تھے اور اکثر اون کے کہنے کے مطابق ہوتا تھا حدیث سے بھی اسکا ثبوت پایا جاتا ہے امام **فخر الدین** رازی تفسیر کبیر میں حیرت خیز واقعہ لکھتے ہیں۔

ان الکاهنة البغدادیة التی نقلها السلطان سنجر بن ملك شاه من بغداد الی خراسان وسالها عن الاحوال الآتیة فی المستقبل فذکرت اشیاء ثم انها وقعت علی وفق کلامها۔ قال مصنف الکتاب وانا قد رأیت اناسا محققین فی علوم الکلام والحکمة حکوا عنها انها اخبرت عن الاشیاء

ایک بغدادیہ کاہنہ کو سلطان سنجر بغداد سے خراسان لے گیا اور بہت سے آئندہ کے حالات اوس نے دریافت کئے اور اوس عورت نے اون کا جواب دیا اور جیسا اوس نے کہا تھا اوسی کے مطابق ہوا (یعنے جو پیشین گوئیاں اوس نے کی تھیں وہ سب پوری ہوئیں) امام فخر الدین رازی کہتے ہیں کہ میں نے بعض ایسے علماء کو دیکھا جو علم کلام اور علم حکمت کے محقق تھے

الغائبة اخبارا علی سبیل التفصیل وجاءت تلك الوقائع علی وفق خبرها وبالغ ابو البرکات فی کتاب المعتبر فی شرح حالها وقال قد تفحصت عن حالها مدة ثلثین سنة حتی تیقنت انها کانت تخبر عن المغیبات اخبارا مطابقا۔ (تفسیر کبیر ج ۸)	اونہوں نے اوسی عورت کاہنہ کی نسبت بیان کیا کہ اوس نے بہ تفصیل بہت سی آئندہ باتوں کی خبریں دیں اور اوسکے کہنے کے مطابق اون کا ظہور ہوا اور (علامہ) ابو البرکات نے اپنی کتاب معتبر میں اوس کا شرح حال بیان کیا ہے اور لکھا ہے کہ میں نے تیس برس تک اوسکے حالات کو تحقیق کیا یہانتک کہ مجھے یقین ہوگیا کہ اسکی پیشین گوئیاں صحیح ہوتی ہیں۔ تفسیر کبیر میں یہ بیان ہے۔

اور مرزا صاحب اس تفسیر کو ایسا معتبر سمجھتے ہیں کہ اپنے قول کی سچائی میں اسکی تصدیق پیش کی ہے (انجام آتھم صفحہ ۳۰ ملاحظہ ہو) اب اسپر نظر کیجائے کہ وہ عورت پیشنگوئیاں کرنے میں اسقدر مشہور تھی کہ خراسان کا بادشاہ اوسے بغداد سے لے گیا اور امام فخر الدین رازی اوسکی پیشینگوئیوں کی صداقت میں تین شہادتیں پیش کرتے ہیں اول بادشاہ خراسان کا تجربہ **دوم** بعض علمائے محققین کا تجربہ **سوم** علامہ ابو البرکات کے تیس برس کا تجربہ۔ اتنے تجربے کے بعد اوسکی پیشینگوئیوں کے سچے ہونے کی نسبت اپنا یقین ظاہر کرتے ہیں اب یہ کیسی بیّن شہادتیں مرزا صاحب کے قول کو غلط بتا رہی ہیں اور موجودہ اور گذشتہ صحیح واقعات اون کے کلام کو محض غلط ثابت کر رہے ہیں پھر ایسی غلط بات کو اپنے دعوے کی صداقت میں پیش کرنا اور ایک معمولی بات کو عظیم الشان نشان اور معجزہ کہنا کسی دیندار ذی علم کا کام نہیں ہوسکتا

اور خدا تعالے کے برگزیدہ رسولوں کی تو بہت بڑی شان ہے اون کی زبان قلم سے ایسی غلط باتیں نہیں نکل سکتیں کیا مسیح موعود اپنے دعوے کے اثبات میں ایسی بات پیش کریں گے جسکی غلطی آفتاب کی طرح روشن ہے جسکو موجودہ زمانے کے واقعات اور تجربہ اور گذشتہ زمانے کی شہادتیں غلط بتا رہی ہیں " یہ نہیں ہوسکتا کسی ایماندار کی عقل اسکو جائز نہیں سمجھ سکتی اس کاہنہ کے حال میں اون حضرات کو غور و انصاف کرنا چاہیئے جو مرزا صاحب کی بعض پیشینگوئیوں کی (خیالی) صداقت پیش کرکے یہ کہتے ہیں کہ اگر مرزا صاحب سچے نہ تھے تو یہ پیشینگوئیاں کیوں سچی ہوئیں اور خدا تعالے نے اون کے کذب و افترا کی کیوں تائید کی اگر مرزا صاحب جھوٹے ہوتے تو اون کی پیشینگوئیاں پوری نہ ہوتیں اور یہ کامیابی اونہیں نہ ہوتی اور خدا تعالے اون کی تائید نہ کرتا یہ صاحب پہلے تو اس کا جواب دیں کہ اگر مرزا صاحب سچے ہوتے تو اون کی بڑے معرکہ کی پیشینگوئیاں جھوٹی نہ ہوتیں اور اپنے پختہ اقراروں سے وہ جھوٹے اور ہر بد سے بدتر قرار پانے اللہ تعالے اون پیشین گوئیوں کو ضرور پوری کرتا اور تمام دنیا کے روبرو اونہیں ذلیل و رسوا نہ کرتا اس کی وجہ بتا ہیے ۔ پھر یہ حضرت اس کاہنہ کے حال پر نظر کریں اور خدا تعالے کے کرشموں اور حکمتوں کو ملاحظہ فرمائیں کہ ایک ادنی کافرہ عورت اپنی پیشینگوئیوں کیوجہ سے اسقدر کامیاب ہوئی کہ خراسان کا بادشاہ اوسے قدر کے ساتھ لے گیا اور بڑے بڑے علما اوسکی تعریف کرتے ہیں اوس کافرہ ادنی عورت کے لئے یہ بہت بڑی کامیابی تھی مرزا صاحب اپنی حیثیت کے لحاظ سے اسقدر کامیاب نہ ہوئے اور کوئی ذی علم ایماندار یہ نہیں کہہ سکتا کہ پچیس ۲۵ یا تیس ۳۰ برس تک ہم نے مرزا صاحب کی پیشینگوئیوں کا تجربہ کیا اور کوئی پیشینگوئی اونکی جھوٹی نہوئی بھائیو اونکی جھوٹی پیشینگوئیوں کا تو انبار ہے بلکہ سچ یہ ہے کہ اونکی کوئی صاف پیشینگوئی پوری نہیں ہوئی باایںہمہ اگر مرزا صاحب کے کاذب ماننے میں خدا تعالے پر الزام آتا ہے

تو اس کاہنہ کی پیشین گوئیوں کے پورا ہونے پر بھی الزام آنا چاہیئے کیونکہ وہ کاہنہ باوجود کافرہ ہونے اور شیاطین سے رابطہ رکھنے کے اہل اسلام اور بالخصوص علماء کے روبرو پیشینگوئیاں کرتی رہی اور خدا تعالےٰ اونہیں پوری کرتا رہا اور اوس کے کفر اور شیاطین کے ذلیل کرنے کے لئے اوسے جھوٹا نہیں کیا جسکی وجہ سے بالاضطرار اور بالطبع مسلمانوں کے دلوں میں بھی اوس کافرہ کی صداقت اور عظمت بیٹھی اور یہ وہ خطرناک امر ہے جس سے انبیائے کرام علیہم السّلام کی پیشینگوئیوں کی عظمت عوام کے خیال میں نہیں رہتی المختصر اگر مرزا صاحب کے کاذب ماننے پر خدا تعالیٰ پر الزام آسکتا ہے تو اس کاہنہ کی پیشینگوئیوں کے سچّے ہونے پر بھی آسکتا ہے۔ مگر درحقیقت کسی کاذب اور بے ایمان کی پیشینگوئیوں کو سچا اور جھوٹا ہونے پر خدا تعالےٰ پر کوئی الزام نہیں آسکتا اور اوسکی غیر متناہی حکمتیں انسان کی نہایت متناہی اور بہت تھوڑی سی عقل میں نہیں آسکتیں۔

یہ یقینی بات ہے کہ پیشینگوئی کرنا اور اُس کا سچّا ہو جانا اور کامیاب ہونا نبوت یا ولایت کی دلیل نہیں ہے دیکھو اوسوقت مخالفین[ف] اسلام کسقدر کامیاب ہیں اور اون کی کامیابی سے دنیا پر مذہبی کیا اثر ہو رہا ہے خدا کے لئے نظر وسیع کر کے اس میں غور کرو پھر مرزا صاحب کی کامیابی کو اوس سے مقابلہ کرو۔ اب قادیانیوں کی عقل پر ایسا پردہ پڑا ہے اور کچھ ایسے مضطرب ہوئے ہیں کہ رمال اور نجومیوں کی پیشین گوئیوں سے انکار کرتے ہیں اور اکثر اخباروں میں پیشینگوئیاں چھپا کرتی ہیں اون سے بھی انکار ہے

[ف] یہاں مرزا صاحب کے پیرو یہ کہا کرتے ہیں کہ مرزا صاحب کا یہ دعویٰ ہی کہ جو الہام اور نبوت کا دعوےٰ کرے اور مفتری علے اللہ ہو وہ کامیاب نہیں ہوتا یہ نہیں کہتے کہ کوئی مخالف اسلام کامیاب نہیں ہوتا افسوس ہی کہ بعض ذی علم نیک طبیعت بھی مرزا صاحب کے دام میں ایسے آگئے کہ اپنے علم و فہم کو بھی کھو بیٹھے اے عزیزو ذرا پھر تو غور کرو کہ مرزا صاحب نے یہ قید کیوں لگائی کیا قرآن و حدیث سے اس کا ثبوت ہی؟ یہ تو ہرگز نہیں ہی مفتری علی اللہ قرآن مجید میں فرعون[۱] کی جماعت کو بھی کہا ہی یہود و نصاریٰ[۲] کو بھی کہا ہی۔ مشرکین[۳] کو بھی کہا ہی اور جو الہام و نبوت کا

اور اس علانیہ جھوٹ کی تائید میں قرآنمجید کی آیت ذیل کو پیش کرتے ہیں۔

عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ أَحَدًا إِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ مِنْ رَسُولٍ الخ

اس آیت کی تفسیر قادیانی تو سمجھیں گے اگر خلیفہ اول صاحب بھی سمجھے ہونگے تو اس بات کے ہرگز قایل نہ ہونگے کہ اس آیت سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ بغیر الہام یا وحی کے کوئی انسان کسی طرح پیشینگوئی نہیں کرسکتا یہ موقع اسکی تفصیل کا نہیں ہے صرف اس قدر کہوں گا کہ آیت میں لفظ غیب آیا ہے اور وہ مضاف ہے ضمیر کی طرف جو عالم الغیب کی طرف پھرتی ہے جس سے غیب کی خصوصیت سمجھی گئی۔ اس لئے آیت کا یہ مطلب ہوا کہ اللہ تعالےٰ اپنے غیب کو کسی مخلوق پر ظاہر نہیں کرتا مگر اپنے خاص رسول پر اب اگر غیب کے معنے وہ لئے جائیں جو مجیب سمجھا ہے تو یہ ماننا ہوگا کہ قرآن مجید میں ایسے مضامین بھی ہیں جو واقعات صحیحہ کے خلاف ہیں اور جن کے غلط ہونے کو ہر خاص و عام جانتے ہیں اور جان سکتے ہیں مگر ایسے معنے کرنا مدرسہ قادیان کے تعلیم یافتوں کے سوا کوئی فہمیدہ ایماندار نہیں کرسکتا آیت کے بیان میں عوام کے لئے تو میں اسقدر کہتا ہوں کہ یہاں غیب کے معنے بھید کے ہیں یعنے اللہ تعالےٰ کسی پر اپنا بھید ظاہر نہیں کرتا بجز اپنے رسول کے۔ اس لئے آیت سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ جو باتیں بھید کی نہیں ہیں اون کا علم بھی کسی کو نہیں ہوتا اور یہ نہایت ظاہر ہے کہ فلاں مرد کا نکاح فلاں عورت سے ہوگا اور اس عورت کا باپ یا شوہر اتنے دنوں میں مرے گا۔ خدا کے

جھوٹا دعوی کرے اُسے بھی کہا ہے اب کوئی یہ ثابت کرسکتا ہے کہ مفتری کی آخر قسم کے لیئے بالتخصیص ناکامی کسی آیت سے ثابت ہے دوسروں کے لیئے نہیں؟ ہرگز نہیں بلکہ قرآن مجید میں موجود ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کی جماعت کو مفتری علی اللہ کہکر فرمایا وَخَابَ مَنِ افْتَرَىٰ یعنی نقصان اور ٹوٹے میں پڑا وہ شخص جسنے خدا پر افترا کیا یہاں تو عام مفتری کے لیئے یہ حکم خداوندی بیان ہوا ہے پھر قرآن مجید کے خلاف مرزا صاحب کی شرط پیش کرکے ہمیں الزام دینا چاہتے ہو اور خدا کا خوف نہیں کرتے اور اگر اس شرط کے لیئے کوئی عقلی ثبوت

بھید میں داخل نہیں ہے اس لئے علم رمل وغیرہ سے ایسی باتوں کا معلوم کرنا اس آیت کے خلاف نہیں ہے اور اہل علم سے یہ کہتا ہوں کہ غیب کے کئی معنے ہیں ایک معنے یہہ ہیں کہ جو چیز انسان اپنے ظاہری اور باطنی حواس سے معلوم نہ کرسکے اوسے غیب کہتے ہیں اب جسقدر باتیں رمال۔ نجومی۔ کاہن۔ اہل فراست بیان کرتے ہیں اور گذشتہ اور آئندہ کی خبریں دیا کرتے ہیں وہ غیب میں داخل نہیں ہیں کیونکہ انسان انہیں اپنے علم اور اپنے فہم سے معلوم کرسکتا ہے اس لیئے مذکورہ آیت کا یہ مطلب سمجھنا کہ مطلقاً پیشینگوئی کرنا انسانی طاقت سے باہر ہے محض غلط ہے۔

الغرض عام پیشینگوئیوں کو انسانی طاقت سے باہر بتانا اور معمولی پیشینگوئیوں کو بہت ہی عظیم الشان کہکر اپنی صداقت کی دلیل میں پیش کرنا کسی صادق کا کام نہیں ہوسکتا یہی وجہ ہے کہ کسی نبی نے اپنے صداقت کے ثبوت میں اپنی پیشینگوئیوں کو پیش نہیں کیا کیونکہ یہ ایسی چیز ہے کہ صادق اور کاذب میں مشترک ہے۔ اس بیان سے روشن ہوگیا کہ مرزا صاحب نے جو اپنی صداقت کا بڑا معیار پیشینگوئی کو قرار دیا تھا وہ محض غلط اور تمام انبیا کی روش کے خلاف ہے پیشینگوئی صداقت کی معیار نہیں ہوسکتی اسی تحقیق کی بنا پر میں نے حصہ ۲ میں لکھا ہے کہ پیشینگوئی کا سچا ہوجانا

رکھتے ہو تو وہی پیش کرو مگر ہم کہتے ہیں کہ ہرگز نہیں پیش کرسکتے مرزا صاحب اربعین میں اس مخصوص مفتری کی ناکامی کی وجہ یہ لکھتے ہیں کہ اُس کی گمراہی دنیا میں نہ پھیلے۔

اب جن کی آنکھیں ہیں اور کچھہ عقل بھی اُسکے ساتھ ہی تو دیکھے کہ اسوقت دہریہ اور نصاریٰ کس قدر گمراہی دنیا میں پھیلا رہے ہیں۔

مرزا صاحب کی جماعت کو دہریوں کی جماعت سے مقابلہ کیا جائے جب دوسرے گمراہوں کی گمراہی جھوٹے ملہم کی گمراہی سے زیادہ دنیا کو تباہ و گمراہ کررہی ہی تو کیا وجہ ہو کہ نصاریٰ اور دہریہ ناکام اور برباد نہ ہوں اور صرف جھوٹے ملہم ہی تک ناکامی محدود رہے بھائیو! ذرا عقل سے کام لو مرزا صاحب کی شرطوں اور قولوں پر اپنے ایمان کو برباد نہ کرو۔

معیار صداقت نہیں ہے اسپر وہی قادیان کے تعلیم یافتہ بڑی شوخ چشمی سے لکھتے ہیں کہ چونکہ مرزا صاحب کی پیشینگوئیاں سچی ہوئیں اس لئے یہ ایسا کہدیا مگر اہل نظر واقف کار جانتے ہوں گے کہ یہ خیال محض غلط ہے میں نے ایک سچی اور واقعی تحقیق بیان کی ہے اور مرزا صاحب کی جھوٹی پیشینگوئیاں تو فیصلہ آسمانی کے پہلے اور دوسرے حصہ میں بیانؔ کی گئی ہیں اب اونہیں کوئی سچا ثابت کرے جو حضرات مرزا صاحب کے قریب رہتے ہیں اور اون کی حالت سے زیادہ واقف ہیں وہ تو علانیہ کہتے ہیں کہ مرزا صاحب کی کوئی ایسی پیشینگوئی پوری نہیں ہوئی جو صاف لفظوں میں ہو۔ مولوی ثناء اللہ صاحب مرزا صاحب کے روبرو کہتے رہے اور چیلنج دیتے رہے۔ کہ پیشینگوئیوں کی پڑتال پر گفتگو کرلیجائے مرزا صاحب نے دھمکیاں تو بہت دیں اور حسب عادت اوس کے متعلق جھوٹی پیشینگوئیاں بھی کیں مگر یہ جرأت نہ ہوئی کہ اون کے مقابل میں پیشینگوئیوں کی صداقت ثابت کرتے اون کے مرنے کے بعد اون کے متبعین سے بھی اونکا بھی چیلنج ہے کہ پیشینگوئیوں کی پڑتال کرلیں لاہور میں جلسہ کرلیا جائے مگر کسی احمدی کی جرأت نہ ہوئی پھر کس بنیاد پر یہ جھوٹا دعوے کیا جاتا ہے کہ مرزا صاحب کی پیشینگوئیاں پوری ہوئیں مگر ہم نے تو یہ دکھادیا کہ اگر اس قسم کی پیشینگوئیاں صحیح بھی ہوجاتیں تو دعوے نبوت یا مہدویت ثابت نہیں ہوسکتا بعض بندہ سیم وزر اس قول کی نسبت یہ کہتے ہیں کہ جس شخص کا یہ مذہب ہو کہ پیشینگوئی کا صحیح ہونا صداقت کی نشانی نہیں اوس کا کسی پیشینگوئی پر اعتراض کرنا شرارت ہے

ف اور ایک رسالہ خاص اُن کی غلط پیشینگوئیوں میں لکھا گیا ہے مسیح کاذب جس کا نام ہے اور رسالہ النجم الثاقب دیکھنا چاہیے جسمیں جھوٹی پیشینگوئیوں کے علاوہ جن پیشینگوئیوں کے سچے ہونے کا دعویٰ ہے انھیں بھی غلط ثابت کرکے دکھایا ہے ۱۲

اب بھی رسالہ اہلحدیث مطبوعہ ۱۵ مئی ۱۹۳۵ء میں مولوی صاحب نے یہ اعلان دیا ہے کہ مرزا صاحب قادیانی کا ایک الہام بھی سچا ثابت کریں ۔

خالی نہیں اوس نے تو سارے انبیا کی پیشینگوئیوں پر ہاتھ صاف کر دیا" یہ دعوے تو دلیل بتنیہ سے ثابت کر دیا گیا کہ پیشینگوئی کا صحیح ہو جانا معیار صداقت نہیں ہو سکتا دنیا میں کسی ذی علم راستباز کا یہ مذہب نہیں ہے کہ پیشینگوئی کا صحیح ہو جانا مدعی کی نبوت یا مقدس ہونے کی دلیل ہے تمام رمال۔ جفار۔ کاہن پیشینگوئی کرتے ہیں اور اون کی بہت پیشینگوئیاں صحیح ہوتی ہیں۔ دنیا میں کوئی وسیع النظر واقف کار اس سے انکار نہیں کر سکتا ایک کاہنہ کا حال لکھا گیا کہ بڑے بڑے علما نے برسوں اوسکی پیشینگوئیوں کا تجربہ کیا اور صحیح پایا پھر جو شخص ان بدیہی باتوں پر نظر نہ کرے اور اس بات کی وہ کوئی دلیل بھی پیش نہ کر سکے کہ پیشینگوئی کا سچا ہو جانا صداقت کی دلیل ہے باایں ہمہ اوس کا یہ دعوے کرنا کہ پیشینگوئی کا سچا ہو جانا صداقت کی نشانی ہے حماقت بلکہ شرارت سے خالی نہیں ہو سکتا کیونکہ ہوش وحواس رکھکر کوئی پڑھا لکھا انسان نیک نفسی کے ساتھ ایسا دعوے نہیں کر سکتا جسے عالم کے واقعات روزمرہ کے تجربات غلط بتا رہے ہوں اس شخص کی شرارت اس سے بھی ظاہر ہے کہ بلا وجہ اور بغیر کسی دلیل کے ایک مسلمانوں کے خیرخواہ کو شریر بتا رہا ہے کوئی حق پسند ذی علم نہیں کہہ سکتا کہ پیشینگوئیوں کا صحیح ہونا صداقت کی نشانی ہے پیشینگوئی ایک مشترک چیز ہے انبیا بھی کرتے ہیں اور غیر انبیا بھی کرتے ہیں البتہ انبیا کی پیشین گوئیاں ضرور سچی ہوتی ہیں اور دوسروں کی پیشینگوئی میں یہ بات نہیں ہے پھر ایسی مشترک چیز کو نبوت کا نشان بتانا بجز جہالت یا الہٰ فریبی کے اور کیا ہو سکتا ہے اسمیں انبیا کی شان میں کسی قسم کی بے ادبی نہیں ہے بلکہ امر حق ظاہر کرنے کے لئے ایک سچی بات کا اظہار ہے اور یہ کہنا ایسا ہی ہے جیسے کوئی کہدے کہ کھانا کھانا نبی کی صداقت کی دلیل نہیں ہے کیونکہ تمام انسان کھاتے ہیں اسیطرح پیشینگوئی کرنا نبوت کی دلیل نہیں ہے کیونکہ بعض اور انسان بھی

پیشین گوئی کرتے ہیں جو نبی نہیں ہیں اس میں شبہ نہیں ہے کہ پیشینگوئی کے اس باب میں فرق ہے انبیائے کرام وحی والہام سے کرتے ہیں اور دوسرے لوگ علم وفراست سے مگر یہ فرق ایسا ہے کہ دوسروں پر ظاہر نہیں ہو سکتا اسی وجہ سے کسی نبی نے اپنی صداقت کی معیار پیشینگوئی کو نہیں بتایا اب جو مدعی نبوت تمام انبیا کے خلاف پیشینگوئی کو اپنی صداقت کا معیار بتاتا ہے وہ بالیقین کاذب ہے

چوتھی دلیل مرزا صاحب کے جھوٹے ہونیکی

یہ تو اظہر من الشمس کر دیا گیا کہ پیشینگوئی کا سچا ہوجانا صداقت کی دلیل نہیں ہے اب یہ بھی معلوم کرنا چاہیے کہ پیشینگوئی کا پورا نہ ہونا مدعی کے کاذب ہونے کی دلیل ہے یعنے اگر کسی مدعی نبوت کی ایک پیشینگوئی بھی غلط ہو جائے تو اوس کا جھوٹا ہونا یقینی ہے قرآن مجید اور توراۃ[1] دونوں اس کی شہادت دیتے ہیں توریت کی کتاب استثنا باب ۱۸ میں ہے "لیکن وہ نبی جو ایسی گستاخی کرے کہ کوئی بات میرے نام سے کہے جس کے کہنے کا میں نے اوسے حکم نہیں دیا تو وہ نبی قتل کیا جاوے اور اگر تو اپنے دل میں کہے کہ میں کیونکر جانوں کہ یہ بات خداوند کی کہی ہوئی نہیں تو جان رکھ کہ جب نبی خداوند کے نام سے کچھ کہے اور جو اوس نے کہا ہے واقع نہ ہو یا پورا نہ ہو تو وہ بات خداوند نے نہیں کہی بلکہ اوس نبی نے گستاخی سے کہی ہے" اس حوالے

[1] اس دعوے کے ثبوت میں قرآن مجید اور توریت مقدس دونوں کا حوالہ اسلیے دیا ہے تاکہ معلوم ہو جائے کہ اس مضمون میں قرآن مجید اور توریت بالکل مطابق ہیں اس سے کامل طور سے ظاہر ہے کہ توریت کا یہ مضمون تحریف سے پاک ہے اور مرزا صاحب توضیح مرام کے صـ۷ و ۸ میں انجیل و قرآن مجید سے وعدہ الٰہی نقل کر کے لکھتے ہیں کیا اس میں خدا کے اس وعدہ کا تخلف نہیں جو اس کی تمام پاک کتابوں میں بتواتر و تصریح موجود ہے چونکہ قرآن مجید سے ظاہر ہے کہ جس طرح قرآن مجید خدا کی پاک کتاب ہے اسی طرح توریت و انجیل بھی خدا کی کتابیں ہیں اسلیے مرزا صاحب ان سب کتابوں کو خدا کی پاک کتاب

ہیں: ناظرین کو دو باتوں کی طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں۔
ایک یہ کہ یہاں کہا گیا ہے کہ جس مدعی نبوت کی پیشینگوئی سچی نہ ہو اوسے جھوٹا سمجھو اور اس معیار اور شناخت کو ایسا مستحکم اور کامل قرار دیا کہ کسی دوسری حالت پر توجہ کرنے کا اشارہ بھی نہیں کیا گیا مگر یہ نہیں کہا کہ اگر کوئی نبوت کا دعوے کرنے والا پیشینگوئی کرے اور اوس کے کہنے کے مطابق ظہور میں آئے تو اوسے مانو وہ خدا کا بھیجا ہوا رسول ہے اس سے صاف ظاہر ہوا کہ پیشینگوئی کا سچا ہو جانا مدعی نبوت کے صداقت کی دلیل نہیں ہے حضرات مرزائیان عبث مرزا صاحب کی بعض مہمل پیشینگوئیوں کو لئے پھرتے ہیں اور غل مچاتے ہیں کہ یہ پیشینگوئی پوری ہو گئی۔

الغرض توریت میں نہایت صراحت سے بیان ہوا کہ پیشینگوئی کا پورا نہ ہونا مدعی کے کاذب ہونے کی دلیل ہے یعنی جو نبوت کا دعوے کرے اور اسکی کوئی پیشینگوئی پوری نہ ہو وہ یقیناً جھوٹا ہے۔ توریت کا یہ مضمون قرآن مجید کے بالکل مطابق ہی اس سے معلوم ہوا کہ یہ ارشاد اوسی کتاب الٰہی کا ہے جسکی تصدیق قرآن مجید میں ہی اس لئے اس صریح ارشاد کی طرف توجہ نہ کرنا کلام الٰہی سے منہ پھیرنا ہے۔ اب قرآن مجید کے ارشادات اور نصوص قطعیہ ملاحظہ ہوں۔ قرآن مجید میں بہت جگہ نہایت تاکید سے قطعی طور پر بیان ہوا ہے کہ خدا تعالےٰ کے تمام وعدے سچے ہوتے ہیں وہ ذات مقدس جس طرح تمام عیوب سے منزہ اور پاک ہے اسی طرح وہ وعدہ خلافی کے عیب سے بھی پاک ہے یہ ہرگز نہیں ہو سکتا کہ وہ کوئی وعدہ کرے اور پورا نکرے

سب سمجھتے ہیں اب جس کا قلب کفر و الحاد اور دہریت سے پاک ہے وہ پاک کتابوں کے متفق علیہ مسئلہ کو ضرور مانے گا اور جس کا دل ملوث ہو وہ کچھ نہ کچھ باتیں بنا کر خدا کی پاک کتابوں کی بات ٹال دیگا اللہ تعالی مسلمانوں کو اس سے محفوظ رکھے آمین غرض جس طرح یہاں مرزا صاحب نے توریت و انجیل کا حوالہ دیا اور اُسے پاک کتاب بتایا اسی طرح ہمنے بھی حوالہ دیا جس طرح توضیح المرام کے حوالہ کو حضرات مرزائی صحیح مانتے ہیں یہاں بھی ماننا ہوگا اگر کچھ انصاف پسندی ہی اور جب یہ مضمون کتاب اللہ کا ہی تو مرزا صاحب کو نبی کاذب ضرور ماننا ہوگا ۱۲

یہ بھی نہیں ہوسکتا کہ اوسکے کسی وعدے میں ایسی پوشیدہ شرطیں ہوں کہ بندے اوس سے واقف نہ ہوں کیونکہ اوس کے ہر وعدے میں پوشیدہ شرط کا احتمال ہوگا اس لئے اوس کریم کے تمام وعدوں سے اطمینان اُٹھ جائے گا اور کسی وعدے کی وقعت بندے کے قلب میں نہ رہے گی اور اوس کے تمام وعدے بے کار ہو جائیں گے یہ بھی معلوم کرلینا چاہیے جس طرح اوس کے تمام وعدے پورے ہوتے ہیں اُسی طرح اوس قدوس غیر متغیر اور متین کی ساری وعیدیں بھی پوری ہوتی ہیں ٹل نہیں سکتیں اسپر ایمان رکھنا فرض ہے اب اس دعوے کے ثبوت میں قرآن مجید کی چند آیتیں نقل کیجاتی ہیں :-

آیت	مطلب
(۱) رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰی رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ (آل عمران ع ۲۰)	اے ہمارے پروردگار جو تو نے اپنے رسولوں کے ذریعے سے ہمسے وعدہ کیا ہی اوسے پورا کر اور قیامت کے دن ہمیں رسوا نہ کرنا اسمیں شبہ نہیں کہ تو وعدہ خلافی نہیں کرتا ؛

اس آیت میں تعلیم ہورہی ہے کہ اللہ تعالےٰ سے التجا کرتے رہا کرو کہ تو نے جو اپنے رسولوں کے ذریعہ سے جو وعدہ فرمایا ہے وہ عنایت فرما۔ پھر اوس عنایت فرمانے اور وعدہ پورا کرنے کی ترغیب میں اس طرح کہنے کی تعلیم ہوئی کہ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ یعنی اسمیں شبہ نہیں کہ تیرے سارے وعدے پورے ہوا کرتے ہیں تو اپنے وعدے کے خلاف کبھی نہیں کرتا یہ طرز بیان روشن دلیل ہی کہ سنت اللہ یہی ہے کہ اللہ تعالےٰ کے تمام وعدے پورے ہوا کرتے ہیں المیعاد میں الف ولام استغراق کا ہے چونکہ الدعا مخ العبادۃ ہے اس لئے دعا کا طرز تعلیم ہوا۔

الغرض یہ آیت قطعی طور سے ثابت کرتی ہے کہ خداتعالےٰ کے وعدے جو اوس کے رسولوں کے ذریعہ سے ہوتے ہیں اون میں خلاف ہرگز نہیں ہوسکتا اور نہ اوس میں پوشیدہ شرط ہوتی ہے جسکا علم بندے کو نہ ہو اس لئے بندونکو اوس کے وعدوں پر اطمینان رکھنا چاہیئے۔

مطلب	آیت
لیکن جو اپنے پروردگار سے ڈرتے رہے اون کے لئے بالاخانے اور اُنپر اور بالاخانے ہیں جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں۔ یہ اللہ کا وعدہ ہے اور اللہ وعدہ خلافی نہیں کرتا۔	(۲) لٰكِنِ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ غُرَفٌ مِّنْ فَوْقِهَا غُرَفٌ مَّبْنِيَّةٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ وَعْدَ اللّٰهِ لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ الْمِيْعَادَ (زمرع ۲)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے پہلے پرہیزگاروں سے وعدہ فرمایا اوس کے بعد قابل اطمینان و بننے کے لئے ارشاد ہوا کہ یہ اللہ کا وعدہ ہے کسی دوسرے کا نہیں ہے کہ اوس کے پورا ہونے میں تردد ہو پھر بغرض نہایت تاکید اور تصریح کے ارشاد ہوا کہ اللہ تعالےٰ اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتا اس طرز بیان میں نہایت خوبی کے ساتھ ثابت کردیا کہ خدا کے سارے وعدے پورے ہوتے ہیں اور اون میں کوئی پوشیدہ شرط بھی نہیں ہوسکتی جسکی وجہ سے بندے کا اطمینان جاتا رہے اگر ایسی صراحت کے بعد بھی اوس قدوس کے ایک وعدے میں بھی پورے ہونے کا احتمال نکالا جائے اور کہا جائے کہ اوس کے بعض وعدے پورے نہیں ہوتے یا بعض وعدوں میں ایسی شرط ہوتی ہے جس پر بندے کو کو اطلاع نہیں ہوتی تو اوس قدوس قدیر کا یہ بیان بالکل غلط ہو جائے گا اور اوس کا کوئی وعدہ قابل اطمینان نہ رہے گا چنانچہ مرزا صاحب بھی اسے تسلیم

کرتے ہیں توضیح مرام مطبوعہ ریاض الہند امرتسر کے صفحہ ۳ میں خدا تعالے کا وعدہ نقل کرکے لکھتے ہیں کہ کیا ایسے بزرگ اور حتمی وعدہ کا ٹوٹ جانا خدا تعالے کے تمام وعدوں پر ایک سخت زلزلہ نہیں لاتا یقیناً سمجھو کہ ان لغو باتوں سے خدا تعالی کی کسر شان اور کمال درجہ کی بے ادبی ہوگی"

مرزا صاحب کا یہ قول نہایت صراحت کے ساتھ کہہ رہا ہے کہ خدا تعالے کے کسی وعدے میں خلاف نہیں ہوسکتا خواہ وہ خلاف ہونا کسی پوشیدہ شرط کی وجہ سے ہو یا بغیر شرط کے ہو اور یہی حال بعینہٖ وعید کا ہے۔

آیت	مطلب
(۳) وَلَا يَزَالُ الَّذِينَ كَفَرُوا تُصِيبُهُم بِمَا صَنَعُوا قَارِعَةٌ أَوْ تَحُلُّ قَرِيبًا مِّن دَارِهِمْ حَتَّىٰ يَأْتِيَ وَعْدُ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيعَادَ (سورہ رعد ع ۴)	کفار مکہ کو اون کے کئے کی سزا پہنچتی رہیگی خاص اونہیں پہنچے یا اونکے پڑوسی کو تاکہ وہ دیکھکر متنبہ ہوں یہانتک کہ اللہ کا وعدہ (موت یا قیامت) آجائے اسمیں شبہ نہیں کہ اللہ تعالے وعدہ خلافی نہیں کرتا۔

اس آیت میں وعید کا بیان ہے مگر وہی طرز ہے جو پہلی دو آیتوں میں وعدے کے بیان میں ذکر کیا گیا جس سے ظاہر ہے کہ المیعاد[1] میں الف ولام استغراق کا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالی کی کل وعیدیں پوری ہوتی ہیں اور ایسا ہونا ضرور ہے کیونکہ اگر ایک وعدہ یا وعید پورا نہ ہو تو اوس قدوس کا کذب لازم آئے اور اوس کا کاذب ہونا بالذات محال ہے جو ایسا سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالے کے کل وعدے اور وعیدیں پوری نہیں ہوتیں وہ اس ذات پاک میں سخت عیب لگاتے ہیں اور جو یہ کہتا ہے کہ المیعاد میں الف ولام عہد ذہنی ہے وہ یہ بھی نہیں جانتا کہ عہد ذہنی

[1] مرزا صاحب اور اونکے پیرو یہی کہتے ہیں برق آسمانی وغیرہ دیکھو۔

کیسے کہتے ہیں کیونکہ الف لام عہد خارجی ہو یا عہد ذہنی ہو اوس سے مراد ایک
چیز ہوتی ہے اگر عہد خارجی ہے تو وہ ایک چیز متکلم اور مخاطب دونوں کے
نزدیک خارج میں متعین ہوتی ہے اور اگر عہد ذہنی ہے تو صرف متکلم کے ذہن میں
اوس کا تعین ہوتا ہے مگر ہوتی ایک شے ہے اب اس پر نظر کیجائے کہ آیت
اِنَّ اللّٰہَ لَا یُخْلِفُ الْمِیْعَادَ قرآن مجید میں کئی جگہ آئی ہے اور میعاد سے مراد کہیں
وعدہ ہے اور کہیں وعید ہے اور مقصود آیت سے خدا تعالیٰ کے خاص صفت
ایفائے وعدہ اور وعید کی عظمت بیان کرنا ہے کہ خدا تعالیٰ ایسا سچا اور
صادق الوعد ہے کہ اوس کا وعدہ کبھی خلاف نہیں ہوتا اور وہ ایسا متین غیر متغیر
ذو البطش الشدید ہے کہ اوسکی کوئی حتمی وعید بھی نہیں ٹلتی اسی لئے اوس کا یہ بھی
ارشاد ہے کہ لَا تَبْدِیْلَ لِکَلِمَاتِ اللّٰہِ یعنے اللہ کی باتوں میں تغیر و تبدل نہیں
ہوتا بندوں کی ترغیب کے لئے یہ بیان نہایت ضرور اور نہایت مفید ہے مگر
یہ مطلب اوسیوقت ہو سکتا ہے کہ المیعاد میں الف لام استغراق کا ہو جسکا حاصل
یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے کسی وعدے اور وعید میں خلاف نہیں کرتا اور اگر
المیعاد میں الف لام عہد ذہنی ہے تو آیت کا حاصل یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کا ایک
وعدہ یا وعید ضرور پوری ہوتی ہے باقی سینکڑوں وعدے اور وعیدیں پوری
ہوں یا نہ ہوں اون پر اطمینان نہیں کرنا چاہیئے جب آیت کا یہ حاصل ٹھہرا تو دیکھا
جائے کہ یہ مضمون خدا تعالیٰ کی عظمت و شان کے کسقدر خلاف ہے کہ اوس
مقدس ازلی وابدی کا صرف ایک وعدہ لایق اطمینان ہے باقی اوس کے کسی
وعدے پر اطمینان نہ ہونا چاہیئے اور وہ ایک وعدہ جو لائق اطمینان ہو سکتا ہے اوس کا
علم بندہ کو نہیں ہے اس لئے اوس کے کسی وعدہ اور وعید پر اطمینان نہیں ہو سکتا
(استغفر اللہ) یہ حالت بعض ایسے رئیسوں کی ہوتی ہے جن کے قول و فعل پر کسی کو

اعتبار نہیں ہوتا اور کذب اور بے اعتباری میں مشہور ہوتے ہیں افسوس ہے کہ حضرات مرزائی خدائے قدوس کو بھی ایسا ہی خیال کرتے ہیں۔ اس سے مقصود تو مرزا صاحب کا یہی معلوم ہوتا ہے کہ خدائے قدوس پر اعتراض کر کے درپردہ دہریوں کو مدد پہونچائیں۔

خوب یاد رہے کہ جب وہ المیعاد میں الف لام عہد ذہنی کہیں گے تو آیت کا یہی مطلب ہوگا اس کے سوا اور کچھ نہیں ہوسکتا اب ناظرین مرزا صاحب کی حالت معلوم کریں اور اون کی قرآن دانی بھی ملاحظہ فرمائیں کہ مرزا صاحب ایسے قرآندان تھے کہ خدائے قدوس کو ایسا ہی فضول گو متلون ثابت کرنا چاہتے ہیں جیسا ایک معمولی انسان فضول گو کاذب ہوتا ہے تعالی اللہ عما یصفون اسی قسم کی باتیں وہ ثریا سے لائے اور اسی کفریات پر اون کے مریدوں کا ایمان ہے۔

آیت	مطلب
(۴) الٓمٓ غُلِبَتِ الرُّوْمُ فِیْٓ اَدْنَی الْاَرْضِ وَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَیَغْلِبُوْنَ ۵ (الیٰ) وَعْدَ اللّٰهِ لَا یُخْلِفُ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ۵ (روم ع ۱)	نزدیک کے ملک میں رومی (نصاریٰ) مغلوب ہو گئے ہیں لیکن عنقریب غالب ہوں گے (اللہ تعالیٰ یہ ارشاد فرما کر اپنے بندوں کو وثوق دینے کے لئے کہتا ہے کہ یہ اللہ کا وعدہ ہے اور اللہ اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتا۔

اس آیت کی طرز بیان نے بھی قطعی فیصلہ کر دیا کہ اللہ تعالیٰ کسیوقت وعدہ خلافی نہیں کرتا اگر اوس کے وعدے میں کسیوقت پورا نہ ہونے کا احتمال ہو تو اس آیت میں جو بیان خداوندی ہے وہ صرف فضول اور بیکار ہی نہ ہوگا بلکہ غلط ہو جائے گا۔ (العیاذ باللہ)

الغرض یہ آیتیں نص قطعی ہیں اس بات میں کہ خداتعالے وعدہ خلافی نہیں کرتا اور نہ اوس کے وعدہ اور وعید میں کوئی پوشیدہ شرط ہوسکتی ہے اگر یہہ مان لیا جائے کہ بعض وعدوں میں پوشیدہ شرطیں بھی ہوا کرتی ہیں تو کسی وعدہ پر اطمینان نہیں رہ سکتا ہر ایک وعدے میں احتمال ہوگا کہ اسمیں کوئی شرط ہو جسے ہم معلوم نہیں کرسکتے غرضکہ تمام وعدے متزلزل اور غیر قابل اطمینان ہو جائینگے

مطلب	آیت
اللہ تعالے اپنے بندوں کو متنبہ کرکے تاکید کے ساتھ فرماتا ہے کہ اسے خوب سمجھو کہ اللہ کا وعدہ سچا	(۵) اَلَآ اِنَّ وَعْدَ اللّٰہِ حَقٌّ وَّلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ط (یونس ع ۶)

ہوتا ہے (اس میں کسی وقت جھوٹ کا شائبہ نہیں ہوسکتا) لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے یعنے اونہیں کامل یقین نہیں ہے کہ اللہ تعالے کے تمام وعدے اور وعیدیں پوری ہوا کرتی ہیں اگر اونہیں سچا یقین ہوتا تو ہرگز ایسی باتیں نہ کرتے جس کی وجہ سے وہ کسی وعید الٰہی کے مستحق ہوتے۔

مطلب	آیت
اے پیغمبر (منکرین) تجھ سے عذاب کی جلدی کر رہے ہیں (یقین کریں کہ) اللہ اپنے وعدے کے خلاف ہرگز نہیں	(۶) وَیَسْتَعْجِلُوْنَکَ بِالْعَذَابِ وَلَنْ یُّخْلِفَ اللّٰہُ وَعْدَہٗ ط (سورہ حج ع ۶)

کرے گا یعنے اللہ نے کافروں سے جو عذاب کا وعدہ کیا ہے وہ ضرور پورا ہوگا اوس کے خلاف ہرگز نہیں ہوسکتا مگر وہ حکیم ہے اوسکی حکمت اور مصلحت نے اوس کے لئے وقت مقرر کر رکھا ہے اوس وقت پر اوس کا ظہور ہوگا اوسکی ذات جلد باز نہیں ہے بلکہ غصہ کرنے میں دھیمی ہے اس لئے

اون کی جلدی کرنے[1] سے فوراً عذاب نہیں آسکتا اللہ تعالےٰ نے اس آیت میں وعید کے پورا کرنے کو زیادہ تاکید سے بیان فرمایا ہے کیونکہ وعدہ خلافی کی نفی لفظ لن سے کی ہے جو عربی زبان میں انکار کی تاکید کے لئے آتا ہے آیت کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالےٰ جس کے لئے کوئی وعید کرے اوس کے خلاف ہرگز نہیں ہوسکتا وہ وعید ضرور پوری ہوکر رہے گی اگر اس کے لئے وقت مقرر کردیا گیا ہے تو اُسوقت پر اوسکا پورا ہونا ضرور ہے اور اگر وقت مقرر نہیں کیا گیا تو اوسکی مشیت جسوقت ہو اوسوقت پر اوس کا ظہور ہوگا۔ اس آیت سے یہ بھی ثابت ہوا کہ وعید کو بھی وعد کہتے ہیں کیونکہ اس آیت میں خاص وعید کا ذکر ہے مگر لفظ وعد[2] آیا ہے اس سے ظاہر ہوگیا کہ قرآن مجید میں جہاں لفظ وعد یا میعاد کا استعمال کیا گیا ہے اور قرینہ مقام نے کسی معنے کو خاص نہیں کیا تو یہ لفظ دونوں کو شامل رہے گا مثلاً

مرزائیوں کی دلیل کا جواب

[1] اس آیت نے اُس مضمون کی شرح کردی جو حضرت نوح علیہ السلام کے ذکر میں ہے کہ اُن کی قوم نے کہا تھا فَأْتِنَا بِمَا تَعِدُنَا الخ یعنی جو تم عذاب کا وعدہ کرتے ہو تو عذاب لاؤ اسکے جواب میں حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا تھا إِنَّمَا يَأْتِيكُمْ بِهِ اللَّهُ إِنْ شَاءَ یعنی اللہ چاہیگا تو لے آئیگا یعنے حضرت نوحؑ کے إِنْ شَاءَ کہنے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ وعید الٰہی کا آنا یقینی نہیں ہے ممکن ہے کہ آوے یا نہ آوے بلکہ جس طرح اس آیت میں صراحت ہے کہ منکرین عذاب کی جلدی کرتے تھے اسی طرح حضرت نوحؑ کی قوم جلدی کرتی ہوگی اسلیئے حضرت نوحؑ نے فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہے گا تو جلد لے آئیگا یعنے وعید کا پورا ہونا تو ضرور ہے مگر تمھاری خواہش کے مطابق جلد اس کا ظہور ہوجائے یہ اُسکی مشیت پر ہے اسکی نسبت ہم کچھ نہیں کہہ سکتے چنانچہ امام محمد نووی اپنی تفسیر مراح لبید میں لکھتے ہیں کہ إِنَّمَا يَأْتِيكُمْ بِهِ اللَّهُ ای ان الاتیان بعذاب الذی تستعجلونہ امر خارج دائرۃ القوی البشر وانما یفعلہ اللہ تعالیٰ انشاء۔ یعنے جس عذاب کے جلد لانیکو تم کہہ رہے ہو وہ انسانی طاقت سے باہر ہے البتہ اللہ تعالیٰ اگر جلد لانا چاہے تو لا سکتا ہے۔ غرضکہ تردد اگر ہے تو جلد لانے میں ہے کیونکہ وعید الٰہی میں اسکی صراحت نہیں ہے وعید کے پورا ہونے میں کوئی تردد نہیں ہے کیونکہ اُس کا پورا ہونا تو نصوص قطعیہ سے ثابت ہے۔

افسوس ہے کہ جماعت احمدیہ باوجود بڑے دعوے کے قرآن مجید کو نہیں سمجھتے اور اس آیت سے یہ بات ثابت کرنا چاہتی ہے کہ خدا تعالیٰ کے وعید کا پورا ہونا ضرور نہیں ہے اخبار بدر میں نکاح والی پیشینگوئی کا مضمون دیکھا جائے جس سے اُن کی جہالت ثابت ہوتی ہے ۱۲

[2] لغت عرب کے اعتبار سے لفظ وعد خیر اور شر دونوں کو شامل ہے یعنی وعد خیر کو بھی کہتے ہیں اور وعد شر کو بھی کہتے ہیں جس کا نام وعید ہے مذکورہ آیات سے اس کا ثبوت ہوگیا کہ اس آیت میں خاص وعید کا ذکر ہے مگر وہی لفظ وعد استعمال کیا گیا ہے ۱۲

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُخْلِفُ الْمِیْعَادَ - اِنَّ وَعْدَ اللّٰہِ حَقٌّ ان آیتوں میں وعد کا لفظ وعدہ اور وعید دونوں کو شامل ہے۔

مطلب	آیت
اللہ تعالیٰ اپنے رسول سے یا عام مخاطبین سے ارشاد فرماتا ہے کہ تو ایسا خیال اور گمان ہرگز نہ کر کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں سے وعدہ خلافی کریگا اسمیں شبہ نہیں کہ اللہ زبردست بدلہ لینے والا ہے	(۷) فَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰہَ مُخْلِفَ وَعْدِہٖ رُسُلَہٗ اِنَّ اللّٰہَ عَزِیْزٌ ذُو انْتِقَامٍ (ابراہیم ع ۷)

جس طرح سابق کی آیت میں بیان ہے کہ وعید کی پیشینگوئی ٹل نہیں سکتی ضرور پوری ہوکر رہتی ہے اسی طرح اس آیت میں بھی وہی بیان ہے مگر نہایت ہی تاکید سے کیونکہ اسمیں وعدہ خلافی کے گمان وخیال کی بتاکید ممانعت فرمائی جس کا حاصل یہ ہوا کہ وعید کی پیشینگوئی کا ٹل جانا تو بڑی بات ہے اس کا گمان وخیال بھی نہ کرنا کہ ایسی پیشینگوئی ٹلجاتی ہے۔ یہ کمال مرتبہ کی تاکید ہے اس تاکید کیوجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ جس پیشینگوئی کے مخاطب خاص رسول ہوں اور پھر وہ اپنی اُمت سے یہ کہیں کہ اللہ نے ہم سے یہ وعدہ کیا ہے اگر وہ ٹلجائے اور اوسکا ظہور نہ ہو تو یہاں اللہ تعالےٰ اور اوس کا سچا رسول دونوں کاذب ٹھیرتے ہیں کیونکہ اللہ تعالےٰ نے کسی پر عذاب آنے کی خبر دی تھی مگر کسی وجہ سے عذاب نہ آیا اس لئے وہ خبر غلط ہوگئی اور اوس صادق قدوس پر کذب کا الزام آیا پھر اس خبر کے غلط ہونے سے امت کے نزدیک خدا کے سچے رسول بھی جھوٹے ثابت ہوئے غرضکہ خدا تعالےٰ اور اوس کے رسول دونوں پر الزام آتا ہے۔ اس کے سوا جتنی وعید کی پیشینگوئیاں ہیں سب متزلزل اور غیر معتبر ہوجائینگی (اس کی تصدیق مرزا صاحب نے توضیح مرام میں کی ہے جیسا کہ گذرا) اس لئے

اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد فرمایا کہ ایسا گمان بھی نہ کرو کہ وعید کی پیشینگوئی جو خدا تعالےٰ اپنے رسولوں سے کرتا ہے وہ کسی وقت ٹلجاتی ہے۔ بلکہ اوس کے ٹلجانے کا وہم وگمان بھی نکرنا مفسرین نے اس مضمون کی تاکید دوسرے طریقے سے بیان کی ہے۔ چونکہ وہ علمی بات ہے اور علمی مضمون سے کم علم اور عوام کو مطلقاً دلچسپی نہ ہوگی۔ اس لئے میں اوسے بیان نہیں کرتا۔

اہل علم تفسیر ابو سعود ملاحظہ کریں اوسمیں اسکی تفصیل اچھی طرح ہے اور تفسیر کبیر وغیرہ میں بھی ہے تفسیر ابو سعود میں نہایت صفائی سے بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں کے ذریعہ سے روز قیامت کی جو وعیدیں ظالموں کے لئے بیان فرمائی ہیں وہ اسی طرح پوری ہونگی جس طرح پہلی نافرمان امتوں کی وعیدیں جو انبیاؤں کے ذریعہ سے دُنیا میں کی گئی تھیں وہ پوری ہوئیں اور جن کے ہلاک کرنیکا وعدہ کیا گیا تھا وہ ہلاک ہوئے یعنے کسی نبی کی کوئی پیشینگوئی ٹل نہیں گئی سب پوری ہوئیں۔ مگر مرزا کی پیشینگوئیاں جھوٹی ہوئیں اس لئے ثابت ہوا کہ وہ نبی نہ تھے جھوٹے تھے۔

اب یہ معلوم کرنا چاہیئے کہ جس طرح چھٹی آیت کے پہلے جملہ سے ظاہر ہوا تھا کہ اسمیں وعید کا ذکر ہے اسی طرح اس آیت کے آخری جملے اور بیان سابق اور لاحق سے معلوم ہوتا ہے

سلہ ان دونوں آیتوں سے قطعی طور سے ثابت ہو گیا کہ مرزا صاحب کا اور انکے متبعین کا یہ کہنا کہ خدا تعالیٰ کی سنت مستمرہ ہے کہ وعید کی پیشینگوئی خوف سے ٹلجاتی ہے محض غلط ہے اُس خدائے قدوس کا قول کسی وقت اور کسی حالت میں نہیں بدلتا لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمَاتِ اللّٰهِ نہایت سچا ارشاد ہے اسکی تائید اور توضیح صحیح بخاری کی اُس روایت سے کامل طور سے ہوتی ہے جسے حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ مکہ معظمہ میں کافروں کا سرگروہ اُمیہ بن خلف تھا حضرت سعد بن معاذ رضؓ سے اُس سے پُرانی دوستی تھی ایکمرتبہ حضرت سعدؓ نے قسم کھا کر اُس سے کہا کہ میں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ تو مسلمانوں کے ہاتھ سے قتل کیا جائے ففزع لذلک امیۃ فزعاً شدیداً اُمیہ یہ پیشینگوئی سنکر نہایت گھبرا گیا اور خوف زدہ ہو گیا اور یہ ارادہ کیا کہ میں مکہ سے باہر نہ جاؤں گا جب جنگ بدر پیش آئی اور ابو جہل نے لڑائی کے لیئے اپنے گروہ کو تیار کیا اُس نے پہلو تہی کی ابو جہل نے بہت کچھ ترغیب دیکر اُسے آمادہ کیا اُمیہ نے اپنے گھر جا کر اپنی بیوی سے کہا کہ سفر کا سامان تیار کرد اُسکی بیوی نے حضرت سعدؓ کا قول یاد دلایا اُسنے کہا کہ میں تھوڑی دور جا کر واپس آؤں گا وہ گیا اور اسی خیال میں رہا کہ جلدی

خوف سے وعید نہیں ٹلتی

کہ اس میں وعید کی پیشینگوئی کا بیان ہے مگر ان آیتوں سے جب اسکا ثبوت ہوا کہ وعید کی پیشینگوئی نہیں ٹلتی تو اوس کا ثبوت بطریق اولیٰ ہو گیا کہ وعدہ کی پیشینگوئی بھی ضرور پوری ہوتی ہے۔

کیونکہ وعدے کے پورا ہونے میں آیات صریحہ کے علاوہ بداہت عقل بھی اسکی شاہد ہے کہ کریم کا وعدہ ٹل نہیں سکتا اسی وجہ سے مفسرین نے اس آیت میں وعدہ اور وعید دونوں کے پورا ہونے کو بیان کیا ہے ان آیتوں کے علاوہ ان نصوص پر بھی نظر کرنا چاہیئے جن میں خاص طور سے مذکور ہے کہ مجرموں سے جو عذاب کا وعدہ کیا گیا ہے وہ ٹل نہیں سکتا چنانچہ ارشاد خداوندی ہے۔

مطلب	آیت
اللہ کا عذاب مجرموں کے گروہ سے نہیں ٹلتا	(۸) لَا يُرَدُّ بَأْسُهُ عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِيْنَ (انعام ع ۱۸)

پھر مکرر ارشاد ہے

(۹) لَا يُرَدُّ بَأْسُنَا عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِيْنَ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ہمارا عذاب گروہ مجرمین سے نہیں ٹلتا۔
(آخر سورہ یوسف)

(حاشیہ سابقہ) واپس جاؤں مگر نہ بچا اور مارا گیا۔

یہ صحیح بخاری کی حدیث ہے جس کی صحت پر مرزا صاحب کو بھی اتفاق ہے۔ اس سے بخوبی ظاہر ہے کہ اُمیہ وعید کی پیشینگوئی سُنکر سخت خوف زدہ ہو گیا تھا اور اُس کی صداقت پر اُسے ایسا یقین ہوا تھا کہ اُس نے اپنے دلمیں مضبوط ارادہ کر لیا تھا کہ مکہ سے باہر نہ جاؤں گا مگر اُس کے خوف سے وعید نہیں ٹلی اور وہ مارا گیا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشینگوئی پوری ہو کر رہی۔

اب حق پسند حضرات ملاحظہ کریں کہ قرآن مجید کے نصوص قطعیہ اور صحیح حدیث کا واقعہ مرزا صاحب کے قول کو کس صفائی سے غلط بتا رہا ہے مگر اہل علم مرزائیوں پر افسوس ہے کہ ایسے صریح غلط قول کو مان رہے ہیں اور اہل علموں کے مقابلہ میں پیش کرتے ہیں ۱۲

طالبین حق ملاحظہ کریں کہ کس صفائی سے مکرر ارشاد ہے کہ عذاب الٰہی نہیں ٹلتا
جس عذاب آنے کی پیشینگوئی کی گئی ہے وہ ضرور پوری ہوگی۔ مگر مرزا صاحب ان
تمام آیتوں کے خلاف دعوے کرتے ہیں کہ وعید کی پیشینگوئی ٹل جاتی ہے۔

راستی کے طالبو سنت اللہ یہ ہے جسے اوس قدوس برحق نے
اپنے کلام مقدس میں نہایت صراحت سے بار بار ارشاد فرمادیا نصوص قطعیہ سے
اظہر من الشمس ہوگیا کہ **سنت اللہ یہی** ہے کہ جس طرح وعدہ الٰہی ضرور پورا ہوتا ہی
اسی طرح وعید خداوندی بھی نہیں ٹلتی بغیر سچا ایمان لائے ہوئے۔ مگر جماعت احمدیہ
کی بے خبری پر اور زیادہ تر اون کے جہل مرکب پر افسوس ہے کہ ایسے نصوص صریحہ
کے ہوتے ہوئے خدائے قدوس پر یہ الزام لگاتے ہیں کہ اوسکی وعید کی پیشینگوئیاں
ٹلجاتی ہیں صرف کسیقدر خوف سے ایمان لانا ضرور نہیں ہے اور پھر اسے خدا تعالےٰ
کی سنت مستمرہ بتاتے ہیں اور اہل حق کو ناواقف کہتے ہیں اور بڑے فخر سے اپنے
مسیح کا مقولہ اون کی کتاب حقیقۃ الوحی سے نقل کرتے ہیں کہ "وعید کی پیشینگوئی کے
ٹل جانے میں سب نبی متفق ہیں"

اس اندھیر کا کچھ ٹھکانا ہے مجھے ایسا خیال نہ تھا کہ مرزا صاحب محض غلط قول
تمام انبیا کی طرف منسوب کریں گے مگر جماعت احمدیہ تو بتائے کہ تمام انبیاء کا اتفاق
کہاں لکھا ہے انبیاء میں سے دو چار ہی کا نام بتایئے جنھوں نے ایسا کہا ہو اور
جہاں اون کا قول ہے اوس کا حوالہ بھی بتایئے حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ
وسلم کا تو وہی ارشاد ہے جسے اللہ تعالے نے نہایت تاکید اور صراحت سے
قرآن مجید میں ظاہر فرمایا اس میں تو کسی مسلمان کو شک نہیں ہوسکتا عجب لطف ہے
کہ جو دعوے نصوص قطعیہ کے خلاف ہو اوسے اللہ تعالیٰ کی سنت مستمرہ بتایا
جاتا ہے اور گویا یہ کہا جاتا ہے کہ جب وعدہ خلافی اوس ذات مقدس کی

تمام انبیا پر مرزا صاحب کا افترا

سنت مستمرہ یعنی عادت دائمی یا عادت مستحکم ہے تو اوسے وعدہ خلافی نہیں کہیں گے شاید اس کا مطلب یہ ہو کہ جو اتفاقیہ کبھی وعدہ خلافی کرے اوسے وعدہ خلاف کہیں گے اور جسے وعدہ خلافی کی عادت مستمرہ ہوگی وہ وعدہ خلاف نہیں کہلائیگا جن کی عقل وفہم ایسی سلب کردیگئی ہو اون کے اصلاح کی کیا صورت ہوسکتی ہے عجب جہالت ہے کہ جابجا ہمارے سامنے مرزا صاحب کے قول سے سند لائی جاتی ہے اور کوئی آیت یا صحیح حدیث نہیں پیش ہوسکتی۔ ذرا تو خیال کرو کہ جو قرآن وحدیث پر ایمان لائے ہیں اور مرزا صاحب کے اقوال کو سراسر غلط اور مخالف قرآن وحدیث یقیناً معلوم کرچکے ہیں اون کے نزدیک مرزا صاحب کے اقوال کی کیا وقعت ہوسکتی ہے۔

نتیجہ بیان سابق مع تحقیق دقیق

نصوص قطعیہ قرآنیہ اور کتب سابقہ الٰہیہ اور دلائل عقلیہ سب متفق ہیں اسبات پر کہ خدا تعالےٰ کے وعدے اور وعید میں تغیر ہرگز نہیں ہوسکتا اوس کے تمام وعدے اور وعیدیں ضرور پوری ہوتی ہیں اون کے پورے ہونے کے لیے کوئی رُکاوٹ اور کوئی مانع پیش نہیں آسکتا کیونکہ وہ علام الغیوب ہے اوس کے علم میں گذشتہ اور آیندہ کی تمام باتیں ایسی ہی ہیں جیسے اسوقت ہمارے سامنے کی باتیں اس لئے وہ ایسا وعدہ کبھی نہ کرے گا جو آیندہ کسی

مرزائیوں کی دوسری دلیل کا جواب

لہ ان نصوص صریحہ کو پیش نظر رکھکر آیت یُصِبْکُمْ بَعْضُ الَّذِیْ یَعِدُکُمْ کے معنے سمجھنا چاہیئے یہ آیت حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قصہ میں ہے کہ جب فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مار ڈالنے کا ارادہ کیا تو ایک شخص فرعون کے گروہ کا تھا وہ پوشیدہ طور سے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آیا تھا اُسنے چاہا کہ فرعون کو اس ارادے سے باز رکھے اور خود بھی اُسکے شر سے محفوظ رہے اسلیئے اُسنے اس طرح گفتگو کی کہ اس کا ایمان لانا بھی ظاہر نہ ہو اور فرعون اپنے ارادے سے باز رہے۔ اُس کا

واقعے کی وجہ سے پورا نہ ہو سکے اسیطرح وہ پختہ وعید بہی نہ کرے گا جو کسی وجہ سے ٹلجائے اور پیشینگوئی ہیں کسی قسم کا وعدہ یا وعید ضرور ہوتی ہے اس لئے ضرور ہے کہ سچے رسول کی تمام پیشینگوئیاں پوری ہوں اور اگر کسی مدعی کی ایک پیشینگوئی بہی پوری نہ ہو تو ثابت ہوگا کہ یہ پیشینگوئی خدا کی طرف سے نہیں تہی بلکہ شیطانی وسوسہ یا علوم ظنیہ یا اس کے خیالات کا نتیجہ تہا اور اسمیں شبہ نہیں ہو سکتا کہ مرزا صاحب کی بعض پیشینگوئیاں بالیقین غلط ثابت ہوئیں جنسے کوئی مرزائی انکار نہیں کر سکتا اس لئے یہ یقینی طور سے اظہر من الشمس ہو گیا کہ مرزا صاحب کاذب تھے اور کذب بہی ایسا کہ قرآن مجید اور توریت مقدس بالاتفاق اوسکی شہادت دیتے ہیں البتہ اس بیان میں ایک تحقیق دقیق باقی ہے وہ یہ ہے کہ اگر وعید میں کسی وقت تغیر نہو تو مجرم کی توبہ سے یا کسی عالی مرتبہ کی سفارش سے یا محض جوش کرم سے گنہگار کی نجات نہو سکے حالانکہ نصوص قرآنیہ اور احادیث صحیحہ سے ان تینوں طریقوں سے نجات ثابت ہے اس سے بخوبی ثابت ہوا کہ وعید کسی وقت پوری نہیں ہوتی بلکہ توبہ وغیرہ سے ٹلجاتی ہے اسکا جواب نہایت غور و تامل سے ملاحظہ کیا جائے اللہ تعالی کی وعیدوں کی کئی قسمیں ہیں۔

(۱) وہ وعید جو کسی خاص شخص سے یا خاص قوم سے حتمی طور سے کی گئی اور اوسکے ظہور کا وقت بہی عالم دنیا ہے مثلاً جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اُمیہ بن خلف مسلمانوں کے ہاتھ سے مارا جائے گا اور باوجود اوس کے

حاصل یہ ہے کہ اُسنے فرعون سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نسبت کہا کہ اگر یہ جھوٹے ہیں تو اُس جھوٹ کا وبال اُن پر آپ پڑیگا تیرے مارنیکی ضرورت نہیں ہے چونکہ وہ شخص اپنے آپ کو پوشیدہ رکھنا چاہتا تھا اسلیئے اُسنے جھوٹے ہونیکو پہلے کہا اسکے بعد وہ کہتا ہے کہ اگر یہ سچا ہے تو جو کچھہ یہ کہہ رہا ہے کچھہ نہ کچھہ تو اُس کا نتیجہ ضرور ہوگا۔ مخالف کے سمجھانے کا یہ طریقہ عمدہ ہے آیت کے جو الفاظ نقل کیئے گیے اُس کا مطلب یہی ہے جو میں نے بیان کیا اس طرز بیان سے یہ سمجھنا کہ جو باتیں اس نے کہیں ہیں اُن سب کا ظہور نہ ہوگا بلکہ بعض کا ہوگا محض نادانی ہے ایک معنی یہ ہوئے دوسرے یہ ہو سکتے ہیں کہ

نہایت خائف ہوجانے کے وہ مارا گیا اور پیشینگوئی پوری ہوئی اور حضرت نوح علیہ السلام
نے اپنی قوم کے ہلاک ہونے کی خبر دی تھی وہ ہلاک ہوئی اس قسم کی پیشینگوئی کسیوجہ
سے ٹل نہیں سکتی اور ایسے اسباب پیش ہی نہیں آسکتے جسکی وجہ سے پیشینگوئی
پوری نہ ہو اور اگر اس قسم کی پیشینگوئی پوری نہ ہو تو مخلوق کے روبرو وہ رسول جھوٹا
قرار پائے یا خدا تعالیٰ پر کذب کا الزام آئے اسے کوئی عقل باور نہیں کرسکتی کہ وہ
قادر مطلق اپنے سچے رسول کو امت کے سامنے جھوٹا ٹھیراکر رسوا کرے ایسا تو
کوئی رئیس اور متین انسان بھی نہیں کرتا۔ احمد بیگ کے داماد کی پیشینگوئی اسی قسم
میں داخل ہے اسمیں کوئی شبہ نہیں ہے کہ اوسکا ٹلجانا مرزا صاحب کو کاذب ثابت
کرتا ہے۔ اب اس کذب کو خدا کی طرف ثبوت کرنا یہ اونکے ایمان کا تقاضا ہے۔

(۲) دوسرے وہ وعیدین ہیں جو عام کفار کے لئے کیگئی ہیں۔

(۳) وہ جو گنہگار مسلمانوں کے لئے ہیں یہ دونوں قسم کی وعیدین اول تو سب
مشروط ہیں کوئی حتمی وعید نہیں ہے کیونکہ نص صریح میں ان وعیدوں کے ساتھ
اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا موجود ہے یعنے کفار کے لئے جو وعید ہے
وہ اوسیوقت ہے کہ وہ توبہ نہ کرے اور جو کفر سے توبہ کرکے ایمان لے آئے
اوس کے لئے وہ وعید ہی نہیں ہے کیونکہ حدیث صحیح میں ارشاد نبوی ہے۔
التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ یعنے جس نے گناہ سے توبہ کی وہ گویا
ایسا ہی ہوگیا کہ اوس نے گناہ کیا ہی نہیں اس لئے وہ وعید اوس کے لئے نہیں ہے

حضرت موسیٰ ؑ نے حسب معمول انبیاء ایمان لانے پر وعدہ اور نہ لانے پر وعید بیان کی ہوگی اسلیئے یہ سمجھانے والا
مجمل طور سے کہتا ہے کہ اگر یہ سچا ہے تو جو کچھ یہ کہہ رہا ہے اُس میں سے بعض تو تجھے ضرور ملیگا یعنی اگر ان کے کہنے کے مطابق تو
ایمان لے آیا تو وہ نعمتیں تجھے ملیں گی جن کا یہ وعدہ دے رہے ہیں اور اگر ایمان نہ لایا تو جو وعید بیان کر رہے ہیں اُن میں تو
مبتلا ہوگا غرضکہ دونوں صورتوں میں ایک بات کا ظہور ہوگا دونوں کا اجتماع نہیں ہوسکتا ایمان لانے کی صورت میں
وعدہ کا اور نہ لانے پر وعید کا اسلیئے اُس کا یہ کہنا نہایت صحیح ہے کہ یُصِبْکُمْ بَعْضُ الَّذِیْ یَعِدُکُمْ (بقیہ بر صفحہ آئندہ)

غرضکہ یہاں کوئی وعید ٹل نہیں گئی بلکہ اوس کے لئے وعید تہی ہی نہیں خدا کے علم
میں وہ اوس وعید سے مستثنےٰ تہا مگر یہ خوب خیال رہے کہ توبہ کے معنے یہ نہیں
ہیں کہ دلمیں ڈر جائے یا ڈر کے مارے بہاگا پہرے بلکہ علانیہ طور سے اپنے کفر
کے عقیدے سے توبہ کر کے سچے رسول پر ایمان لائے یہی وجہ ہوئی کہ اُمیہ بن خلف
پر وعید پوری ہوئی اگرچہ وہ دلمیں بہت ڈر گیا تہا اور اضطراری طور سے جناب
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی صداقت اوس کے دل میں آگئی تہی مگر یہ تصدیق
لایق اعتبار نہیں ہے بلکہ ایمان لانے کے لئے ایسی تصدیق کی ضرورت ہے
جو اوسکی رغبت اور خوشی سے ہو توبہ کا استثنا تو کافر اور گنہگار مسلم دونوں کیلئے ہے
مگر گنہگار کے لئے دوسری آیت ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ مسلمانوں کے
لئے کوئی وعید قطعی نہیں ہے وہ آیت یہ ہے اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ
وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ یعنے اللہ مشرک کو نہیں بخشے گا (اوس کے
لئے حتمی وعید ہے) اور جو شرک سے تائب ہیں اور گناہ کرتے ہیں اُن کی مغفرت اللہ
کی مشیت پر ہے جسے چاہے بخشدے اب مشیت کا ظہور کسی وقت شفاعت
کی وجہ سے ہوگا .... اور کسی وقت جوش کرم اسکو
ظاہر کرے گا اس آیت نے قطعی طور سے فیصلہ کر دیا کہ مسلمانوں کے لئے کوئی
وعید الٰہی قطعی نہیں ہے کہ اوس کے خلاف ہونے سے کذب لازم آئے اسکے
علاوہ ایک سر عظیم یہ ہے کہ جو وعیدیں عام کفار یا عام گنہگاروں کے لئے گئی
ہیں وہ درحقیقت وعید نہیں ہیں یعنے کسی سزا کے حتمی وقوع کی خبر نہیں ہے بلکہ

(حاشیہ سابقہ) یعنی وعدہ اور وعید دونوں تجہ سے کی گئیں ہیں اُنمیں سے ایککا تو مستحق ہوگا ان دونوں معنوں کے سوا اور بہی معنی ہوسکتے ہیں
تنزیہ ربانی بمعیار صداقت ملاحظہ کیا جائے۔ الحاصل جب نصوص قطعیہ سے ثابت ہے کہ خدائے تعالیٰ کے وعدہ اور
وعید میں خلاف نہیں ہوتا اسلئے ایماندار کے لئے ضرور ہے کہ اس آیت کے معنے ایسے کرے جو نصوص قطعیہ کے خلاف نہوں ۱۲

قانون شریعت کا بیان اور جرم کی شناعت کا اندازہ ہے اوس کا مطلب صرف اسقدر ہے کہ قانون الٰہی میں اس جرم کی سزا یہ مقرر کی گئی ہے جو کوئی اس جرم کا مرتکب ہوگا وہ اس سزا کا مستحق ہے اس استحقاق کے بعد حاکم کو اختیار ہے چاہے اوسے سزا دے اور چاہے چھوڑ دے کیونکہ اس صورت میں کسی خبر کا کاذب ہونا ثابت نہیں۔ علامہ نووی۔

حدیث مَن تَعَمَّدَ عَلَیَّ کَذِباً فَلْیَتَبَوَّءْ مَقْعَدَہٗ مِنَ النَّارِ کے شرح میں لکھتے ہیں

عبارت شرح مسلم	مطلب
معنی الحدیث ان هذا جزاءه وقد یجازی به وقد یعفو الله الکریم عنه ولا یقطع علیه بدخول النار وهکذا سبیل کل ما جاء من الوعید بالنار لاصحاب الکبائر الخ	معنے حدیث کے یہ ہیں کہ جو کوئی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر عمداً جھوٹ باندھے اوسکی سزا یہ ہے کہ اوس کا ٹھکانا جہنم ہے اب اللہ تعالیٰ کسیوقت یہ سزا دے گا اور کبھی اپنے کرم سے معاف کر دے گا اس شخص کا جہنم میں جانا کوئی قطعی بات

نہیں ہے اسی طرح اہل کبائر کے لئے جتنی وعیدین جہنم میں جانے کی آئی ہیں اونکا حاصل[1] یہی ہے۔

یعنے شریعت الٰہی نے یہ قانون مقرر کر رکھا ہے کہ یہ مجرم اس سزا کا مستحق ہے مگر اوس جرم کے بعد اوس سزا کا دینا حاکم کے اختیار میں ہے اگر وہ عاجزی اور توبہ سے یا سفارش اور جوش کرم سے اوسے چھوڑ دے تو اوسپر کوئی الزام نہیں آ سکتا کیونکہ اس چھوڑنے سے اوس کا کوئی وعدہ یا وعید غلط نہیں ہو جائے گی قانونی وعید کسی سزا کی قطعی خبر نہیں ہے بلکہ صرف مجرم کے استحقاق کا بیان اور جرم کی شناعت

[1] علامہ نووی نے اس مسئلہ پر اہل سنت کا اجماع بیان کیا ہے ۱۲۔

کا اندازہ ہے اب اگر حاکم سزا کا حکم دیدے اور پھر کسی مصلحت سے اوسے منسوخ کردے تو کوئی عیب نہیں ہو سکتا جس طرح گورنمنٹ کسی جرم کی سزا مقرر کر دیتی ہی اور اوس کے مطابق حاکم اوسے سزا کا حکم دیتا ہے پھر کسی وقت وہی حاکم یا دوسرا حاکم اوسے[۱] چھوڑ دیتا ہے یعنے پہلے حکم کو منسوخ کر دیتا ہے یہاں کسی پیشینگوئی یا کسی وعدہ کا ٹالدینا اور غلط کر دینا ہرگز نہیں ہے۔

البتہ اگر کسی قوم یا کسی شخص کے ہلاک کر دینے کی خبر دیگئی یعنے رسول کو اطلاع دی گئی کہ یہ قوم ہلاک کیجائے گی یا اُس شخص پر عذاب آئے گا اور اُس رسول نے اپنی قوم سے پیشینگوئی کی کہ تم پر عذاب آئے گا اور تم ہلاک ہوگے جیسے حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا تھا یا مرزا صاحب نے احمد بیگ کے داماد کی موت کی پیشینگوئی کی تہی یہ اوس قوم اور اوس شخص کے عذاب میں مبتلا ہونے کی قطعی خبر ہے اس کے خلاف ہو جانے سے اوس قدوس کا کذب لازم آئے گا اور اُس رسول کے تمام وعدوں اور وعیدوں پر وثوق نہ رہے گا اس لئے

[۱] مگر قادیانی حضرات ایسی موٹی بات بہی نہیں سمجھتے اور وعید الٰہی کو مثل حاکم کے حکم کے سمجھتے ہیں۔

یہ وعید نہیں ٹل سکتی اور اسی کی نسبت ارشاد ہے

لَنْ يُّخْلِفَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ یعنے اللہ کی وعید ہرگز نہیں ٹلتی ۔ یہی وجہ ہے کہ جن انبیائے سابقین نے اپنی قوم کے لئے عذاب کی پیشینگوئی بہ الہام الٰہی کی ہے اوس کا ظہور قطعًا ہوا ہے حضرت یونس علیہ السّلام نے اپنے قوم کے ہلاک ہونے کی پیشینگوئی نہیں کی تہی اس لئے وہ بچ گئے اسی وجہ سے خدا تعالےٰ کی کوئی خبر جھوٹی نہیں ہوئی کسی وعدۂ الٰہی یا کسی خبر کو منسوخ کہدینا صاحب عقل کا کام نہیں ہے جو نسخ کے قائل ہیں وہ بھی خبر میں نسخ کو نہیں مانتے ہیں بلکہ حکم میں نسخ کے قائل ہیں ۔ افسوس ہے اون کی عقل پر جو خبر کو منسوخ بتاتے ہیں اور صریح جھوٹ کو اس پردہ میں چھپاتے ہیں جماعت احمدیہ کا یہی حال ہے یہ وہ تحقیق ہے کہ جماعت احمدیہ کے ذی علم اس سے بالکل بے خبر ہیں اور مرزا صاحب کی سخت غلطی کی پیروی کر رہے ہیں کذب اور باطل کی پیروی نے اون کے قلب پر ظلمت کا پردہ ڈالدیا ہے ۔

میں نے توریت کا حوالہ یہاں اس لئے دیا ہے تاکہ معلوم ہو جائے کہ یہ بات تمام انبیائے سابقین سے بلکہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم تک یکساں مانی گئی ہے ۔ کہ جس مدعی نبوت کی پیشینگوئی جھوٹی ہو جائے وہ کاذب ہے اور اس مقام

خلف فی الوعید باتفاق جائز نہیں

۱؎ مرزا صاحب کے دماغ تک اس تحقیق کی ہوا نہیں پہونچی تھی یہ وہ تحقیق ہے کہ جس سے خلف فی الوعید کا مختلف فیہ مسئلہ بآسانی حل ہو جاتا ہے یعنے اگرچہ محققین اسی بات کے قائل ہیں خلف فی الوعید جائز نہیں مگر بعض علماء اسکے قائل ہیں اس تحقیق سے معلوم ہوا کہ یہ اختلاف ظاہری ہے بغور دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حقیقی اختلاف نہیں ہے اور نہایت ظاہر ہے کہ جب نصوص قطعیہ سے صاف ثابت ہے تو علمائے اسلام کیونکر اختلاف کر سکتے ہیں مگر بعض علماء جو خلف فی الوعید کو جائز کہتے ہیں اُنکی مراد وہی وعیدیں ہیں جو مسلمان گنہگاروں کے لیے ہیں وہ حقیقتًا وعید ہی نہیں ہیں اور اگر کہیں بھی تو انہیں سے کوئی حتمی وعید نہیں ہے بلکہ صاف طور سے مشیت کی شرط انمیں موجود ہے اسلیئے اُسکے ظاہر ہونیسے خلف فی الوعید نہیں ہوتا کیونکہ جب وہ حقیقتًا وعید ہی نہیں ہے تو پھر خلف کس کا البتہ وعید کی پہلی قسم جسمیں کسی خاص قوم یا خاص شخص کے لئے وعید کیگئی ہو تاریخ عذاب بیان کیگئی ہو یا نہ کیگئی ہو یہ نہیں ٹلتیں چونکہ خدا تعالیٰ عالم الغیب ہے اسلیئے اُس کی وعید ایسی قوم یا ایسے شخص کیلئے نہیں ہو سکتی کہ کسیوقت بھی توبہ اُس سے ظہور میں آئے اور اضطراری توبہ او کسیوقت یہ تقاضائے بشریت خوف کرنا لائق اعتبار نہیں ہے اس سے وعید نہیں ٹلتی مرزا محمود نے صرف عوام کے دہوکہ دینے کو یا محض ناواقفی سے بعض عبارتیں خلف فی الوعید میں نقل کی ہیں مگر جب آیات قرآنیہ او نصوص قطعیہ سے

پر تحریف کا الزام بھی نہیں ہو سکتا کیونکہ قرآن مجید میں جس طرح کتب سابقہ کے تحریف کا دعوے کیا ہے اسیطرح یہ بھی فرمایا ہے کہ یہ آخری کتاب مقدس کتب سابقہ کی مصدّق اور مہیمن یعنے حافظ ہے اس لئے جو مضمون توریت کا قرآن مجید کے مطابق ہے وہ بالیقین توریت مقدس کا مضمون ہی اوسمیں تحریف کا گمان نہیں ہو سکتا اسکے علاوہ مرزا صاحب نے بہت جگہ توریت اور انجیل کا حوالہ دیا ہے اور اپنے دعوے کے ثبوت میں اسی طرح پیش کیا ہے جس طرح قرآن مجید کو اس لئے اون کے مسلّمات سے ہی اون کا کاذب ہونا ثابت کیا جاتا ہے۔

الغرض اس بیان سے روز روشن کی طرح ظاہر ہوگیا کہ دعوے نبوت کی صداقت کے لئے یہ دیکھنا چاہیئے کہ اوسکی پیشینگوئی کوئی غلط ہی ہوئی یا نہیں اگر ایک پیشینگوئی بھی جھوٹی ثابت ہو جائے تو یقین کرنا چاہیے کہ یہ مدعی جھوٹا ہے مگر عجب تعصب یا نادانی ہے کہ بعض طالبین حق بھی مرزا صاحب کی اون پیشینگوئیوں کو جو اونہیں کے خیال میں سچی[2] ثابت ہوئیں پیش کرکے اونہیں سچّا ثابت کرنا چاہتے ہیں یہ بڑی بھاری غلطی ہے پیشینگوئی کے سچے ہو جانے سے مدعی کی صداقت ہرگز ثابت نہیں ہو سکتی ان دونوں دلیلوں کو

ثابت ہوگیا تو کسی قول کی طرف توجہ کرنیکی ضرورت نہیں ہی اور اگر حکیم نورالدین صاحب ضرورت بتلائیں تو یہ فقیر موجود ہی ہر طرح ثابت کر دیگا کہ خلف فی الوعید جائز نہیں ہی اور وعدہ خلاف ہونا اس سے زیادہ دشوار ہی مگر مرزا محمود صاحب کیا سمجھیں گے ۱۲

[1] مثلاً انجام اتھم کے صفحہ ۶۳ سطر۱ میں اور اسی کے حاشیہ کے صد ۵۹ میں پھر صفحہ ۱۴ میں اور توضیح مرام کے صفحہ ۹ میں ۱۲

[2] یہاں یہ کہا گیا کہ جو پیشینگوئیاں اُنکے خیال میں سچی ہوئیں کیونکہ واقعی طور پر اُنکے کسی ایسی پیشینگوئی کا سچّا ہونا ثابت نہیں ہوتا جسے صاف طور سے پیشینگوئی کہہ سکیں مولوی ثناء اللہ صاحب مرزا صاحب کے سامنے سے اعلان کیساتھ دعوی کر رہے ہیں کہ کوئی پیشینگوئی ایسی نہیں ہی یہانتک کہ مرزا صاحب نے اس پر یہ پیشینگوئی کی کہ مولوی ثناء اللہ صاحب پیشینگوئیوں کی پڑتال کے لیئے قادیان میں ہرگز نہ آئینگے مگر وہ گیے اور مرزا صاحب سامنے نہ آئے اُسکے بعد اُنھوں نے اخبار اہلحدیث میں اعلان دیا کہ لاہور میں جلسہ کرکے مرزا صاحب کی پیشینگوئیوں کی پڑتال کی جائے میں ثابت کروں گا کہ کوئی پیشینگوئی سچی نہیں ہوئی مگر کسی احمدی کی ہمت نہ ہوئی کہ سامنے آئے اس سے معلوم ہوا کہ احمدی خود متردد ہیں بعض کہتے ہیں کہ دس پیشینگوئیاں جھوٹی ہوئیں (دیکھو رسالہ نبی کی پہچان) مگر افسوس ہی کہ اُن کو ذی علم بھی

انصاف وغور سے ملاحظہ کیا جائے پھر بالیقین روشن ہوجائے گا کہ اگر کسی
کی دو ہزار پیشینگوئیاں صحیح ہوجائیں تو بھی اوس مدعی کی صداقت نہیں ہوتی۔ اسکے
بعد میں کہوں گا کہ جو راستباز مرزا صاحب کے حال سے واقف ہوگا وہ بالیقین
کہدے گا کہ مرزا صاحب کی بہت پیشینگوئیاں غلط ہوئیں اور ایسی غلط ہوئیں
کہ جن کی غلطی میں کوئی شبہ نہیں رہا۔
اب میں اون کی چند پیشینگوئیاں نقل کرتا ہوں جن کے غلط ہونے میں کوئی
شبہہ نہیں ہے اور اون کی سچائی ثابت کرنے کے لئے جو باتیں خود مرزا صاحب
نے اور اون کے بعد اون کے متبعین نے بنائی ہیں اون سے اور زیادہ
اون کی ناراستی اور اون کی بناوٹ اظہر من الشمس ہوتی ہے اگر حکیم نورالدین
صاحب کو اس رسالے کے دیکھنے کے بعد بھی اون کی صداقت پر اصرار ہے
تو یہ عاجز ہر طرح حاضر ہے خواہ زبانی گفتگو کر کے سمجھ لیں یا تحریری مناظرہ کر کے
اپنی تسلی فرمالیں مگر اپنی جماعت کو بدزبانی اور بیہودہ گوئی سے روکیں کیونکہ پھر
اس طرف بھی لوگ جَزَاءُ سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ پر عمل کرنے کو موجود ہوجاتے ہیں۔ اور
مخالفین اسلام کو مضحکہ کا موقع ملتا ہے افسوس ہے کہ حکیم صاحب تو یہ بار
اپنے ذمہ لیکر عالم برزخ پہنچگئے مگر کوئی دوسرا مرزائی ذی علم بھی سامنے نہیں آتا۔

چیلنج میں مرزائیوں کا عاجز ہونا

نہیں سمجھتے کہ جس مدعی نبوت کی ایک پیشینگوئی بھی جھوٹی ہوجائے وہ عقلاً اور نقلاً ہر طرح جھوٹا ہی پھر جس کی دس پیشینگوئیاں اُنکے اقرار
کے بموجب جھوٹی ثابت ہوں تو اُسکے جھوٹا ہونیکے لیئے تو دس دلیلیں قائم ہوگئیں باینہمہ اُسے سچا ماننا کیسی بے عقلی اور ہٹ دھرمی کی بات ہے۱۲

ا‍ے ذرا خیال فرمائیں کہ اہل اللہ کی یہی شان ہے کہ اپنے گردہ کا کوئی شخص کیسے ہی بے ہودہ اور غلط تحریر سے رسالہ
سیاہ کرے اُس کی تعریف اپنے خاص اخبار میں کی جاتی ہے اور مصاحبین خاص جھوٹی تعریفیں کرتے ہیں اور کسی وقت اونھین
متنبہ نہیں کیا جاتا جب متبعین کی صریح کذب اور غلط باتیں اُنھیں بُری معلوم ہوئیں تو ظاہر ہوگیا کہ باطل پرستی سے اون کی
قوت ممیزہ جاتی رہی اگر خلیفہ صاحب اظہار حق پر متوجہ ہوں تو یہ عاجز اُن رسالوں کی محض غلط اور جھوٹی باتیں پیش کرے
جن کی تعریف اخبار بدر وغیرہ میں کی گئی ہے مگر اُن سے یہ اُمید ہرگز نہیں ہے۔ والی اللہ المشتکی ۱۲

مرزا صاحب کی بعض غلط پیشینگوئیاں

(۱) مرزا احمد بیگ کا داماد سلطان محمد ڈھائی سال کے اندر مرے گا۔ مگر نہیں مرا۔ پھر اوس کے لئے یہ دوسری پیشین گوئی کی گئی کہ۔

(۲) احمد بیگ کے داماد کا میرے روبرو مرنا تقدیر مبرم ہے اگر میرے روبرو نہ مرے اور میں اوسکے سامنے مرجاوں تو میں جھوٹا ہوں۔ اگر میں سچا ہوں تو یہ پیشینگوئی اسیطرح پوری ہوگی جس طرح آتھم اور احمد بیگ کی پوری ہوئی"۔ (انجام آتھم صـ۳۱)
اس پیشین گوئی میں سلطان محمد کے مرنے کی میعاد مقرر نہیں کی صرف اس قدر تعیین کی کہ میرے سامنے مرے گا اور اسکو متعدد جگہ لکھا ہے اور مختلف عنوان سے لوگوں کو اس کا یقین دلایا ہے اور اپنے صداقت کا معیار بتایا ہے مگر باایںہمہ اس پیشینگوئی کا بھی ظہور نہ ہوا یعنے سلطان محمد مرزا صاحب کے سامنے نہ مرا بلکہ مرزا صاحب ہی اوس کے سامنے مرگئے اس لئے علاوہ پیشینگوئی غلط ہونیکے مرزا صاحب اپنے اقرار اور اپنے معین کردہ معیار کے بموجب جھوٹے ٹھہرے اور خدا تعالےٰ نے اون کی حمایت کسی طرح نہ کی جس سے اون کے بہت سے الہامات جھوٹے ہوگئے۔

(۳ و ۴) احمد بیگ کی لڑکی بیوہ ہوگی اور نکاح ثانی تک زندہ رہے گی"۔ اس میں دراصل دو پیشینگوئیاں ہیں ایک اوس لڑکی کا بیوہ ہونا۔

اور دوسرے نکاح ثانی تک اوس کا زندہ رہنا۔ یہ دونوں پیشینگوئیاں بھی غلط ہوئیں کیونکہ وہ لڑکی بیوہ نہیں ہوئی۔ بلکہ پہلے ہی خاوند کے نکاح میں مری اور نکاح ثانی کی اوسے نوبت ہی نہیں آئی اس لئے یہ دونوں پیشین گوئیاں جھوٹی ہوئیں

(۵) پھر یہ عاجز بھی ان واقعات کے پورے ہونے تک زندہ رہیگا"

اسکا غلط ہونا بھی دنیا نے دیکھ لیا یہ پیشینگوئی وعید نہیں ہے بلکہ مرزا صاحب کے زندہ رہنے کا وعدہ ہے مگر افسوس ہے کہ یہ وعدہ الٰہی بھی پورا نہ ہوا اور مرزا صاحب نے خدا تعالے کے وعدہ اور وعید دونوں کو غیر معتبر ٹھیرا دیا۔ یعنے پہلی پیشینگوئی میں وعید تھی وہ پوری نہ ہوئی۔ اور چوتھی اور پانچویں میں علانیہ وعدہ الٰہی ہے یہ بھی پورا نہ ہوا اوس سے یقینی طور سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالے کے وعدے اور وعید کا اعتبار نہیں ہے۔

(۶) اور اس عاجز کا اوس لڑکی سے نکاح ہوگا" یہ بھی وعدہ ہے مگر پورا نہ ہوا۔ (شہادۃ القرآن کا صفحہ ۵ سے ملاحظہ کیا جائے)

(۷) اور اس سے ایک لڑکا ہوگا جس کی تعریف کی انتہا نہیں"

ایک جملہ اوس کی مدح میں یہ ہے کہ کَاَنَّ اللّٰہُ نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ گویا اللہ تعالے آسمان سے اتر آیا۔

یہ دونوں پیشینگوئیاں وہ ہیں جنکی تصدیق[۱] مرزا صاحب نے حدیث رسول اللہ

[۱] اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مرزا صاحب نے جس طرح اللہ تعالی پر افترا کرکے مخلوق کے روبرو جھوٹا ٹھیرایا اسی طرح انہوں نے حضرت سرور انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جھوٹا بنایا (نعوذ باللہ منہ) مسلمان غور کریں کہ مرزا ئیکے یہی نبی ہیں جو خدا اور رسول پر ایسے الزامات لگاتے ہیں ۱۲

صلے اللہ علیہ وسلم سے کی ہے۔ ضمیمہ انجام آتھم کے حاشیہ میں لکھا ہے کہ
اس پیشینگوئی کی تصدیق میں جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی
یَتَزَوَّجُ وَیُوْلَدُ لَہٗ۔ بااین ہمہ ان دونوں پیشینگوئیوں کا غلط ہونا تو ایسا اظہر من الشمس
ہوگیا کہ کسی راستباز پر پوشیدہ نہ رہا اس پیشینگوئی کے متعلق ۲۱ بنین پچیس ۲۵ پیشینگوئیاں
اور الہامات ہیں وہ سب کے سب غلط ہوگئے۔ اسکی تفصیل فیصلہ آسمانی کے
پہلے حصہ میں ہے۔ مولوی ثناء اللہ صاحب کی نسبت رسالہ اعجاز احمدی میں
یہ پیشینگوئی کی تھی۔ کہ

(۸) وہ قادیان میں تمام پیشینگوئیوں کی پڑتال کے لیئے
میرے پاس ہرگز نہیں آئیں گے۔ (اعجاز احمدی) یہاں دیکھا
جائے کہ مولوی صاحب کے نہ آنے پر کس قدر زور ہے مگر بااینہمہ ایسا نہیں ہوا
بلکہ مولوی صاحب ۱۰ جنوری ۱۹۰۳ء کو خاص اسی غرض سے قادیان میں گئے اور
مرزا صاحب گھر سے باہر نہ نکلے اور گھر کے اندر بیٹھے ہوئے بیہودہ گوئی کرتے رہے
حیرت یہ ہے کہ ایسی علانیہ پیشین گوئی جھوٹی ہوئی مگر مرزا صاحب کو اسکی کچھ شرم وحیا
ہوئی نہ اون کے کسی مرید کو خیال ہوا کہ مرزا صاحب نے تو صاف طور سے کہا تھا
کہ وہ یعنے مولوی ثناء اللہ اس غرض سے قادیان میں ہرگز نہ آئیں گے مگر اب تو
معائنہ ہو رہا ہے کہ وہ آگئے اور مرزا صاحب کو بلا رہے ہیں مگر مریدوں کی آنکھوں پر
ایسا پردہ پڑا ہے کہ خیال ہی نہیں کرتے (اسکی تفصیل الہامات مرزا مطبوعہ بار چہارم
کے صد ۱۲۱ سے آخر تک دیکھی جائے) غرضکہ یہ پیشین گوئی ہی نہایت صفائی سے
جھوٹی ہوئی۔ یہاں اسپر پوری نظر رہے کہ اون کے جانے کے بعد مرزا صاحب
کا گفتگو نہ کرنا۔ اور باتیں بنا کر ٹال دینا اور بات ہے صرف مولوی صاحب کا اس غرض سے

قادیان میں جانا مرزا صاحب کی پیشینگوئی کو جھوٹا ثابت کرتا ہے کیونکہ مرزا صاحب نہایت زور سے یہ کہہ رہے ہیں کہ وہ قادیان میں پیشینگوئیوں کی پڑتال کے لئے ہرگز نہیں آئیں گے۔ یہ قول اون کا جھوٹا ہو گیا مگر مرزا صاحب کے معتقد اس بدیہی جھوٹ سے بھی شرمندہ نہیں ہوتے یہ آٹھ پیشینگوئیاں ہیں جنکا ذکر فیصلہ کے پہلے دو حصّوں میں ہے اور اون کے متعلق دوسری پیشینگوئیاں جو اسی فیصلہ کے پہلے حصہ میں لکھی گئی ہیں اس صفائی سے غلط ہو گئیں کہ دیکھنے والوں کی آنکھوں نے دیکھ لیا اور سننے والوں کے کانوں نے بتواتر اس طرح سُنا کہ کسی طرح کا شک و شبہ انہیں نہ رہا۔ اب دنیا میں کوئی منصف مزاج حق پسند ان کے غلط ہونے سے انکار نہیں کر سکتا اور یوں کوئی زبردستی سے دن کو رات کہنے لگے تو اوسکی زبان کو کوئی روک نہیں سکتا اسوقت اگرچہ غلط پیشینگوئیوں کے آٹھ نمبر دیئے گئے مگر وہ پیشینگوئیاں بھی اس میں داخل کیجائیں جو پہلے حصّہ میں بیان ہوئی ہیں تو جھوٹے الہاموں اور جھوٹی پیشینگوئیوں کا شمار تینتس ۳۳ سے زیادہ ہو جائے گا۔ اس میں تین پیشینگوئیاں ایسی ہیں جنکی صداقت ثابت کرنے کے لئے مرزا صاحب نے اور اون کے متبعین نے بہت زور لگایا ہے۔ اور اس جھوٹ کو سچ بنانے میں عجیب عجیب باتیں نکالی ہیں اور زور لگانے کی وجہ ظاہر ہے کہ ان پیشینگوئیوں کو مرزا صاحب نے اپنا عظیم الشان معجزہ ٹھہرایا تھا اور اپنے صدق یا کذب کا معیار بتایا تھا یعنے پہلی اور دوسری اور چھٹی پیشینگوئی کو اس لئے ضرور تھا کہ اُن کے سچا بنانے میں جی توڑ کر کوشش کریں مگر الحمد للہ چونکہ مرزا صاحب نے اپنی صداقت کی بڑی معیار پیشینگوئی کے پورے ہونے پر رکھی تھی اور واقعی وہ معیار غلط تھی اس لیئے اوس کریم و رحیم کا یہ بڑا فضل ہوا کہ جن پیشینگوئیوں کو انھوں نے اپنا عظیم الشان نشان قرار دیا تھا وہ

غلط ثابت ہوئیں۔

ان پیشینگوئیوں کے متعلق مرزا صاحب وغیرہ کی بناوٹ اور اُس کا جواب

پہلی پیشینگوئی چونکہ مرزا صاحب کی زندگی ہی میں جھوٹی ثابت ہوگئی تھی اس لئے خود مرزا صاحب نے الزام سے بچنے کے لئے خوب زور تحریر دکھایا جس کا حاصل یہ ہے کہ احمد بیگ کے مرجانے سے اوس کے تمام گھر پر بہت کچھ خوف طاری ہوا اور گریہ وزاری اور عبادت الٰہی میں لگ گئے اونہیں میں اوس کا داماد بھی تھا چونکہ اس کے لئے خاص پیشینگوئی تھی اس لئے طبعی طور سے وہ نہایت خائف رہا۔ اور وعید کی پیشینگوئی گریہ وزاری سے ٹلجاتی ہے اس لئے ڈھائی برس کے اندر نہ مرا مگر جس طرح کا زور وشور مرزا صاحب نے اس پیشینگوئی کے ٹلجانے میں کیا ہے اوسے حق پسند حضرات بناوٹ کہے بغیر نہیں رہ سکتے۔ اسکے علاوہ اسکے متعدد جواب ملاحظہ ہوں

پہلا جواب تو یہ ہے کہ احمد بیگ کا داماد اگر مرزا صاحب کی پیشینگوئی سے اسقدر خائف اور پریشان ہوگیا تھا جیسا کہ مرزا صاحب نے لکھا ہے تو اقتضائے طبعی یہ تھا کہ وہ مرزا صاحب کا معتقد ہوتا اور اون کے پاس آکر مرید ہوجاتا مگر مرید ہونا تو کیا معنے اوس کے اور اوس کے گروہ کی نسبت خود مرزا صاحب انجام آتھم میں لکھتے ہیں۔ انھم مالوا الی سبیر تھم الاولی وقست قلوبھم وعادوا الی التکذیب والطغوے یعنے جو لوگ منکوحہ آسمانی کے نکاح کے حارج ہوتے تھے اور مخالفت کی تھی احمد بیگ کے مرنے سے دب گئے تھے مگر پھر اونہوں نے سرکشی شروع کی اور مرزا صاحب کو جھوٹا کہنے لگے اور نہایت ظاہر ہے کہ

اگر وہ مخالف اور سرکش نہ تھا تو مرزا صاحب اسے آخر عمر تک کیوں کہتے رہے کہ یہ میرے روبرو مرے گا اور ضرور مرے گا مرزا صاحب نے اسپر ہی قسم کھائی ہے اسکی تفصیل مع حوالہ کے تنزیہہ ربانی میں دیکھنا چاہیئے۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ یہ فطرتی بات ہے کہ انسان کو اپنی زندگی نہایت پیاری ہوتی ہے اگر وہ پیشینگوئی سے خائف ہو گیا تھا اور کسیوجہ سے اون پر ایمان لانے سے بھی اوسے انکار تھا تو بالضرور اپنی بیوی کو طلاق دیکر علیحدہ کر دیتا کیونکہ اوسکی موت کی پیشینگوئی اس لئے تھی کہ اوسکی بیوی مرزا صاحب کے نکاح میں نہیں آسکتی تھی مگر یہ بھی اوسنے نہیں کیا اس لئے نہایت ظاہر ہے کہ وہ ہرگز ایسا خائف نہ تھا جیسا کہ مرزا صاحب لکھ رہے ہیں تجربہ اسکی کامل شہادت دیتا ہے کہ جس طرح موت کے خوف دلانے یا کسی بزرگ اور عزیز کے مرجانے سے بعض نہایت خائف اور غمگین ہوجاتے ہیں اسیطرح بعض ایسے سخت یا کامل الایمان ہوتے ہیں کہ وہ کسی کی پیشینگوئی یا دھمکی سے ذرا نہیں ڈرتے اور جیسے اونہوں نے جیسا سمجھہ لیا ہے اوسپر قائم رہتے ہیں وہ یہ بھی یقین کرتے ہیں کہ موت و حیات کے لئے ایک وقت مقرر ہے اوس سے کم و بیش نہیں ہوتا اب اگر رمل یا نجوم کے ذریعہ سے کوئی کسی کی مدت عمر معلوم کرکے پیشینگوئی کردے تو نبی یا مقدس یا پارسا نہیں ہوسکتا اوس سے ڈرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے اب

۱؎ چنانچہ انجام اتہم میں لکھتے ہیں۔ ونزدیک بود کہ جان او بعد شنیدن این حادثہ برآید و برجان خود بترسید و نکاح را آفتے از آفات آسمانی انگاشت۔" اگر یہ بات سچی ہوتی تو وہ ضرور ایمان لے آتا یا بیوی کو طلاق دے دیتا اب مرزا صاحب کے صاحبزادے نے اوس کا ایک خط مشتہر کیا ہے اور اوس سے لکھوایا ہو کہ میں مرزا صاحب کے مخالف کبھی نہ تھا البتہ ایسے اسباب ہوئے کہ ملاقات نہیں کر سکا یہ خط محض جعلی ہے یعنی یا تو اوسے کچھ دیکر یا خوشامد کرکے لکھوالیا ہے کیونکہ یہ مضمون تو مرزا صاحب کے صریح اقوال کے خلاف ہے ۱۲۔

کون ہے جو اس سچی اور واقعی بات کو غلط بتائے اور مرزا صاحب کی صداقت ثابت کرے۔ **تیسرا جواب** یہ ہے کہ یہ دعوے تو نص قطعی سے ثابت ہے کہ سچے رسول کی کوئی پیشینگوئی جھوٹی نہیں ہو سکتی اور مرزا صاحب کا یہ دعوے کہ صرف گریہ وزاری سے وعید کی پیشینگوئی ٹلجاتی ہے ایمان لانے کی ضرورت نہیں ہے کسی آیت و حدیث سے ثابت نہیں ہے بلکہ نصوص مذکورہ اور اوس حدیث بخاری کے بالکل مخالف ہے جس میں مذکور ہے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اُمیہ بن خلف کے مارے جانے کی پیشینگوئی فرمائی تھی اور اوسکی وجہ سے وہ نہایت ہی خائف تھا اوسکا یہ خوف اور ترس کچھ کام نہ آیا اور پیشینگوئی کے مطابق وہ مارا گیا یہ حدیث مع ترجمہ کے الہامات مرزا میں منقول ہے اور اس سے قبل ساتویں آیت کے بیان میں اس حدیث کا حاصل حاشیہ میں بیان کیا گیا ہے اور تنزیہہ ربانی میں بھی اس کا ذکر ہے غرضکہ اس پیشینگوئی کے غلط ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہو سکتا اسمیں کوئی شبہ نہیں ہے کہ شخصی وعید ہرگز نہیں ٹلتی ضرور پوری ہوتی ہے اسکا ثبوت کامل طور سے دیا گیا۔ یہ کہنا کہ وعید کی میعاد خوف اور توبہ کی وجہ سے ٹل جاتی ہے یا پوری نہیں ہوتی اور حضرت یونس علیہ السلام کی پیشینگوئی کی مثال پیش کی جاتی ہے محض جھوٹ اور فریب ہے حتمی وعید کسی وجہ سے نہیں ٹلتی اور حضرت یونسؑ کی پیشینگوئی کو اوسکی مثال میں پیش کرنا دوسرا جھوٹ اور علانیہ فریب ہے حضرت یونس علیہ السلام کی کوئی پیشین گوئی جھوٹی نہیں ہوئی ہے۔

قرآن کی کسی آیت یا کسی حدیث سے ثابت نہیں ہو سکتا کہ حضرت یونس علیہ السلام نے یہ پیشین گوئی کی تھی کہ یہ قوم ہلاک ہو جائے گی۔

جس طرح مرزا صاحب نے اڑھائی برس کے اندر صاف طور سے اوس کے مرجانے کی

پیشینگوئی کی تھی اور وہ پوری نہ ہوئی پھر اوسکی نظیر میں حضرت یونس ؑ کی پیشین گوئی کو پیش کرنا محض غلط اور صریح جھوٹ ہے چونکہ یہ پیشینگوئی مرزاصاحب کے نہایت عظیم الشان نشان کا بڑا جز تھا اس لئے اسی کے سئے پھر پیشینگوئی کی اور اُس کے مرنے کی کوئی میعاد مقرر نہیں کی البتہ اس قدر دھمکی دی کہ اگر تم میعاد مقرر کرانا چاہتے ہو تو سلطان محمد سے اشتہار دلواؤ مگر اسی قسم کی باتیں اون کے کذب اور بناوٹ کو ظاہر کرتی ہیں اگر کچھ بھی عقل وانصاف کو دخل دیا جائے وہ لوگ تو پہلے ہی سے کاذب سمجھتے تھے اس پیشینگوئی کے جھوٹا ہو جانے سے اونہیں اور زیادہ وثوق ہو گیا اور اونکی جماعت کو دیکھا کہ وہ اس کذب کی پیروی سے باز نہیں آتے۔ مرزاصاحب کیسی ہی غلط اور بیہودہ بات بنا کر کہدیتے ہیں وہ اوسے وحی الٰہی سمجھتے ہیں پھر اشتہار دلوانا بیکار صرف کرانا اور جھگڑے میں پڑنا ہے اس کے علاوہ خود تو وہ جاہل وہ کیا اشتہار دیتا اور پھر اس قدر دینی جوش کہاں کہ ایک دینی بات کے اظہار میں کچھ صرف کیا جائے یا محنت کرکے اسکو اعلان دیا جائے۔

دوسری پیشینگوئی

یہ تو ظاہر ہے کہ آیندہ کسی چیز کے ہونے یا نہ ہونے کی خبر دینے کو پیشین گوئی کہتے ہیں اس خبر دینے کے متعدد طریقے ہیں مثلاً معمولی طور سے خبر دے کہ فلاں بات ہوگی یا مخاطب کو کامل متوجہ کرکے تاکید کے ساتھ کہے کہ یہ بات ضرور ہوگی اور تاکید اور مخاطب کے یقین دلانے کے بھی اقسام اور درجات ہیں مرزاصاحب نے اس پیشینگوئی کے وقوع میں آنے کا اس زور کے ساتھ متعدد طور سے یقین دلایا ہے کہ اوس سے زیادہ اعتماد اور وثوق ظاہر کرنا اور دوسرے کو یقین دلانا ہو نہیں سکتا پھر ایک دو مرتبہ نہیں متعدد مرتبہ اور مختلف طور سے چند مرتبہ کہہ

الفاظ لکھے جاتے ہیں۔ (۱) نفس پیشینگوئی داماد احمد بیگ کی تقدیر مبرم ہے
اس کی انتظار کرو اور اگر میں جھوٹا ہوں تو یہ پیشینگوئی پوری نہ ہوگی اور میری موت
آجائے گی اور اگر میں سچا ہوں تو خدا تعالیٰ ضرور اسکو بھی ایسا ہی پورا کرے گا
جیسا کہ احمد بیگ اور آتھم کی پیشینگوئی پوری ہوئی (حاشیہ انجام آتھم صد ۳۱)

اس عبارت پر اچھی طرح نظر کیجائے اس میں صرف مرنے کی خبر ہی نہیں دی بلکہ کئی طریقوں سے اوس کے وقوع میں آنے کا یقین دلایا ہے[1] ایک یہ کہ دو واقعوں کی نظیر دیکر یہ کہا کہ جس طرح یہ واقعے میری زندگی میں ہوئے اِسیطرح اسکی موت بھی میری زندگی میں ہوگی **دوسرے** اُسکی بنسبت نہایت تاکید سے کہا کہ خدا تعالے **ضرور** ایسا ہی کرے گا۔ **تیسرے** انتہا درجے کا یقین اس طرح دلایا کہ اگر وہ میری زندگی میں نہ مرے تو میں جھوٹا ہوں۔ اب نہایت ظاہر ہے کہ اگر وہ کسی وجہ سے مرزا صاحب کی زندگی میں نہ مرا اور مرزا صاحب ہی اوس کے سامنے مر گئے تو کیا وجہ ہو سکتی ہے کہ مرزا صاحب اپنے اقرار کے بموجب جھوٹے نہ ٹھہریں یہاں عذاب کی پیشینگوئی کے ٹلنے اور نہ ٹلنے کو کچھ دخل نہیں ہے یہاں صرف مرزا صاحب کے پختہ اقرار سے بحث ہے سچے نبی اور مقرب خدا کے ایسے پختہ اقرار جس کے پورا نہ ہونے پر وہ اپنے قول سے جھوٹا ٹھہرے کبھی غلط نہیں ہو سکتے۔ برادران اسلام اس میں غور کریں **چوتھے** یہ کہ جس طرح اوس کے مرنے کی پیشینگوئی کرتے ہیں اسیطرح اس کی یہی خبر دیتے ہیں کہ میری زندگی میں اوس کا مرنا خدا تعالیٰ کے علم ازلی میں قرار پا چکا ہے اوسکے

[1] اس قول کو پیش نظر رکھ کر میاں محمود کے اس اشتہار کو دیکھا جائے جو انہوں نے ان دنوں طبع کرایا ہے۔ اور احمد بیگ کے داماد کا معتقد ہونا ظاہر کیا ہے۔ جب وہ مرزا صاحب کا معتقد تھا تو پھر مرزا صاحب خواہ مخواہ اوسے کیوں برابر کوستے رہے اور نہایت زور کے ساتھ اوس کے مرنے کی پیشینگوئی کرتے رہے ۱۲

وقوع میں آنے کے لئے کوئی قید اور شرط نہیں ہو سکتی کیونکہ اپنے سامنے اوس کے مرنے کو **تقدیر مبرم** کہتے ہیں۔ اور تقدیر مبرم اوسی کو کہتے ہیں جس کا ہونا یقینی طور سے علم الٰہی میں قرار پاچکا ہو اوس کے خلاف ہرگز نہیں ہو سکتا اگر کسی وجہ سے اوس کے خلاف ظہور میں آئے تو خدائے تعالیٰ کا علم ناقص قرار پائے نعوذ باللہ

انبیا کو تقدیر مبرم کا علم بغیر وحی یا قطعی الہام کے نہیں ہو سکتا اب جس بات کو مرزا صاحب نے تقدیر مبرم کہا تھا اوس کا ظہور نہ ہوا اس لئے ضرور ہے کہ یا تو مرزا صاحب کو مفتری کہا جائے یا یہ کہا جائے کہ اللہ تعالے عالم الغیب نہیں ہے اب ناظرین نے معلوم کیا ہوگا کہ اس پیشینگوئی کے دو حصے ہیں **ایک** یہ کہ احمد بیگ کے داماد کے مرنے کی خبر دیگئی کہ وہ مرزا صاحب کی زندگی میں مرے گا **دوسرا حصہ** یہ ہے کہ اس خبر کے وقوع میں آنے کا اس طریقے سے یقین دلایا ہے کہ اگر اوس کا ظہور نہوا تو مرزا صاحب اپنے اقرار سے کاذب ٹھیریں اور جب اوس کا ظہور نہ ہوا تو وہ کاذب ٹھیرے اس کا کوئی جواب نہیں ہو سکتا۔ یہاں امام ربانی مجدد الف ثانی کا یہ قول پیش کرنا کہ بعض وقت اہل اللہ لوح محفوظ دیکھکر بعض واقعہ کو تقدیر مبرم سمجھ جاتے ہیں حالانکہ علم الٰہی میں وہ واقعہ تقدیر مبرم نہیں ہوتا اسی طرح مرزا صاحب کے اس قول کو سمجھنا چاہیئے " مگر یہ کہنا محض جہالت یا فریب دہی ہے اولیاء اللہ کے کشف الہام میں غلطی ہو سکتی ہے اس لئے دوسروں پر اوس کا ماننا ضرور نہیں ہے اور انبیا کی وحی میں کسی طرح غلطی نہیں ہو سکتی اس لئے اوس کا ماننا دوسروں کو ضرور ہے۔ مرزا صاحب کو نبوت کا دعوی ہے اسلئے ماننا ہوگا کہ اون کا مبرم کہنا وحی الٰہی سے ہے۔ جب اس میں غلطی ثابت ہوئی تو یقیناً وہ جھوٹے ثابت ہوے۔

(۲) ضمیمہ انجام آتھم[۱] میں لکھتے ہیں۔ یاد رکھو کہ اس پیشینگوئی کی دوسری جز پوری ہوئی (یعنے احمد بیگ کا داماد میرے سامنے نہ مرا) تو میں ہر ایک بد سے بدتر ٹھیرونگا اے احمقو یہ انسانی افترا نہیں یقیناً سمجھو کہ خدا کا وعدہ سچا ہے۔ وہی خدا جس کی باتیں نہیں ٹلتین"۔ اس عبارت میں بھی مرزا صاحب کئی باتیں کہتے ہیں اوّل اپنے سامنے اوس کے مرنے کی خبر دیتے ہیں **دوم** یہ کہ یقینی طور سے اوسے خدا کا سچا وعدہ کہتے ہیں وعید نہیں کہتے **سوم** یہ کہ اس خبر کے سچے ہونے کا یقین اس طرح دلاتے ہیں کہ اگر احمد بیگ کا داماد میرے سامنے نہ مرے تو میں ہر ایک بد سے بدتر ٹھیروں گا نہایت ظاہر ہے کہ اگر اس پیشینگوئی کے ظہور کے لئے کوئی شرط ہوتی تو ہرگز یہ نہ کہتے کہ اگر اسکا ظہور نہ ہو تو میں ہر ایک بد سے بدتر ٹھیروں گا۔ **چہارم** یہ کہ اس پیشینگوئی کا ظہور خدا تعالےٰ کی اون باتوں میں ہے جو نہیں ٹلتیں یہ جملہ بھی صفائی سے کہہ رہا ہے کہ اس پیشینگوئی کے لئے کوئی شرط نہیں ہے غرضکہ اس قول سے بھی ظاہر ہوا کہ اس پیشینگوئی کے دو حصے ہیں **ایک** یہ کہ سلطان محمد کی موت کی خبر دینا۔ **دوسرے** اوسکا یقین دلانا اگر یہ خبر صحیح نہ ہو تو میں ہر بد سے بدتر ٹھیرونگا یہ خدا کا سچا وعدہ ہے ٹل نہیں سکتا۔ ان دونوں قولوں کے سوا اور بھی اقوال ہیں جنکو میں نے حصلہ اور تنزیہہ ربانی میں نقل کیا ہے اون میں مرزا صاحب نے اس کے مرجانے کو اپنی صداقت کا معیار اور نہ مرنے کو اپنے کذب کا معیار[۱] بتایا ہے۔ اسپر خدا کی قسم کھائی ہے۔ الغرض اس پیشینگوئی کا دوسرا حصہ[۲] یعنے اس کی موت کو تقدیر مبرم کہنا اوسے اپنی صداقت کا معیار بتانا اوسپر قسم کھانا اور پھر اوسپر برسوں اصرار کرنا اور اس مدت مدید میں خدا تعالیٰ کی طرف سے کسیوقت اس خیال کی غلطی پر اطلاع نہونا

---

[۱] انجام آتھم ص۲۲۳ اور فیصلہ کا حصہ ۲ ص۱۳ و ۱۴ ملاحظہ ہو۔ ۱۲۔

[۲] یہ خوب مدنظر رہے کہ اس پیشینگوئی کے دوسرے حصہ میں یہ پانچ باتیں ہیں جن پر خط کھینچکر میں نے ہندسہ دیدیا ہے ان میں غور کرنے سے مرزا صاحب کی نسبت کامل فیصلہ ہوجاتا ہے اس کی تفصیل آئندہ ملاحظہ کیجئے ۱۲۔

متعدد طریقوں سے شہادت دیتا ہے کہ مرزا صاحب خدا کے فرستادہ بلکہ برگزیدہ خدا بھی نہ تھے اوس وقت تک اس پہلو پر کسی نے نظر نہیں کی اور نہ اسکا کوئی جواب دیا صرف پہلے حصہ پر نظر کی گئی ہے یعنی یہ کہ احمد بیگ کا داماد میرے سامنے مرے گا اس لحاظ سے یہ ایک وعید کی پیشینگوئی ہے اور ضمیمہ انجام آتھم میں اوسے خدا کا سچا وعدہ کہا ہے یہ قول ہی صحیح ہے کیونکہ یہ پیشینگوئی سلطان محمد کے لئے وعید ہے اور مرزا صاحب کے لئے وعدہ ہے اگر اس پیشینگوئی کا ظہور ہوجاتا تو مرزا صاحب کی صداقت پر لوگ ٹوٹ پڑتے اور بہت لوگ ماننے لگتے الغرض اس پیشینگوئی میں وعدہ اور وعید دونوں ہیں اگر طالبین حق اس پیشینگوئی کے دونوں حصوں پر علیحدہ علیحدہ نظر کرکے اوس کے نتیجہ پر غور کریں گے تو بالیقین معلوم کریں گے کہ اس کے دونوں حصے مرزا صاحب کے کذب کو متعدد طریقوں سے ثابت کرتے ہیں اور اسوقت تک جو اون کے متبعین نے یا خود اُنہوں نے اس پیشینگوئی کی نسبت کہا ہے وہ صرف پہلے حصہ کی نظر سے کہا ہے یعنے یہ ایک وعید کی پیشینگوئی ہے دوسرے حصہ کی طرف سے بالکل خاموشی ہے وہاں چون وچرا کی مجال ہی نہیں ہے اپنے دل میں سمجھے ہوں گے کہ اس حصہ کا کوئی جواب نہیں ہوسکتا۔ اب اون طریقوں پر نظر کیجئے پھر آپ کو معلوم ہوجائے گا کہ جس حصہ کا جواب دیا گیا ہے وہ بھی بالکل غلط اور چند جھوٹے دعوؤں اور غلط فہمیوں کا مجموعہ ہے۔

پہلا طریقہ جن کے قلوب نور اسلام سے منور ہیں وہ قرآن پاک کی اون آیتوں کو ملاحظہ کریں جنکی نقل اوپر ہوچکی ہے اور جن سے آفتاب کی طرح روشن ہے کہ خدا تعالےٰ کے وعدہ اور وعید میں تخلف نہیں ہوسکتا۔ جب مرزا صاحب کی یہ پیشینگوئی پوری نہوئی اور نہایت پختہ وعید خداوندی کا کچھ ظہور نہوا تو آیات قرآنیہ سے روشن ہوگیا کہ مرزا صاحب اپنے دعوے میں سچے نہ تھے ورنہ اون کی پیشینگوئی ضرور پوری

مرزا صاحب کا تیسرا جھوٹ

ہوتی یہ کہنا کہ عذاب کی پیشینگوئی کا ٹلجانا اللہ کی سنت مستمرہ ہے محض غلط اور نصوص قطعیہ کے خلاف ہے بلکہ خود مرزا صاحب کے متعدد اقوال کے خلاف ہے **پہلا قول** احمد بیگ کا ذکر کر کے لکھتے ہیں اوس کا داماد تمام کنبہ کے خوف کی وجہ سے اور اُنکے توبہ اور رجوع کے باعث فوت نہ ہوا مگر یاد رکھو کہ **خدا کے فرمودہ میں تخلف نہیں اور انجام کار وہی ہے جو ہم کئی مرتبہ لکھ چکے ہیں** ضمیمہ انجام آتھم صد ۱۳

ذرا آنکھ کھول کر ملاحظہ کیا جائے کہ احمد بیگ کے داماد کی وعید کی نسبت کہہ رہے ہیں کہ خدا کے فرمودہ میں تخلف نہیں اوس کے مرنے کی نسبت جو کئی مرتبہ کہا گیا ہے وہی ہوگا یعنی احمد بیگ کا داماد میرے روبرو مرے گا۔ **دوسرا قول** اوسی احمد بیگ کے داماد کے مرنے کی نسبت پھر لکھتے ہیں کہ **یقیناً** سمجھو کہ یہ خدا کا سچا وعدہ ہی وہی خدا جس کی باتیں نہیں ٹلتیں (ضمیمہ انجام آتھم صد ۵۴)

یہاں بھی خدا کی تمام باتوں کی نسبت لکھتے ہیں کہ نہیں ٹلتیں یہ بعینہ ترجمہ لا تبدیل لکلمات اللہ کا ہے اور پھر خاص اس وعید کی پیشینگوئی کو او نہیں باتوں میں بتاتے ہیں جو نہیں ٹلتیں ۔

اس پیشینگوئی کے پورا نہ ہونیکے عذر میں دو وجہیں عام فریب اور بیان کیجاتی ہیں ایک یہ کہ اس پیشینگوئی سے مقصود کنبہ کی ہدایت تھی وہ حاصل ہوگئی مگر یہ محض غلط اور علانیہ جھوٹ ہے احمد بیگ کے کنبے کے آدمی مرزا صاحب پر ایمان ہرگز نہیں لائے۔ دوسرے یہ کہ اون کا سرگروہ بانی فساد ایمان لے آیا مگر یہ بھی غلط ہے نہ کوئی بانی فساد ایمان لایا اور نہ انبیاء کی ہدایت کا طریقہ ایسا ہو سکتا ہے جس میں خدائے قدوس کے وعدہ یا وعید میں تخلف لازم آئے نبی کے ایک وعدہ یا وعید میں تخلف آنے سے اوس کے تمام وعدہ اور وعیدوں میں زلزلہ پڑ جائے گا اور

لے مرزا صاحب کا یہ قول بہت جگہ ہے مگر میں نے بغرض اختصار دو ہی جگہ کا حوالہ نقل کیا ہے ۱۲

اوس کے کسی قول پر اعتبار نہ رہے گا مرزا صاحب **توضیح مرام** میں خود اس کا اقرار کرتے ہیں صـ دیکھو اس کے علاوہ مرزا صاحب نے تو مانعین نکاح کا ہلاک کرنا مقصود خداوندی بیان کیا ہے اب اون کے پیرو اوسے غلط ٹہیرانا چاہتے ہیں۔ اور مقصود خداوندی کو پامال کر کے مرزا کو سچا کرنا چاہتے ہیں اس سے زیادہ بے ایمانی اور کیا ہوگی اپنے مرزا کے کلام کو دیکھو انجام آتہم صـ ۲۰۶ میں لکھتے ہیں) یُرَدُّ بِنْتُ

اَحْمَدَ اِلَیَّ بَعْدَ اِھْلَاکِ الْمَانِعِیْنَ وَکَانَ اَصْلُ الْمَقْصُوْدِ اِھْلَاکَ ھُمْ

یعنے بعد ہلاک کرنے مانعین نکاح کے احمد بیگ کی لڑکی لوٹ کر میرے پاس آئیگی اور **اصل مقصود اونکا ہلاک کرنا ہے**"

یہاں تو مرزا صاحب صاف کہہ رہے ہیں کہ مقصود اصلی تو ہلاک کرنا ہے پھر اسکے صریح خلاف بناوٹ سے کیونکر جواب ہو سکتا ہے اب اگر مانعین نکاح کی ہلاکت ظہور میں نہ آئی تو خدا تعالےٰ کا عاجز ہونا ضرور لازم آئے گا۔ اور یہ سمجھا جائے گا کہ مرزائی مذہب کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ کسی وقت اللہ تعالےٰ اپنے مقصود کو پورا کرنے میں عاجز ہوتا ہے یعنے وہ قادر مطلق نہیں ہے کیونکہ جب تمام مانعین نکاح ہلاک نہوے تو اللہ تعالےٰ کا مقصود حاصل نہ ہوا اور وہ ذات اپنے مقصود کے حاصل کرنے میں عاجز رہی طالبین حق مرزا اور مرزائیوں کے ان اقوال کو ملاحظہ کریں کہ کسطرح مذہب کی بیخ کنی کر رہے ہیں اور میاں محمود کے اوس خط کو دیکھیں جو انہوں نے اس پیشینگوئی کے جواب میں شائع کیا ہے اور اسکی صداقت کا اندازہ کریں الحمد للہ ہمیں اوسکی تحقیق اور تفتیش کی ضرورت نہیں ہے مرزا صاحب کے اقوال ہی اوسے محض غلط اور بناوٹ کہہ رہے ہیں مرزا صاحب کی تحریر میں یہ کمال ہے کہ اونہیں کی تحریر سے اون کا رد ہو جاتا ہے یہ تو پیشینگوئی کے پہلے حصے کا نتیجہ تہا اب دوسرے حصہ کے طریق واضحہ کو ملاحظہ کیجئے۔

دوسرا طریقہ مرزا صاحب اوس کے مرنے کو تقدیر مبرم کہتے ہیں اور اُسپر
اس قدر وثوق ہے کہ پہلے اسے زبان اُردو میں لکھا پھر انجام اتھم کے صـ ۲۲۳
میں عربی و فارسی میں بیان کیا اور بار بار اسے تقدیر مبرم کہا یعنے اسکا وقوع میں
آنا علم الٰہی میں قرار پا چکا ہے اس کے لئے نہ کوئی شرط ہو سکتی ہے نہ وہ کسی وجہ
سے ٹل سکتا ہے اگر کسی وجہ سے اوس کا ظہور نہ ہو تو خدا تعالےٰ کا جہل لازم آئے
یعنے اللہ تعالیٰ کے علم میں تو یہ تھا کہ یہ کام یوں ہوگا مگر نہ ہوا اس کا لازمی نتیجہ یہی
کہ اللہ تعالےٰ کا علم غلط نکلا وہ علام الغیوب واقعی حالت سے واقف نہ تھا۔
(نعوذ باللہ) غرض کے پہلے بیان سے تو یہ ثابت ہوا تھا کہ اللہ تعالےٰ قادر مطلق
نہیں ہے یہاں سے ثابت ہوا کہ مرزائیوں کے نزدیک وہ پورا عالم الغیب نہیں
ہے اس پر خوب نظر رہے کہ مرزا صاحب اپنے آپ کو اون انبیاء میں بتاتے ہیں
جن پر بارش کی طرح وحی نازل ہوتی ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے (جو بڑی
شان کے مستقل نبی ہیں) ہر شان میں اپنے آپ کو بڑھکر کہتے ہیں تو اون کے وحی و
الہام میں غلطی نہیں ہو سکتی انبیا اس سے معصوم ہیں اور اوس کے خلاف اعتقاد
رکھنا نبوت کو بیکار ٹھیرانا ہے۔ اگر نبی کی ایک غلطی ظاہر ہو گئی تو اوسکی تمام وحیوں
میں غلطی کا احتمال ہو گیا اور اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال نہایت سچا مقولہ
مشہور ہے اس لئے کوئی وحی اوس کی لائق اعتبار نہ رہی۔ اور نبوت بیکار ہو گئی۔
مرزا صاحب احمد بیگ کے داماد کے مرنے کو تقدیر مبرم کہتے ہیں تو اوس کے مدعی
ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے مجھے اپنے علم سے اطلاع دی ہے کہ احمد بیگ کے داماد کا
میرے روبرو مرنا اللہ تعالےٰ کے علم میں قرار پا چکا ہے اوس کا ظہور میں آنا ضرور
ہے انجام اتھم کے حاشیہ صـ ۳۱ کے جملے اس مدعا کی صاف شہادت دیتے ہیں
جب ظاہر ہو گیا کہ احمد بیگ کا داماد مرزا صاحب کے سامنے نہ مرا بلکہ مرزا صاحب

اوس کے سامنے مرگئے تو بالیقین معلوم ہوا کہ یا تو مرزا صاحب جھوٹے تھے کہ اپنے سامنے اوس کے مرنے کو تقدیر مبرم کہتے تھے یا اوس قدوس پر جہل کا الزام آئے گا کہ وہ اس واقعہ کو نہیں جانتا تھا بلکہ غلط جانتا تھا (نعوذ باللہ) اب مرزائیوں کی حالت یہ ہے کہ مرزا کو الزام سے بچائیں گے خدا پر آئے اسمیں اونہیں عذر نہ ہوگا۔

اگر یہاں مرزا صاحب کی سمجھ کی غلطی مانکر اونھیں افترا کے الزام سے بچایا جائے تو پھر نبی کے قول کی کوئی وقعت نہیں ہوسکتی کیونکہ جب اوس کا ایسا پختہ قول جسکو اوس نے اپنی صداقت کا معیار بنایا اور برسوں اوسپر قائم رہا اور خدا کی طرف سے اوسے متنبہ نہ کیا گیا پھر جس الہام سے اوس نے اپنے آپ کو مہدی موعود یا رسول سمجھ لیا اوس پر کیونکر اعتبار ہوسکتا ہے کیا وجہ ہے کہ اس الہام کے سمجھنے میں اوسے غلطی سے معصوم سمجھ لیا جائے کسی نبی کی ایسی غلط فہمی ثابت نہیں ہوسکتی کہ اوسنے الہام کو غلط سمجھکر برسوں اوسکو مشتہر کرتا رہا ہو اور اپنی صداقت کی معیار اوسے قرار دیا ہو اور انجام میں اوسکی غلط فہمی ثابت ہوئی ہو اگر کسی مرزائی کو دعوے ہو تو ثابت کرے مگر ہرگز ثابت نہیں کرسکتا۔

تیسرا طریقہ حاشیہ مذکورہ میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ اگر میں جھوٹا ہوں تو یہ پیشینگوئی پوری نہ ہوگی اور میری موت آجائے گی اور اگر میں سچا ہوں تو خدا تعالیٰ ضرور اسکو بھی ایسا ہی پورا کردے گا جیسا کہ احمد بیگ اور آتھم کی پیشینگوئی پوری ہوئی'' اس کلام میں مرزا صاحب نہایت صاف طور سے اپنے جھوٹے اور سچے ہونے کی معیار بتاتے ہیں جھوٹے ہونے کی معیار یہ کہتے ہیں کہ داماد احمد بیگ کی پیشینگوئی میری

؎ جماعت مرزائیہ علانیہ ان پیشینگوئیوں کی صداقت ثابت کرنے سے عاجز ہوگئے تو اب کہنا شروع کیا ہے کہ یہ پیشینگوئیاں صرف اون کی ہدایت کے لئے کی گئی تہیں مگر یہ تو فرمایئے کہ خدا کے رسولوں کی ہدایت اس طرح ہوا کرتی ہے کہ خواہ مخواہ ایسی پیشینگوئیاں کریں جس سے وہ خود ہی جھوٹے ٹہیریں اور خدائے قدوس پر جھوٹ اور تخلف وعدہ کا الزام آئے ذرا خدا سے ڈرکر اور ہوش سنبھال کر بات کہو ۱۲

زندگی میں پوری نہو اوس سے پہلے ہی مرجاوں اور سچے ہونے کی معیار اسے
بتاتے ہیں کہ یہ پیشینگوئی اسی طرح پوری ہوگی جس طرح احمد بیگ اور اتہم کی پوری ہوئی
یعنے جس طرح یہ دونوں مرزا صاحب کے روبرو مر گئے یہ بہی اسیطرح مرجائے گا
مگر احمد بیگ کا داماد مرزا صاحب کے سامنے نہ مرا بلکہ مرزا صاحب ہی اوس کے سامنے
مرگئے اس لئے جو سچے ہونے کی معیار بیان کی تہی وہ اون میں نہیں پائی گئی اور جو معیار
جھوٹے ہونے کی بیان کی تہی وہ پائی گئی اسوجہ سے مرزا صاحب اپنے مقرر کردہ
معیاروں کے بموجب سچے ثابت نہ ہوئے یقینی کاذب قرار پائے وعید کی پیشینگوئی
کا ٹلجانا یا نہ ٹلنا اور بات ہے یہاں اون کا صریح اقرار اونہیں کاذب ثابت کررہا ہی
اور اس اقرار کو اون کی انسانی غلطی بتاکر اون کی صداقت کو قائم رکھنا غیر ممکن ہے
کیونکہ اول تو یہ دونوں جملے۔ پہلے جملے کی شرح ہیں یعنے داماد احمد بیگ کی پیشینگوئی
کو مرزا صاحب تقدیر مبرم لکھ چکے ہیں اب اوسکی شرح اس طرح کرتے ہیں کہ علم الٰہی
میں یہ قرار پاچکا ہے کہ جس طرح احمد بیگ اور اتہم میرے روبرو مرگیا یہ بہی اسیطرح
مرے گا یہاں تُوبِی تُوبِی کی شرط بہی بیکار ہے کیونکہ جب اون کا مرنا علم الٰہی میں
ٹہیر چکا ہے تو کسی شرط وغیرہ سے بدل نہیں سکتا البتہ اگر اون کے تقدیر مبرم کہنے
کو غلط کہا جائے اور اونہیں مفتری مان لیا جائے تو وہی نتیجہ ہوگا جو دوسری وجہ
کا ہوا اس کے علاوہ نہایت صاف بات ہے کہ جسے خدا تعالیٰ اپنا رسول کرکے
بھیجے جسکو خصوصیت کے ساتھ صدیق کا خطاب دے جسکو وہ محض پیار سے اپنا
بیٹا کہے وہ تمام خلق کے روبرو ایسی غلطی کرے جسکی وجہ سے وہ اپنے اقرار کے
بموجب کاذب ٹھیرے اور اوس کے تمام وحی والہام سے اعتبار اُٹھ جائے ایسی
غلطی سے خدا تعالےٰ اوسے مطلع نہ کرے اور تمام عمر اوسی غلطی میں اوسے چھوڑ دے
تاکہ وہ جھوٹی بات پر رہے اور اوسے مشتہر کرتا رہے۔ کیا خدائے قدوس سے

ایسا ہو سکتا ہے ہرگز نہیں ہرگز نہیں اوسکی شان ہر عیب سے پاک ہے وہ اپنے
پیارے رسول کو ایسا بدنام اور یقینی جھوٹا ہرگز نہ کرے گا۔ جب مدعی نبوت نے
ایسی بھاری غلطی کی اور اوسپر آگاہ نہ کیا گیا تو بالیقین معلوم ہوا کہ خدا کا رسول یہ ہرگز
نہ تھا خلق کی ہدایت کے لئے خدا نے اسے نہیں بھیجا تھا ورنہ وہ اس غلطی پر
ضرور آگاہ کرتا بلکہ اوس کے زبان سے یہ الفاظ ہی نہ نکلتے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے یا کسی نبی نے کسی پیشینگوئی کی نسبت ایسا نہیں کہا کہ اگر اسکا ظہور نہ ہو تو
میں جھوٹا ہوں یہ طرز روش انبیا کی ہرگز نہیں ہے۔

چوتھا طریقہ ضمیمہ انجام اتھم میں اس پیشینگوئی کی نسبت نہایت زور کے ساتھ
یہ لکھا ہے کہ یقیناً سمجھو کہ یہ خدا کا سچا وعدہ ہے **وہی خدا جس کی باتیں
نہیں ٹلتیں**۔

عنقریب یہاں بیان ہو لیا ہے کہ اس پیشینگوئی کے دو پہلو ہیں ایک پہلو کے لحاظ
سے وعید ہے اور دوسرے پہلو سے وعدہ ہے اب مرزا صاحب اوسے خدا کا
وعدہ قرار دیکر اوس کے ظہور کا یقین اس طرح دلاتے ہیں کہ یہ وعدہ اوس ذات
مقدس ومتین کا ہے جس کی کوئی بات نہیں ٹلتی خواہ وعدہ ہو یا وعید ہو مرزا صاحب
کی اس عبارت کا تو مطلب یہی ہے جو بیان کیا گیا مگر چونکہ اون کے کلام میں تعارض
اور اختلاف بہت ہے اس لئے یہ بھی اونھوں نے لکھا ہے کہ وعید کی پیشینگوئی کا
ٹلجانا سنت اللہ ہے اس لئے میں کہتا ہوں کہ اس اختلاف سے قطع نظر۔
ضمیمہ کی یہ عبارت اگر مرزا صاحب نے ہوش وحواس کی حالت میں لکھی ہے
تو یہ جملہ نہایت صفائی سے کہہ رہا ہے کہ یہ پیشینگوئی اون میں نہیں ہے جو کسی وجہ
سے ٹلجاتی ہیں بلکہ یہ سچا وعدہ خداوندی ہے اور خدا کی اون باتوں میں ہے جو نہیں
ٹلتیں اب یہاں خلف فی الوعید کو دخل دینا اور خدا کی نسبت یہ بتانا کہ عذاب کی

پیشینگوئی ٹل جاتی ہے کسقدر دھوکا دینا ہے کیونکہ یہاں تو مرزا صاحب اوسے
خدا کے اُن وعدوں میں بتا رہے ہیں جو نہیں ٹلتے پھر یہ کیونکر ٹل سکتی ہے۔
بھائیو! یہاں تو صاف مرزا صاحب یہ کہتے ہیں کہ یہ پیشینگوئی خدا کی اُن باتوں
میں ہے جو نہیں ٹلتیں یہ خدا کا سچّا وعدہ ہے یہ ضرور پورا ہوگا جب اس کہنے
کے بعد بھی وہ وعدہ پورا نہ ہوا تو یقیناً مرزا صاحب اپنے اقرار سے کاذب ثابت
ہوئے اور ہر بد سے بد ٹھیرے عذاب کی پیشینگوئی ٹلتی ہو یا نہ ٹلتی ہو مگر مرزا صاحب
اپنے اقرار سے ہر طرح کاذب ہوئے اس کا جواب کوئی صاحب قیامت تک
نہیں دے سکتے۔

پانچواں طریقہ اوسی انجام آتھم میں پہلی پیشینگوئی پوری ہونے کی وجہ میں کئی
ورق سیاہ کرکے اور خوب زور تحریر دکھا کر ص۲۲۳ میں کامل وثوق سے عربی اور
فارسی دونوں تحریروں میں احمد بیگ کے داماد کے مرنے کو تقدیر مبرم لکھا ہے اور
مکرر اوس کا وقت عنقریب بتایا ہے اور پھر اسپر پختہ قسم کھائی ہے اور لکھا ہے۔

من ایں را برائے صدق وکذب خود معیار میگردانم۔ ومن نگفتم الابعد ازاں کہ از رب
خود خبر دادہ شدم"۔ اس قول میں صاف طور سے مرزا صاحب کہتے ہیں کہ اوسکی
موت کا تقدیر مبرم ہونا اور اوس کے ظہور کا وقت عنقریب ہونا اور اوسکی موت کو
اپنے صدق یا کذب کی معیار بتانا بالہام الٰہی ہے پھر جب یہ امر آفتاب کی طرح
روشن ہوگیا کہ احمد بیگ کا داماد مرزا صاحب کے سامنے نہ مرا تو اپنے معیار کے
بموجب وہ کاذب ٹھیرے یا نہیں؟ اور اون کی پختہ قسم جھوٹی ہوئی یا نہ ہوئی؟ ضرور
جھوٹی ہوئی۔ بھائیو ذرا تو غور کرو اپنی بات کی پیچ میں اپنی عاقبت کیوں برباد کرتے ہو
جب وہ قسم کھا کر اوس کے نہ مرنے کو اپنے کاذب ہونے کی معیار بتاتے ہیں
اور پھر اوسے الہام ربانی کہتے ہیں تو کیا وجہ ہے کہ اون کے الہامی قول کے

بموجب اونہیں کاذب نہ کہا جائے اس میں شبہ نہیں ہوسکتا ہے کہ وہ اپنے پختہ اقرار اور اپنے معین کردہ معیار کے بموجب کاذب ثابت ہوئے یہاں یہ عذر کرنا کہ عذاب کی پیشینگوئی ٹلجاتی ہے سخت نافہمی ہے عذاب کی پیشینگوئی ٹلتی ہو یا نہ ٹلتی ہو یہاں تو وہ اپنے الہامی اقرار سے کاذب ہیں اور اقرار بھی ایسا یقینی ہے جسپر وہ قسم کھاتے ہیں۔

الحاصل اس پیشینگوئی کے غلط ہوجانے سے بالیقین مرزا صاحب کاذب ثابت ہوتے ہیں اور کذب کا ثبوت بھی ایک طرح سے نہیں بلکہ پانچ طریقوں سے ہے جنھیں بیان کیا گیا ان میں سے چار طریقوں کا جواب تو اسوقت تک کوئی نہیں دے سکا البتہ پہلے طریقے کے جواب میں چند غلط اور بے اصل باتیں کہی ہیں وہ یہ ہیں۔

(۱) خدا تعالےٰ نے وعدہ کیا تھا مگر پورا نہیں کیا یہ ضرور نہیں کہ خدا تعالےٰ اپنے تمام وعدے اور وعیدیں پوری کرے اس کے ثبوت میں بعض آیتیں پیش کی تھیں مگر تنزیہہ ربّانی اور معیار صداقت میں کافی طور سے دکھادیا گیا کہ اون آیتوں کا وہ مطلب ہرگز نہیں ہوسکتا۔ جو مرزائی سمجھے ہیں وہ مطلب تو قرآن مجید کے نصوص قطعیہ کے مخالف ہے اور اس رسالہ میں بھی اون کا جواب دیا گیا ہے بعض کا بیان ہوگیا ہے بعض کا عنقریب آئے گا۔

(۲) سنت اللہ یہ ہے کہ عذاب کی پیشینگوئی توبہ و استغفار سے ٹلجاتی ہے تمام انبیاء کا اسپر اتفاق ہے۔ اس کا جواب تو ایسا مستحکم اور پرزور دیا گیا ہے اور مرزا صاحب کو جھوٹا ثابت کیا گیا ہے کہ اگر مرزا صاحب قبر سے اوٹھکر پھر دنیا میں آئیں تو سوائے دست افسوس ملنے کے کچھ نہیں کرسکتے کیونکہ قرآن مجید کی جو آیتیں اوپر نقل ہوچکی ہیں اونسے کامل طور سے ثابت ہے کہ اللہ تعالےٰ کے

تمام وعدے اور وعیدین ضرور پوری ہوتی ہیں اور سنت اللہ یہی ہے اس کے علاوہ دوسری پیشینگوئی کے بعد سلطان محمد کا توبہ و استغفار ہرگز ثابت نہیں ہے بلکہ مرزا صاحب کے اقوال سے اوسکی سرکشی[1] ثابت ہے (انجام اتہم صد ۲۲۴ ملاحظہ) اور ظاہر ہے کہ جب اوس کے متعلق پہلی پیشینگوئی مرزا صاحب کی غلط ہوگئی اور وہ ڈہائی برس کے اندر نہ مرا تو اوسے جرأت زیادہ ہوگئی ہوگی اور مرزا صاحب کے کذب کا اوسے یقین ہوگیا ہوگا اور یہ بھی سمجھہ لیا ہوگا کہ میرے خسر یعنے احمد بیگ کی موت اتفاقیہ ہوئی۔

(۳) یہ پیشینگوئی شرطی تہی جب شرط پوری کردی گئی تو وعید منسوخ ہوگئی اسکا جواب یہ ہے کہ اس دوسری پیشینگوئی کے لئے کسی وقت کوئی شرط بیان نہیں کی گئی جس کے لئے شرط کہا جاتا ہے وہ پہلی پیشینگوئی ہے یہ دوسری پیشینگوئی تو وہ ہے جس کے وقوع میں آنے کو تقدیر مبرم کہا ہے اور اُس کے ظہور کو اپنی صداقت کا معیار بتایا ہے اور اسپر قسم کھائی ہے یہ کہنا بدیہی دلیل ہے کہ اس کے لئے کوئی شرط تہی اور نہ اوس کے لئے کوئی شرط ہوسکتی ہے اسکا ظہور ہونا ہر طرح ضرور تھا اور جس پیشینگوئی کے لئے جملہ توبی توبی شرط کہا گیا ہے اوسکی حقیقت بہی عنقریب ظاہر ہوجائے گی اور بخوبی اوسکی غلطی اظہر من الشمس

[1] میاں محمود نے جو اندنوں سلطان محمد کا خط چھپایا ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ میں پہلے بہی مرزا صاحب کو بزرگ سمجھتا تھا اور اب بہی سمجھتا ہوں یہ خط مرزا صاحب کے اقوال کو بالکل غلط بتا رہا ہے ذرا انصاف کیا جائے کہ مرزا صاحب ہمیشہ اوسے کوستے رہے اور اوسکے مرنیکو اپنی صداقت کا معیار بتاتے رہے اور اوسکی بیوی کی نسبت کہتے رہے کہ ہمارے پاس آئیگی اور ہماری بیوی ہوگی اب انسانی طبیعت پر نظر کرکے کہا جائے کہ جس شخص کی نسبت مرزا صاحب کا یہ حال رہا ہو اور برسوں اسی حالت پر گذرے ہوں اوسکا خیال مرزا صاحب سے کیونکر اچھا رہ سکتا ہے یہ انسان کی فطرت کے بالکل خلاف ہے اگر یہ خط محض مصنوعی نہیں ہے تو اوسے کچھ دیکر یا نہایت درجہ کی خوشامد کرکے لکھوایا گیا ہے اس لئے وہ کسی طرح لایق اعتبار نہیں ہے اس کے علاوہ ہم تو مرزا صاحب کے صریح اقوال سے اونہیں کا ذب ثابت کررہے ہیں یہ اقراری ڈگری مصنوعی خط سے منسوخ نہیں ہوسکتی ۱۲

کردیجائے گی اس کے علاوہ اس جماعت میں جو بعض لکھے پڑھے ہیں وہ اسپر بھی
غور نہیں کرتے کہ منسوخ کیا چیز ہوگئی وعدہ اور وعید تو آیندہ کی ایک خبر ہے اور خبر
کے منسوخ ہونے کا تو دنیا میں کوئی صاحب عقل قائل نہیں ہے اور نہ ہوسکتا ہے؟
کیونکہ اگر کسی وعدہ کرنے والے نے کوئی وعدہ کیا اور پورا نہ کیا
تو وہ وعدہ کرنیوالا وعدہ خلاف کہلائیگا وعدے کے منسوخ ہونے کے کوئی معنے
نہیں ہیں جو لوگ قرآن مجید میں نسخ کے قائل ہیں وہ صرف بعض احکام کو منسوخ
کہتے ہیں جو وقتی ضرورت کے لئے کسیوقت دیئے گئے اور جب وہ ضرورت
نہ رہی تو وہ حکم بھی اٹھا دیا گیا قرآن مجید کی خبروں میں کوئی مسلمان نسخ کا قائل
نہیں ہے اور نہ کوئی صاحب عقل خبر میں نسخ کا قائل ہوسکتا ہے حاصل یہ کہ
**خدا تعالےٰ کا وعدہ خلاف ہونا جھوٹ بولنا سب کے نزدیک
محال ہے** خواہ وہ امکان کذب کے قائل ہوں۔ یا امتناع کذب کے مسلمان
اہل دل یہ سنکر کانپ جائے گا کہ خدا تعالےٰ جھوٹ بولتا ہے یا وعدہ خلافی کرتا
ہے (نعوذ باللہ) ۔ غرض کہ پیشینگوئی کے ٹلجانے یا منسوخ ہونے کے کوئی معنے
نہیں ہوسکتے بجز اس کے کہ جو خدا تعالےٰ نے خبر دی تھی وہ غلط تھی ایسی جرأت
اور بے باکی احمدیوں کے سوا کسی مسلمان سے نہیں ہوسکتی۔

(۴) معلوم ہوتا ہے کہ وہ جان چکے ہیں کہ اسکے جواب میں ہم کوئی دلیل شرعی
پیش نہیں کرسکتے جو اہل علم کے نزدیک حجت ہوسکے اس لئے عوام پر اثر ڈالنے کے
لئے بعض اولیاء کرام کے زیر دامن پناہ لینا چاہا ہے مگر جب اللہ و رسول نے
پناہ نہیں دی اور قرآن مجید کے نصوص صریحہ سے اون کے اقوال غلط ثابت
ہوگئے تو اولیائے کرام کے یہاں اونہیں پناہ نہیں مل سکتی اسکی تفصیل تو اس
دلیل کے آخر میں آئے گی (انشاء اللہ) مگر یہاں اسقدر کہتا ہوں کہ کامل اولیاء کرام

کا کلام قرآن مجید کے خلاف ہرگز نہین ہو سکتا مگر چونکہ تصوف کی کتابوں میں اکثر جگہ عارف کی حالت کا بیان ہوتا ہے اس لئے جو صاحب حال نہیں ہیں وہ اوسے سمجھ نہیں سکتے اور بغیر سمجھے اون کے کلام کو کسی دعوے کے ثبوت میں پیش کرنا جہل مرکب ہے اگر دعوے ہے تو کوئی آیت قرآنی پیش کرو اسکے علاوہ خلیفہ صاحب یہ تو فرمائیں کہ جملہ یُوعِدُ وَلَا یُوفِیْ اگرچہ غلط ہے مگر بالفرض صحیح بھی مان لیا جائے تو اس پیشینگوئی کے جواب میں اسے پیش کرنا عوام کو محض دھوکا دینا ہے اگر کچھ عقل ہے تو خیال کرنا چاہیئے کہ مرزا صاحب نے صرف وعدہ الٰہی نہیں بیان کیا کہ آپ کہہ سکیں کہ اوسنے وعدہ کیا تھا مگر پورا نہ کیا اور یوعد ولا یوفی ہو گیا۔ یہاں تو متعدد اقوال سے اور متعدد طریقوں سے مرزا صاحب کا جھوٹا ہونا ثابت کر دیا گیا۔

بھائیو مرزا صاحب تو بڑے اصرار اور نہایت پختگی سے یہ کہہ رہے کہ اس وعدہ الٰہی کا پورا ہونا تقدیر مبرم ہے یہ وعدہ ضرور پورا ہو گا اگر وعدہ پورا نہ ہو تو میں جھوٹا ہوں دوسرے مقام پر خدا کی قسم کھا کر اس وعدہ کا پورا ہونا بیان کرتے ہیں اور اسے اپنی صداقت کا معیار کہتے ہیں اور اوس کے پورا نہ ہونے کو اپنے کذب کا معیار بتلاتے ہیں۔ اس لئے ضرور ہے کہ مرزا صاحب اپنے مقرر کردہ معیار کے بموجب کاذب ہیں یہاں جملہ یوعد ولا یوفی سے اونکی صداقت کیونکر ثابت ہو سکتی ہے۔

الحاصل دوسری پیشینگوئی بھی ایسی غلط ثابت ہوئی جس طرح پہلی پیشینگوئی غلط ثابت ہوئی تھی بلکہ دوسری پیشینگوئی کے غلط ہونے سے مرزا صاحب کا کذب نہایت ہی روشن ہو گیا۔ کیونکہ وہ اپنے متعدد اقراروں سے کاذب ثابت ہوئے یہاں مجھے یہ بھی کہنا ہے کہ جماعت احمدیہ یہ تو بتائے کہ وہ

نکاح بھی منسوخ ہوگیا جس کے ظہور کا برسوں اسقدر زور وشور سے دعوے ہوتا رہا اور اوس مفروضہ بیوی کے شوہر کی موت کی وعید بھی ٹلگئی مگر یہ تو فرمائیے

کہ مسلمان عیسائی آریہ سب کے مقابل میں جو مرزا صاحب نے نہایت ہی عظیم الشان نشان اپنی صداقت کے ثبوت میں پیش کرنا چاہا تھا اور مدتوں انتظار میں رکھا وہ کیا ہوا۔

کیا اس میں بھی آپ کو کوئی عذر ہوسکتا ہے کہ جسے نہایت ہی عظیم الشان نشان کہکر مخلوق کو اپنی طرف متوجہ کر رکھا تھا وہ محض اون کی خیالی آرزو تھی جو پوری نہ ہوئی؟ اگر اتفاقیہ طور سے پوری ہوجاتی تو پھر عظیم الشان نشان تھا اللہ اکبر۔ غضب تو یہ ہے کہ ایسے علانیہ طور سے اوس پیشینگوئی کا ظہور نہ ہوا مگر پھر کہا جاتا ہے کہ پیشینگوئی کی صداقت ثابت ہوگئی اس علانیہ کذب یا نہایت درجہ کی بے وقوفی کا کیا ٹھکانا ہے ایسے حضرات کے سمجھانے کا کیا طریقہ ہوسکتا ہے جنکی عقل وفہم بالکل الٹ گئی ہو اور باطل پرستی نے اون کے دل کو بالکل تاریک کردیا ہو۔

بھائیو! مرزا صاحب کے کذب کے ثبوت میں میں نے یہ پیشینگوئی اسی غرض سے پیش کی ہے کہ متعدد وجوہ سے اون کا کاذب ہونا اس سے ثابت ہوتا ہے شاید حق بات کسی طور سے آپ کے ذہن میں آجائے۔ یہ خیر خواہ برادران اسلام کو ہلاکت ابدی سے بچانے کے لئے ایک فریب دہندہ کی تمام جھوٹی باتوں کو چھوڑکر صرف ایک بات کو پیش کرتا ہے اور مثل آفتاب روشن کرکے دکھاتا ہے کہ صرف اسی ایک بات سے مرزا صاحب کا کذب عیاں ہورہا ہے

اور مختلف طریقوں سے اوس کے کذب کی تاریکی نظر آرہی ہے اسے دیکھو اور اپنی جان کو ہلاکت میں نہ ڈالو پرہیز کرو۔

اب چھٹی پیشینگوئی کے متعلق یہ دیکھنا منظور ہے کہ وہ بھی ہر طرح سے غلط ثابت ہوئی اور جو جوابات اوس کے دیئے گئے ہیں وہ خود مرزا صاحب کے اقوال سے غلط ثابت ہوتے ہیں بعض اقوال یہاں نقل کئے جاتے ہیں ملاحظہ ہوں۔

منکوحہ آسمانی کی نسبت مرزا صاحب کے بعض الہامات واقوال

(۱) اندنوں جو زیادہ تصریح کے لئے بار بار توجہ کی گئی تو معلوم ہوا کہ خدا نے مقدر کر رکھا ہے کہ وہ مکتوب الیہ (**احمد بیگ**) کی دختر کلاں کو جس کی درخواست کی گئی تھی ہر ایک مانع دور کرنے کے بعد انجام کار اس عاجز کے نکاح میں لائے گا" (مرزا صاحب کا اشتہار مرقومہ ۱۰ر جولائی ۱۸۸۸ء)

ناظرین اس قول کو مکرر ملاحظہ فرما کر اس کے نتیجہ پر غور کریں۔ اس میں تین باتیں مرزا صاحب منکوحہ آسمانی کی نسبت الہام الہی بیان کرتے ہیں **پہلی بات** علم الٰہی میں یہ قرار پاچکا ہے کہ منکوحہ آسمانی مرزا صاحب کے نکاح میں آئے گی **دوسری بات** جتنے موانعات اس نکاح کے ہیں اللہ تعالےٰ اون سبکو دور کرے گا۔ اس سے ظاہر ہوا کہ کوئی شرط یا کسی کی گریہ وزاری اسکو روک نہیں سکتی **تیسری بات** یہ کہ اس پیام کا انجام یہ ہے کہ وہ لڑکی مرزا صاحب کے نکاح میں آئے گی۔ اوس کا آسمانی نکاح فسخ و نسخ نہیں ہو سکتا اگر اس نکاح کا ظہور نہو تو دو عیب عظیم الشان اللہ تعالےٰ کے اس سے ثابت ہوں گے۔

ایک یہ کہ تمام امور غیبیہ کا اوسے علم نہیں ہے بلکہ جہل مرکب ہے (نعوذ باللہ) یا یہ کہ مرزا صاحب کو فریب دیا یعنے اوس کے علم میں تو یہ تھا کہ انجام کار وہ لڑکی

نکاح میں نہیں آئے گی مگر مرزا صاحب پر اس کے خلاف ظاہر کیا دوسرے یہ کہ وعدہ خلافی کی چوتھی بات اس سے یہ معلوم ہوئی کہ یہ وعدہ الٰہی مرزا صاحب کے مرنے سے بیس برس پہلے ہوا ہے کیونکہ سنہ ۱۸۸۸ء میں اوس کے نکاح میں آنیکا الہام ہے اور سنہ ۱۹۰۸ء میں مرے ہیں اس دراز مدت تک مرزا صاحب اوس کی آرزو میں تڑپتے رہے۔

اے جماعت مرزائیہ کیا سچے اور پیارے نبی کی ایسی شان ہو سکتی ہے؟ غور کر کے اسکا جواب دو۔

(ب) خدا تعالےٰ ان سب کے تدارک کے لئے جو اس کام کو روک[1] رہے ہیں مددگار ہوگا اور انجام کار اس لڑکی کو تمہاری طرف واپس[2] لائے گا" کوئی نہیں جو خدا کی باتوں کو ٹال سکے"۔

خلیفہ اول کا جواب غلط

یہ قول بھی اوسی اشتہار میں ہے جس میں پہلا قول ہے اس میں بھی وہی وعدہ الٰہی مکرر بیان کرتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ جب خدا تعالیٰ کا یہ وعدہ ہے کہ انجام کار میں

[1] اسپر نظر کیجے کہ یہ عبارت خلیفہ صاحب کے جواب کو بھی غلط بتا رہی ہے کیونکہ جو لوگ روک رہے تھے وہ خاص محمدی کے نکاح سے روک رہے تھے اور پھر اوسی کی نسبت یہ کہا گیا کہ انجام کار تمہاری طرف واپس لائیگا محمدی کی اولاد کا تو اوسوقت وجود بھی نہ تھا بلکہ اوس کا کسیکو خیال بھی نہ تھا پھر روکنے کے کیا معنے اور واپس لانے کے کیا معنے واپس لانے کے معنے جو مرزا صاحب نے بیان کئے ہیں وہ اوسوقت صحیح ہو سکتے ہیں کہ محمدی مرزا صاحب کے نکاح میں آئے الغرض ایسی صراحت کے بعد کوئی صاحب یہ نہیں کہہ سکتے کہ نکاح میں آنے سے یہ مراد ہے کہ محمدی کی اولاد میں سے قیامت تک کوئی نہ کوئی لڑکی مرزا صاحب کے خاندان میں بیاہی جائیگی اور یہ ایسے غلط معنے ہیں کہ کوئی ذی عقل حالت ہوش حواس میں اسکی غلطی سے انکار نہیں کر سکتا ۱۲

[2] اس قول سے مرزا محمود یہ ثابت کرتے ہیں کہ مرزا صاحب کی یہ پیشین گوئی ہے کہ وہ لڑکی دوسرے کے نکاح میں جائے گی مگر افسوس ہے کہ اونہیں یہ لکھتے شرم نہیں آتی آیندہ کے دو قول اسے غلط بتاتے ہیں اون دونوں قولوں میں مرزا صاحب کہتے ہیں کہ وہ لڑکی ہر طرح سے نکاح میں آئیگی باکرہ ہونے کی حالت میں یا بیوہ ہو کر چونکہ اس لڑکی کے والدین کو اس نکاح سے انکار تھا دوسرے سے نکاح کرنا چاہتے تھے۔ اس لئے مرزا صاحب نے کہیں عام طور سے اوس کا نکاح میں آنا بیان کیا اور کہیں اونکے والدین کی حالت کو ملحوظ رکھکر ایک خاص حالت پر یہ دعویٰ کیا یا اوس کے نکاح کے بعد یہ قول ہیں ۱۲

وہ لڑکی مرزا صاحب کے پاس آئے گی اور خدا تعالیٰ کا یہ پختہ وعدہ ہے ٹل نہیں سکتا تو کیونکر ہو سکتا ہے کہ اوس کے ظہور کے لئے ایسی شرط ہو کہ خدا کا یہ وعدہ پورا نہ ہو" اور یہ ارشاد خداوندی کہ انجام کار وہ لڑکی مرزا صاحب کی طرف واپس آئیگی جھوٹا ثابت ہو اور وہ لڑکی مرزا صاحب کے پاس نہ آئی کوئی ایماندار اسکا اقرار نہیں کر سکتا۔

(ج) خدا تعالےٰ کی طرف سے یہی مقدر[1] اور قرار پا چکا ہے کہ وہ لڑکی اس عاجز کے نکاح میں آئے گی۔ خواہ پہلے ہی باکرہ ہونے کی حالت میں آجائے یا خدا تعالےٰ بیوہ کر کے اسکو میری طرف لائے"۔

(۱۰ مئی سنہ ۱۸۹۱ء کا اشتہار مطبوعہ حقانی پریس لدھیانہ)

پانچویں برس پھر مرزا صاحب اوسی بات کا اشتہار دیتے ہیں جو پہلے مشتہر کر چکے تھے اسپر نظر کیجائے کہ معمولی طور پر مذکورہ اشتہار کا ذکر نہیں کرتے بلکہ اوسی وعدہ الٰہی کا پھر اشتہار دیتے ہیں کہ خدا کے علم میں قرار پا چکا ہے کہ وہ لڑکی ہر طرح سے مرزا صاحب کے نکاح میں آئے گی جب علم الٰہی میں یہ قرار پا چکا ہے تو اوس کے لئے ایسی شرط کیونکر ہو سکتی ہے کہ اوس کے پورے ہوجانے سے نکاح کا ظہور نہ ہو ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا اگر یہ وعدہ صحیح ہے تو محمدی کا نکاح میں آنا ضرور ہے اور اگر بالفرض ایسا نہ ہو تو کیا خدا کا متغیر ہونا اور کاذب اور وعدہ خلاف ہونا ثابت نہ ہوگا؟ ضرور ہوگا۔ کوئی ذی فہم اس سے انکار نہیں کر سکتا

(د) خدا تعالےٰ نے پیشینگوئی کے طور پر اس عاجز پر ظاہر فرمایا کہ (۱) احمد بیگ

[1] اس جملہ پر کامل نظر کیجائے اور اوس قول کو دیکھا جائے جو کہا جاتا ہے کہ پیشینگوئی شرطی تھی شرط کے پورا نہ ہونے سے نکاح کا ظہور نہ ہوا یہ دونوں قول بالکل متعارض ہیں جو بات خدا کی طرف سے قرار پا چکی اوس کا ظہور نہ ہو یہ کیسے ہو سکتا ہے ۱۲

کی دختر کلاں انجام کار تمہارے نکاح میں آئے گی۔

اور بہت لوگ عداوت کریں گے کہ ایسا نہو (۲) لیکن آخر کار ایسا ہی ہوگا۔

(۳) ہر طرح سے اوسکو تمہاری طرف لائے گا باکرہ ہونیکی

حالت میں یا بیوہ کرکے۔ (۴) اور ہر ایک روک کو درمیان سے

اوٹھائے گا (۵) اور اس کام کو ضرور پورا کرے گا (۶) کوئی نہیں

جو اوسے روک سکے الخ۔ (ازالۃ الاوہام صہ ۱۹۸ و صہ ۱۹۹)

مرزا صاحب کا یہ چوتھا قول ہے اور الہامی قول ہے۔ جس میں چھ جملے ہیں اُنمیں خدا تعالےٰ کا نہایت پختہ وعدہ اس طرح ہے کہ انجام کار وہ لڑکی مرزا صاحب کے نکاح میں آئے گی اور پھر اوسکی کامل تاکید اور پختگی کے لئے کہا گیا کہ آخر کار ایسا ہی ہوگا یہاں لفظ انجام کار اور آخر کار خوب ملحوظ رہے جس سے نہایت روشن ہے کہ اس رشتہ اور آسمانی نکاح کا انجام فسخ نہیں ہوسکتا بلکہ آخر کار اوس کا نکاح میں آنا ضرور ہے اور آخر کے دو جملے کہ اسکام کو ضرور پورا کرے گا کوئی نہیں جو اوسے روک سکے کیسی یقینی شہادت دے رہے ہیں کہ اوس لڑکی کے نکاح میں آنے کے لئے کوئی ایسی شرط نہیں ہوسکتی جسکے پورا ہونے کیوجہ سے نکاح فسخ ہوجائے یا کسی کی توبہ اور گریہ وزاری اس نکاح کو روک دے ؟ اور اب اگر کسیوجہ سے اوس کے نکاح کا ظہور نہ ہو یہ ہرگز نہیں ہوسکتا۔ اگر اس نکاح کا ظہور نہ ہو تو یقیناً مرزا صاحب جھوٹے اور مفتری ثابت ہونگے یا خدا جھوٹا اور فریب دہندہ ثابت ہوگا۔

بھائیو یہ تو ایسی کھلی باتیں ہیں جنکا انکار کوئی صاحب عقل نہیں کرسکتا۔
حاصل یہ ہے کہ مرزا صاحب کے الہامات مذکورہ تو اس شرط کو غلط بتاتے ہیں اور چونکہ اوس شرط کو بھی الہامی کہا جاتا ہے اس لئے یہ شرط مرزا صاحب کے خیال کے بموجب ان تمام اقوال والہامات کو غلط بتاتی ہے اس لئے بموجب قاعدہ مشہور اذا تعارضا تساقطا کے دونوں الہامات غلط ثابت ہوئے اور جب ایسے پختہ اور بار بار کے الہامات یقیناً غلط ثابت ہو چکے تو کوئی وجہ نہیں کہ اون کے اور الہامات پر اعتبار کیا جائے اور اونہیں جھوٹا نہ مانا جائے بلکہ اسپر یقین کرنا ضرور ہے کہ جس طرح یہ الہامات جھوٹے ثابت ہوئے اسی طرح اون کے مجدد اور امام اور مسیح موعود ہونے کا الہام بھی محض غلط اور جھوٹا ہے اور وہ مسیح موعود ہرگز نہیں تھے افسوس ہے کہ ایسی روشن باتوں پر بھی حضرات مرزائی نظر نہیں کرتے مذکورہ الہامات تو زبان اُردو میں تھے اب ایک عربی الہام بھی اس باب میں ملاحظہ کیجئے اور اُسمیں تاکیدی الفاظ دیکھئے کہ بقول مرزا خدا تعالیٰ اوس عورت کے واپس لانے کا وعدہ کس کس طرح سے کرتا ہے اور کیسی پختگی سے اُس وعدہ کے ظہور کو بار بار بیان فرماتا ہے اور پھر اس میں شک کرنے کو منع فرماتا ہے اور اُوس کے نکاح میں آنے کی نسبت تاکیدی وعدہ فرماتا ہے وہ الہام یہ ہے۔

اصل عبارت	اوسکا ترجمہ
۵ کذبوا بآیاتی وکانوا بھا یستھزؤن	اونھوں نے میری نشانیوں کی تکذیب کی
فسیکفیکھم اللہ ویردھا الیک	اور ٹھٹھا کیا سو خدا اون کے لئے تجھے
امر من لدنا انا کنا فاعلین زوجنا کھا	کفایت کرے گا۔(۱) اور اوس عورت
الحق من ربک فلا تکونن من الممترین	کو تیری طرف واپس لائے گا۔
لا تبدیل لکلمات اللہ ان ربک	(اوس کے بعد قول خداوندی اس طرح بیان

فعال لما یرید انا رادوھا الیک
توجہت لفصل الخطاب انا رادوھا
الیک وقالو متے ھذا الوعد قل
ان وعد اللہ حق ٥
انجام اتہم صفحہ ۶۰ وصفحہ ۶۱ ملاحظہ ہو

کرتے ہیں) (۲) یہ امر (یعنے اوس
عورت کا واپس لانا) ہماری طرف سے
ہے اور بلاشبہ ہم ہی اوس کے کرنیوالے
ہیں (۳) واپسی کے بعد ہم نے
نکاح کردیا (یہ نکاح کردینا (۴)

تیرے رب کی طرف سے سچ ہے پس تو شک کرنے والوں سے مت ہو (کس زور کی تاکید سے اوس نکاح کا ظاہر ہونا اور اوس وعدہ خداوندی کا سچا ہونا بیان ہوا ہے اور پھر نص قرآنی سے اسکی تائید کی گئی ہے کہ (۵) خدا کے کلمے (باتیں بدلا نہیں کرتیں تیرا رب جس بات کو چاہتا ہے بالضرور اوسکو کردیتا ہے کوئی نہیں جو اوسے روک سکے (۶) بیشک ہم اوسکو واپس لانے والے ہیں (لفظ اِنَّ سے تاکید کرکے واپس لانے کو دوبارہ بیان کیا) آج ہی فیصلہ کرنے کے لئے متوجہ ہوا ۔ (۷) بلاشبہ ہم اسکو تیری طرف واپس لائیں گے[1] یہاں تیسری مرتبہ اوس عورت کے واپس لانے کو تاکید بیان کیا ۔ (۸)

[1] اس پیشنگوئی میں تین جگہ تاکید کے ساتھ کہا گیا کہ ہم تیرے پاس اوسے واپس لائیں گے اوس کے صریح جھوٹا ہو جانے پر تو نظر نہیں ہے مگر اس سے مرزا صاحب کا یہ نشان بیان کیا جاتا ہے کہ دوسرے سے نکاح ہو جانے کی خبر مرزا صاحب دے رہے ہیں کس قدر تعصب نے پردہ ڈالدیا ہے کہ جو جملہ نہایت صفائی سے جھوٹا ثابت ہو رہا ہے اوس پر نظر نہیں ہے مگر نشان ثابت کرنیکے لئے وہی غلط جملہ پیش ہو رہا ہے دیکھو تشحیذ الاذہان بابت مئی ۱۹۱۳ء اور نشان ثابت کرنے میں کیسا فریب دیا جاتا ہے کیونکہ یہ الہام اوس کے نکاح کے بعد کا ہی پہلا الہام وہ ہے جو ہم تیسرے اور چوتھے نمبر میں نقل کرچکے ہیں جس میں صاف طور سے مذکور ہے کہ وہ لڑکی اس عاجز کے نکاح میں آئے گی خواہ باکرہ ہونے کی حالت میں یا خدا اوسکو بیوہ کرکے میری طرف لائے ۔ غرضکہ پہلے عام طور سے اوسکے نکاح میں آنے کو بیان کیا ہے اور جب اوس کا نکاح ہوگیا تو اوس کے واپس آنے پر زور دیا گیا ہے مگر اب ناواقفوں کے سامنے سچی بات پر پردہ ڈالکر اوسے نشان بتایا جاتا ہے افسوس ۱۲

لوگوں نے کہاکہ یہ وعدہ کب ہوگا کہہ خدا کا وعدہ سچا ہے" یعنے اس وعدہ خداوندیکا وقت نہیں بیان کیا جاتا مگر یہ سمجھہ لوکہ اوس عورت کا ہمارے پاس آنا خدا کا وعدہ ہے اور خدا کا وعدہ سچا ہوا کرتا ہے اس میں تخلف نہیں ہو سکتا۔ طالبین حق اسپر

غور کریں کہ یہاں پانچ مقام سے مرزا صاحب کے پانچ الہام نقل کئے گئے ہیں جنکا حاصل یہ ہے کہ منکوحہ آسمانی کا نکاح میں آنا یقینی ہے یہ وہ الہام ہے جسکی نسبت مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ اسپر ہم اوسی طرح ایمان لاتے ہیں جس طرح لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر جب اس کے یقین اور صراحت کی یہ حالت ہے تو اوس میں کسی طرح کی غلطی کا احتمال بھی نہیں ہو سکتا اور اس کہنے کی بھی گنجائش نہیں ہے کہ اس سے غرض محمدی کا نکاح میں آنا یا اوس کے شوہر کا مرنا مقصود نہ تھا بلکہ صرف ہدایت تھی وہ ہوگئی کیونکہ مکرر بار بار نہایت صراحت وتاکید سے الہام میں اسکا بیان ہے کہ محمدی نکاح میں آئیگی اور ضرور آئے گی اسے کوئی روک نہیں سکتا اب اگر ایسی صراحت اور تاکید کے بعد اس کلام سے مقصود کچھہ اور لیا جائے تو لا الہ الا اللہ الخ کا مقصود بھی توحید کے سوا کوئی دوسرا بیان کر سکے گا اور تمام دین کو درہم وبرہم کردے گا اور جماعت احمدیہ لاجواب ہو جائے گی۔ اب ذرا اوس پانچویں الہام میں غور کیجئے۔ اس الہام کے آٹھ جملوں پر میں نے ہندسہ دیا ہے اوس میں غور کیا جائے کہ کس قدر تاکیدات اور صراحت سے اوس دختر کے نکاح میں آنے کا وعدہ بلا قید وشرط کیا گیا ہے۔ ایسے صاف وعدے کے بعد کون انسان حالت ہوش وحواس میں یہ کہہ سکتا ہے کہ اگر وہ لڑکی مرزا صاحب کے نکاح میں نہ آئی تب بھی پیشین گوئی سچی ہوگئی اور یہ وعدہ خداوندی جو ابھی ذکر کیا ہے پورا ہوگیا؟

بھائیو! یہ ہرگز نہیں ہوسکتا اگر یہ الہامات سچے ہوتے تو اوس دختر کا ہر طرح مرزا صاحب کے نکاح میں آنا ضرور تھا کوئی شرط اوسے روک نہیں سکتی تھی اور جب نکاح میں نہ آئی تو یقیناً ظاہر ہوگیا کہ وہ سب الہامات غلط تھے وہ الہام خداوندی نہ تھے اسیطرح وہ بھی خیالی الہام تھا جسے مجبوری کی حالت میں شرط قرار دیا ہے اصل بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ وہ لڑکی مرزا صاحب کے رشتہ داروں کی تھی وہ پسند آگئی مگر چونکہ وہ لڑکی کم سن تھی اور مرزا صاحب کا سن زیادہ ہوگیا تھا اس کے علاوہ اون کے لڑکے بالے بیوی موجود تھی اس لئے انہیں کہنے کی جرأت نہیں ہوتی تھی مگر اوس کی محبت کا غلبہ اونہیں بے چین کر رہا تھا۔ پیغام کے لئے موقع کے منتظر تھے اتفاق سے ایک موقع آیا جس کا ذکر اس فیصلہ کے پہلے حصہ میں کیا گیا ہے اوسوقت اُنھوں نے نکاح کا پیام کیا اور اوس کے باپ نے انکار کیا اب شعلہ محبت میں زیادہ اشتعال ہوا چونکہ غلبہ محبت میں بعض وقت یہ حالت ہوتی ہے کہ اُسے اپنے محبوب کے ملنے کا یقین ہوتا ہے اسی قسم کے خیالات اس کے دل میں آتے ہیں اونہیں خیالات کو مرزا صاحب نے الہامات قرار دیا اور قرائن خارجیہ سے اون خیالات کی تائید ہوئی کہ لڑکی کے والدین غریب ہیں اور ہم خوش حال ہیں جب ہم اصرار کریں گے اور طمع دلائیں گے تو ضرور مانیں گے۔ پھر یہ کہ اون کی بہو اوس کے والد کی خاص عزیزہ تھی اوس کے طلاق دلوانے کی دھمکی دی اسنے اور زیادہ امید قوی کردی اسی بنا پر یہ الہامات تھے۔ اب اگر ان قرائن صحیحہ سے قطع نظر کیجائے اور مذکورہ الہامنچو الہامات رحمانی مانا جائے تو آخر میں مرزا صاحب کا دل بزبان حال کہتا ہوگا

مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ اِلَّا غُرُوْرًا ۔ یعنے اللہ تعالیٰ نے ہم سے وعدہ کرکے ہمیں دہوکا دیا۔ اس لئے اوس کے تمام وعدے غیر معتبر ہوگئے اور اگر مرزا صاحب

ایسے کم فہم اور نا سمجھ تھے کہ بیس برس تک اون الہاموں میں غور کرتے رہے اور پھر بھی نہ سمجھے۔ اور اس مدت دراز میں اللہ نے ہی اونہیں صحیح معنوں سے آگاہ نکیا تو معلوم ہوا کہ مرزا صاحب اللہ کے پیارے ہرگز نہ تھے ورنہ وہ ذات کریم اونہیں ایسا رسوا نہ کرتا۔ جیسے وہ ہوئے اور اونکا کوئی قول لائق اعتبار رہا کیونکہ جب ایسے بار بار کے یقینی الہامات غلط ہو گئے یا مدت دراز تک اس کے معنے نہ سمجھے تو اوس کے مسیح موعود ہونے کے الہام پر کیونکر اعتبار ہو سکتا ہی کیا وجہ ہے کہ اسے غلط نہ مانا جائے یا اوس کے غلط معنے سمجھنے میں قوی احتمال نہوا اگر مرزا صاحب کو اس غلطی سے معصوم بتا کر خدا پر خلاف وعدگی کا الزام دین تو اونہیں ضرور ماننا ہو گا کہ خدا تعالے کے تمام وعدے اور وعید بن غیر معتبر ہین (نعوذ باللہ) کیونکہ ایسے پختہ وعدے جس کی نسبت کہا گیا (۱) آخر کار ایسا ہی ہو گا۔ (۲) ہر ایک مانع دور کرنے کے بعد انجام کار اس عاجز کے نکاح میں لائے گا۔ (۳) اور اوس کا کام ضرور پورا کرے گا۔ (۴) کوئی نہیں جو اوسے روک سکے۔ جب ایسے شدید پختگی کے بعد بھی وعدہ الٰہی پورا نہو تو پھر جن وعدوں میں ایسی پختگی نہو اون پر کیا اعتبار ہو سکتا ہے غرضکہ تمام وعدہ الٰہی غیر معتبر ٹہیرے اور ساری شریعت درہم و برہم ہو گئی لطف یہ ہے کہ مرزا صاحب بھی اسکا اقرار کرتے ہیں کہ ایک وعدے کے خلاف ہو جانے سے تمام وعدوں میں زلزلہ پڑ جائے گا۔ (توضیح مرام صـ۹ ملاحظہ ہو)

یہ اقوال اوسوقت کے ہیں کہ مرزا صاحب کو اوس کے نکاح میں آنے کی امید تھی

اور جب یاس کا مرتبہ پہنچا اور لوگوں کا اعتراض شروع ہوا ہے تو کئی طور سے بات بنائی ہے اور اس کذب پر پردہ ڈالنا چاہا ہے وہ بھی ملاحظہ ہو۔

اول اپنی آخری کتاب تتمہ حقیقۃ الوحی کے صہ ۱۳۲ میں لکھتے ہیں۔ یہ امر کہ الہام میں یہ بھی تھا کہ اس عورت کا نکاح آسمان پر میرے ساتھ پڑھا گیا ہے یہ درست ہے مگر ہم بیان کر چکے ہیں کہ اس نکاح کے ظہور کے لئے جو آسمان پر پڑھا گیا خدا کی طرف سے ایک شرط بھی تھی جو اوسیوقت شائع کی گئی تھی اور وہ یہ کہ ایتھا المراۃ توبی توبی فان البلاء علی عقبک پس جب ان لوگوں نے شرط کو پورا کر دیا تو نکاح فسخ ہو گیا یا تاخیر میں پڑ گیا،، اب اگر دنیا میں عقل و انصاف ہے تو اہل انصاف مرزا صاحب کے مذکورہ اقوال پر مکرر نظر کر کے اس جواب کو ملاحظہ کریں اور فرمائیں کہ یہ جواب کس طرح صحیح ہو سکتا ہے؟۔ کوئی صاحب عقل منصف مزاج اس جواب کو صحیح نہیں کہہ سکتا۔ اسکی غلطی آفتاب کی طرح روشن ہے۔ جو حضرات حقانیت کے طالب ہوں وہ اس جواب کے غلط ہونے کی وجہ ملاحظہ کریں

مرزائی نکاح کے فسخ ہونے کے نتائج

پہلی۔ اور دوسری اور تیسری وجہ

(۱) اگر اوس وعدہ کے ظہور کے لئے کوئی شرط تھی اور اوس شرط کو وہ لوگ پورا کرنے والے تھے اور اون کے ایمان میں اللہ تعالےٰ عالم الغیب ہے تو اوسے ضرور علم ہو گا کہ یہ لوگ شرط کو پورا کریں گے اس علم کے ساتھ خدائے قدوس کے اس لغو حرکت کو ماننا کہ آسمان پر اوس نے نکاح کر دیا اور بیوی دوسرے کو دیدی استغفر اللہ یہ مرزائیوں کے سوا کوئی صاحب عقل نہیں مان سکتا۔ اس کے علاوہ اگر اللہ تعالےٰ کو عالم الغیب مانتے ہو تو مرزا صاحب کو مذکورہ اقوال میں یقینی طور سے جھوٹا کہو کیونکہ وہ پہلے اور تیسرے قول میں نہایت صفائی سے

اسکا اقرار کر رہے ہیں کہ تقدیر الٰہی اسی طرح ہو چکی ہے کہ احمد بیگ کی دختر کلاں ہر ایک
مانع دور ہونے کے بعد انجام کار اون کے نکاح میں آئے گی۔ غرضکہ اس دعویکو
تقدیر الٰہی کہکر اوس کے ظہور کے لئے کسی شرط کو پیش کرنا کسی طرح صحیح نہیں ہو سکتا
بجز اس کے کہ وہ قدوس جامع صفات کمالیہ مرزائیوں کے نزدیک عالم الغیب

خدا و رسول پر مرزائیوں کا الزام

نہ ہو یا یوں ہی جھوٹ کہدیا ہو (استغفر اللہ) مگر ان حضرات سے عجب نہیں کہ جس
طرح اوس قدوس کو وعدہ خلاف مان چکے ہیں اسے بھی مان لیں اور خدا کی خدائی
اور رسولوں کی رسالت کو غیر معتبر ٹھیراویں۔

(۲) اون کے الہام کے ان جملوں کو ملاحظہ کیا جائے (۱) احمد بیگ کی دختر
کلاں انجام کار تمھارے نکاح میں آئے گی (۲) اور آخر کار ایسا ہی ہوگا (۳)
خدا تعالے ہر طرح سے اوسکو تمھاری طرف لائے گا۔ (۴) اس کام کو ضرور
پورا کرے گا۔" اب جو خدا تعالی کو قادر مطلق اعتقاد رکھتے ہیں وہ فرمائیں کہ جس
کام کی نسبت اللہ تعالے اس زور کے ساتھ یہ فرماوے کہ انجام کار ایسا ہی ہوگا
اور ضرور ہوگا پھر اوسکی طرف سے ایسی شرط ہو سکتی ہے کہ اوس کے ظہور کو روک دے

مرزائیوں کا دوسرا الزام اللہ تعالے پر

اور کسی وجہ سے وہ کام نہ ہو اور اگر ایسا ہو تو وہ قادر توانا اور عالم الغیب والشہادہ عاجز
یا ناواقف نہ ٹھیرے گا؟ ضرور ٹھیرے گا" پھر جس جواب سے خدائے قدوس پر
ایسا سخت الزام آئے وہ جواب کسی مسلمان کے نزدیک صحیح ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں

(۳) اسیطرح پانچویں الہامی قول کو پیش نظر کرکے اس شرط کے پیش کرنے کو
ملاحظہ کیجئے۔ اس قول میں تین جگہ تو وعدہ خدائی بتاکید بیان ہوا ہے کہ اوس
لڑکی کو لوٹا کر ہم تیرے پاس لائیں گے پھر اس وعدے کی نسبت یہ بھی کہا
ہے کہ سچا وعدہ ہے اوسی قول میں یہ جملہ بھی ہے کہ واپسی کے بعد ہم نے نکاح
کر دیا۔ پھر اس واپسی کے بعد نکاح کر دینے کی صداقت نہایت زور سے اسطرح

کی ہے کہ تیرے رب کی طرف سے سچ ہے تو اسمیں شک کرنے والوں سے نہ ہو۔ ان الہامات کے بعد یہ کہدینا کہ اوس نکاح کے لئے شرط تھی اوس کے پورا ہو جانے سے نکاح فسخ ہو گیا کیسی صریح بناوٹ اور خدائے قدوس پر الزام لگانا ہے۔ جس بات کے لئے خدا تعالےٰ ایسا پختہ وعدہ کرے جس کام کیلئے وہ خود ارشاد فرمائے کہ ہم نے کر دیا۔ اور مخاطب کو اوس میں شک کرنے کی ممانعت کرے غضب ہے کہ اوس کا ظہور نہ ہو اوسکے ظہور کے لئے اگر کوئی شرط خدا کی طرف سے ہوتی تو اوس عورت کے لوٹانے کا ایسا حتمی وعدہ اوس کی طرف سے ہو سکتا تھا؟ ہرگز نہیں آسمان و زمین ٹلجانے مگر یہ نہیں ہو سکتا تھا۔ باوجود اس علم کے کہ اوس کے لئے شرط ہے اور وہ شرط پوری ہونیوالی ہے وہ قدوس سبحان یہ کہہ سکتا تھا کہ واپسی کے بعد ہم نے نکاح کر دیا تو اس میں شک نہ کر یہ ہرگز نہیں ہو سکتا۔

بھائیو! یہ خدا تعالےٰ پر کیسا سخت الزام ہے کہ جس کام کی نسبت وہ قادر مطلق یہ کہدے کہ ہم نے کر دیا اور وہ کام نہ ہو یہ تو ایسی روشن باتیں ہیں کہ آفتاب کیطرح مرزا صاحب کے کذب کو ظاہر کر رہی ہیں۔ اس میں خدائے قدوس پر صرف یہی الزام نہیں آتا کہ اوس کے نہایت پختہ وعدے ہی پورے نہیں ہوتے بلکہ اوسکا صریح کذب ثابت ہوتا ہے (نعوذ باللہ) پھر اب کہئے کہ رسول اللہ کی رسالت اور شریعت الٰہی کے وعدہ وعید پر کیونکر یقین ہو سکتا ہے کیا قرآن پاک کی وہ نصوص قطعیہ جن میں نہایت تاکید سے ارشاد ہے کہ اللہ تعالےٰ کے وعدے خلاف نہیں ہوتے۔ سب کے سب غلط ہو جائیں گے؟ کیا منکرین اسلام مسلمانوں کو یہہ الزام نہ دیں گے کہ مسلمانوں کے اعتقاد میں خدا وعدہ خلافی کرتا ہے اور جھوٹ بولتا ہے۔ اور اس صریح وعدہ خلافی کو سنت اللہ کہکر اس سے انکار کرنا

خدا تعالیٰ پر جھوٹ بولنے کا الزام

دن کو رات کہنا ہے ایسی غلط بیانیوں سے الزام دفع نہیں ہو سکتا جب وعدہ خداوندی پورا نہ ہوا تو یہ الزام ضرور آئے گا اور اوسے سنت اللہ کہنے سے الزام بہت زیادہ ہو جائے گا کیونکہ اس کہنے کے یہ معنے ہوں گے کہ وعدہ خلافی کرنا اللہ تعالےٰ کی عادت مستمرہ اور مستحکمہ ہے ان بدیہی الزامات کے بعد بھی نہایت شوخ چشمی سے بعض پڑھے لکھے مرزائی بھی مرزا صاحب کی صداقت ثابت کرنے کے لئے اس شرط کو پیش کرتے ہیں اور یہ نہیں دیکھتے کہ اس شرط کے ماننے سے خدائے قدوس پر کیسے کیسے الزام آتے ہیں اسکا سبب کچھ نہیں ہو سکتا بجز اس کے کہ عار کی وجہ سے نفس امارہ نے نار کو اختیار کرنا پسندیدہ کر دیا ہے اس بات میں عقل سلب کر دی گئی ہے مَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَا هَادِیَ لَهٗ سچا ارشاد ہے۔

چوتھی وجہ اس میں تو شبہ نہیں رہا۔ کہ احمد بیگ کی لڑکی کا مرزا صاحب کے نکاح میں آنا خدا تعالےٰ کا نہایت پختہ وعدہ تھا اور ایسا وعدہ جو بار بار کیا گیا اور اوسکی سچائی اور پورا ہونے کا ایسا پختہ اور کامل وثوق دلایا گیا جس سے زیادہ پختگی خیال میں نہیں آسکتی اسی وجہ سے اس میں شک کرنے کی ممانعت کی گئی ہے اس لئے مرزا صاحب کے قول کے بموجب ہی اوس نکاح کا ظہور ضرور ہے اوس کے لئے کوئی شرط اور قید نہیں ہو سکتی۔

مرزا صاحب کا اپنے قول سے جھوٹا ہونا

حصہ دوم ازالہ الاوہام میں لکھتے ہیں وہ ہر بات پر قادر ہے مگر اپنی صفات قدیمہ اور اپنے عہد اور وعدے کے برخلاف کوئی بات نہیں کرتا۔ اور سب کچھ کرتا ہے بنا (صد ۳۴۷) اور توضیح مرام کے صد ۶ میں اس سے زیادہ لکھتے ہیں اس میں خدا تعالےٰ کے اس وعدے کا تخلف نہیں جو اوسکی تمام پاک کتابوں میں بتواتر و تصریح موجود ہے کہ بہشت میں داخل ہونے والے پھر اوس سے نکالے نجائینگے

کیا ایسے بزرگ اور حتمی وعدہ کا ٹوٹ جانا خدا تعالےٰ کے تمام وعدوں پر ایک سخت زلزلہ نہیں لاتا؟ ان لغو باتوں سے خدا تعالیٰ کی کسر شان اور کمال درجہ کی بے ادبی نہیں ہوگی؟"

مرزا صاحب کا یہ قول خوب یاد رکھنے کے لائق ہے ان دونوں قولوں نے نہایت صفائی سے ثابت کر دیا کہ حسب وعدہ خداوندی احمد بیگ کی لڑکی کا مرزا صاحب کے نکاح میں آنا ضرور تھا کیونکہ اس ایک وعدے کے پورا نہ ہونے سے خدا تعالےٰ کے تمام وعدے غیر معتبر ہو جائینگے اور اسکی کسر شان اور کمال درجہ کی بے ادبی ہو گی اسلیئے مرزا صاحب کے یہ اقوال اُنکے جواب کو محض غلط بتاتے ہیں۔ مرزا صاحب کے ان دونوں قولوں پر نظر کیجئے کہ **پہلے** قول میں عام طور پر کہہ رہے ہیں کہ خدا تعالےٰ اپنے وعدہ کے خلاف نہیں کرتا دوسرے میں نہایت صفائی سے بتاتے ہیں کہ خدا تعالےٰ کے ایک وعدہ میں خلاف ہونے سے اوس کے تمام وعدوں میں زلزلہ پڑ جاتا ہے باایں ہمہ حضرات مرزائی مرزا صاحب کے ان اقوال کے خلاف اللہ تعالےٰ کی وعدہ خلافی کے ثبوت میں آیت یُصِبْکُمْ بَعْضُ الَّذِیْ یَعِدُکُمْ پیش کرتے ہیں اور خدا تعالےٰ کو وعدہ خلاف ٹھیرا کر مرزا صاحب کو سچا ٹھیرانا چاہتے ہیں۔ افسوس صد افسوس وہ مضمون ملاحظہ ہو جس میں اون کے نہایت خاص مرید سنے خدا کی وعدہ خلافی ثابت کی ہے مگر شائستہ پیرائے سے۔

وعدہ اور وعید کے پورا ہونے میں عمدہ تحقیق اور کلام الٰہی کے معنے

حضرت **مسیح موعود کے وصال پر چند مختصر نوٹ** ایک دوسرا امر پیشینگوئی کے متعلق یاد رکھنے کے قابل یہ ہے کہ اندازی پیشینگوئیاں بعض وقت ٹل ہی جاتی ہیں ایک نہایت کھلی کھلی مثال یونسؑ نبی کی پیشینگوئی ہے (یہ مثال محض غلط ہے کیونکہ حضرت یونسؑ کی پیشینگوئی کا ثبوت نہ قرآن مجید سے ہے نہ کسی صحیح حدیث سے پھر کھلی کھلی مثال کس بات کی پیش ہو رہی ہے البتہ ضعیف روایت سے عذاب آنے

کی پیشین گوئی معلوم ہوتی ہے مگر اوسی روایت سے اوسکا پورا ہونا بھی ثابت ہے
اس کے بعد مضمون نگار لکھتے ہیں) اور اللہ تعالےٰ نے قرآن شریف میں بھی فرماتا ہے
اِنْ يَكُ صَادِقًا يُصِبْكُمْ بَعْضُ الَّذِي يَعِدُكُمْ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض
پیشینگوئیاں گو بظاہر پوری بھی نہیں ہوتیں پیشین گوئیوں کے پورا نہ ہونے میں بظاہر
کی قید لگانا ایک جاہل فریب بات ہے ورنہ بظاہر پورا ہونے کے کیا معنے مرزا صاحب
کی جو پیشینگوئیاں پوری نہیں ہوئیں وہ ظاہر اور باطن ہر طرح پوری نہیں ہوئیں مگر
آیت سے یہ ثابت کرنا کہ انبیا کی بعض پیشینگوئیاں پوری نہیں ہوتیں خدا پر سخت الزام
لگاتا ہے۔ اگر لفظ بعض سے آپ کو دہوکا لگا تو اوسکی شرح لسان العرب اور
تفسیر بحر محیط میں دیکھئے تنزیہہ ربانی میں مختصر کچھ لکھا گیا ہے اگر حق طلبی ہے تو اوسے
ملاحظہ کیجئے اگر ان کتابوں کا دیکھنا پسند خاطر نہو تو اپنے مرشد و امام کے مذکورہ
قولوں پر نظر کیجئے کس زور سے کہہ رہے ہیں کہ ایک وعدہ کے خلاف ہو جانیسے
تمام وعدوں میں زلزلہ آجائے گا۔ اگر اس میں بھی کچھ چون وچرا ہے تو ہم دعوے سے
کہتے ہیں کہ یہ دعوے محض غلط ہے کیونکہ نصوص قطعیہ قرآنیہ کے مخالف ہے اس
سے پہلے اسکی کامل تحقیق لکھی گئی ہے مضمون نگار کی یہ تحریر شہادت دیتی ہے
کہ اوس کی نظر نہ قرآن مجید پر ہے نہ علوم عقلیہ پر اور نہ عقل سے اونہیں واسطہ ہے
اوسکی وجہ ملاحظہ ہو قرآن مجید میں بہت آیتیں ہیں جن سے یقیناً ثابت ہوتا ہے
کہ خدا تعالےٰ کا نہ وعدہ خلاف ہوتا ہے نہ اوسکی وعید ٹلتی ہے اور عقلی طور سے
بھی ثابت کر دیا گیا ہے بعض آیتیں نقل ہو چکیں ہیں اون آیتوں کو پیش نظر رکھکر
اس آیت کا مطلب سمجھنا چاہیئے مگر مضمون نگار نے ایسا نہیں کیا بلکہ ایسا مطلب
بیان کیا جس سے قرآن مجید کے مضامین میں اختلاف ہو جائے اور اپنی نافہمی سے
یہ دکھانا چاہا کہ قرآن پاک اللہ کی طرف سے نہیں ہے کیونکہ لَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ

غَیرِ اللہِ لَوَجَدُوا فِیہِ اخْتِلَافًا کَثِیْرًا سچا ارشاد ہے اسکا ثبوت کہ محرر مضمون کا دماغ علوم عقلیہ سے بھی خالی ہے نہایت ظاہر ہے کیونکہ آیت میں یُصِبْکُمْ بَعْضُ الَّذِیْ یَعِدُکُمْ موجبہ جزیہ ہے اور موجبہ جزیہ موجبہ کلیہ سے عام ہوتا ہے۔ اس لئے یہ کہنا کہ بعض وعیدیں تجھے پہنچیں گی اوسوقت بھی صحیح ہے جس وقت کل وعیدیں اوسے پہنچ جائیں یہاں بعض کا لفظ یہ ثابت نہیں کرتا کہ کل وعیدیں نہ پہنچیں گی یہ گفتگو صرف اوسوقت ہے کہ یَعِدُکُمْ میں صرف وعید کا بیان کیا جائے اور اگر یہ لفظ وعدہ اور وعید دونوں کو شامل ہے اور بظاہر ایسا ہی ہونا چاہیے کیونکہ حضرت موسے علیہ السّلام نے یہی فرمایا ہوگا کہ اگر تو ایمان لے آیا تو تیرے لئے یہ نعمتیں ہیں اور اگر ایمان نہ لایا تو یہ عذاب ہے اس صورت میں تو بعض کہنا ضرور تھا کیونکہ وعدہ ہویا وعید ہو دونوں شرطیہ ہے اس لئے دو باتوں میں سے ایک بات کا ظہور ہوگا یعنے اگر ایمان لے آیا تو وعدہ کا ظہور ہوگا۔ اور اگر نہ لایا تو وعید کی مصیبت میں مبتلا ہوگا۔ غرض کہ ہر صورت میں بعض کا ظہور ہوگا خیر یہ تو علمی بات تھی مگر یہ تو ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ کوئی شریف ذی اخلاق اس بات کو ہرگز گوارا نہیں کرسکتا کہ اوسے جھوٹا اور وعدہ خلاف کہا جائے مگر افسوس اون کی عقل پر جو اوس قدوس قادر توانا پر یہ الزام لگاتے ہیں کہ وہ وعدہ خلافی کرتا ہے اور پھر اوسکے مدعی ہیں کہ وہ ذات پاک جو ہر عیب سے منزہ ہے اپنے آپ کو اس عیب سے متصف بناتا ہے کیونکہ انبیا کی پیشینگوئیاں تو وحی الٰہی ہوتی ہیں خداتعالےٰ جو اونپر ظاہر کرتا ہے وہ بیان کرتے ہیں اب اس وحی کے مطابق ظاہر ہونا خداتعالےٰ کے کذب اور وعدہ خلافی کو ثابت کرتا ہے اب اس کا ثبوت قرآن مجید کی آیت سے دینا اسکا یہی مطلب ہے کہ خداتعالےٰ اپنی زبان سے فرماتا ہے کہ کسیوقت میں وعدہ خلافی کرتا ہوں (نعوذ باللہ) حضرات مرزائیوں نے اوس غیور بے ہمتا

مرزائیوں کے نزدیک غیرت الٰہی انسانی غیرت سے بھی کم مرتبہ ہے

کی غیرت کو انسان ضعیف البنیان کی غیرت سے بہی کم مرتبہ کر دیا۔ پھر مضمون نگار
لکھتے ہیں۔ "اس لئے قرآن مجید یہ اصول قائم کرتا ہے کہ مدعی نبوت کے متعلق یہ دیکھنا
چاہیئے کہ اوس کی اکثر پیشینگوئیاں پوری ہوئیں یا نہیں"۔ مرزا صاحب کی تعلیم کا یہ
اثر دیکھا جاتا ہے کہ اون کے متبعین اپنے علم اور قابلیت سے بہت زیادہ
اپنے آپ کو خیال کرتے ہیں اسی کا نام جہل مرکب ہے قرآن مجید کے اصول کو
سمجھنا مضمون نگار کا کام نہیں ہے کیونکہ اون کی قابلیت کی حالت تو پہلے
تین جملوں سے معلوم ہو چکی اب اس جملے سے اور کچھ معلوم کر لیجئے قرآنمجید کا
کا یہ اصول بتانا کہ وہ اکثر پیشینگوئیوں کے پورا ہونے کو معیار صداقت بتاتا ہے
محض غلط ہے پیشینگوئیوں کے پورا ہوجانے کو نہ قرآن و حدیث نے معیار
صداقت بتایا ہے نہ کسی نبی نے ایسا دعوے کیا ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے بہت کچھ پیشینگوئیاں کیں اور ہر ایک پیشین گوئی معینہ وقت پر
پوری ہوتی گئی مگر کسی وقت آپ نے پیشینگوئیوں کو اپنی صداقت میں پیش
نہیں کیا کفار کا معجزہ طلب کرنا قرآن میں مذکور ہے مگر اوس کے جواب میں یہ نہیں
ہے کہ ہمارے رسول نے اسقدر پیشین گوئیاں کیں ہیں اور اتنی پوری ہو چکی
ہیں نہ خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایسا فرمایا اسکو ہم پورے طور سے
ثابت کر چکے ہیں کہ پیشین گوئی کرنا انبیا سے مخصوص نہیں ہے کاہن رمال
نجومی بھی پیشین گوئیاں کرتے ہیں اور بعض کی اکثر پیشین گوئیاں صحیح ہی ہوتی ہیں
چنانچہ ایک کاہنہ کا ذکر اوپر کیا گیا ہے کہ بڑے بڑے علما نے اوسکا تجربہ برسوں کیا
اور اوسکی پیشین گوئیوں کو سچا پایا۔ اب یہ کہنا کہ قرآن مجید یہ اصول مقرر کرتا ہے کہ
جس مدعی نبوت کی اکثر پیشین گوئیاں صحیح ہوں وہ سچا ہے قرآن پر سخت الزام لگانا ہی
کہ وہ نبوت کی صحت کا ایسا غلط معیار بتاتا ہے جسکو تجربہ اور مشاہدہ غلط ثابت

قرآن شریف پر مرزائیوں کا الزام

کرچکا ہے اور اب بھی یہی حال ہے البتہ قرآن مجید کے نصوص قطعیہ سے اور توریت سے یہ ثابت ہے کہ جس مدعی نبوت کی ایک پیشین گوئی بھی غلط ... ہوجائے وہ کاذب ہے - اوس کا ثبوت کامل طور سے اوپر کیا گیا - اس کے علاوہ مضمون نگار سے میں یہ دریافت کرتا ہوں کہ اگر آیت کا وہی حاصل مان لیا جائے جو آپکے خیال میں ہے مگر یہ بتائے کہ اکثر کی قید آپ نے کس جملہ یا کس لفظ سے نکالی جس آیت سے آپ استدلال کرتے ہیں اوس میں تو بعض پیشینگوئی کے پورا ہونیکا ذکر ہے اور اوسی لفظ بعض سے آپ یہ سمجھتے ہیں کہ بعض پیشینگوئیاں پوری ہوتی ہیں سب نہیں ہوتیں تو آپ کے خیال کے بموجب آیت کا حاصل یہ ہونا چاہیئے کہ جس مدعی نبوت کی بعض پیشینگوئیاں بھی پوری ہوجائیں تو وہ سچا ہے اسکا نتیجہ بالضرور یہ ہوگا کہ خدا تعالے کے اکثر وعدے غلط ہوتے ہیں بعض پورے ہوتے ہیں جب خدا کا یہ حال ہو تو اوس کے رسول کی رسالت اور اوسکی شریعت کے تمام وعدے اور وعیدیں کسی طرح لائق اعتبار نہیں ہوسکتیں - مرزا صاحب کا مقولہ یاد کیجئے وہ فرماچکے ہیں کہ ایک وعدے کے خلاف ہوجانے سے اوس کے تمام وعدوں میں زلزلہ پڑجائے گا پھر جب یہ ثابت کیا جائے کہ اوس کے اکثر وعدے خلاف ہوتے ہیں تو پھر زلزلہ کی کیا انتہا ہوگی اور خدا کے ساتھ کس قدر بے ادبی ہوگی اس کے علاوہ جب بعض باتوں کے سچا ہوجانے سے اوسے صادق اور سچا کہنا ضرور ہے تو دنیا میں کوئی جھوٹا نہ رہے گا کیونکہ نہایت جھوٹے سے جھوٹا بھی کبھی نہ کبھی سچا ہو ہی جاتا ہے اور یہ کہنا کہ کوئی جھوٹا مدعی نبوت و مہدویت سچی پیشینگوئی نہیں کرسکتا محض غلط ہے کیونکہ اس کا ثبوت نہ قرآن مجید سے ہے نہ حدیث سے نہ کوئی عقلی دلیل اس پر قائم ہوسکتی ہے اور تاریخی واقعات اور کاذبوں کے حالات اسکی تکذیب کرتے ہیں ابن تومرت مہدی ہونے کا

مدعی تہا اور اوسکی پیشینگوئیاں صحیح ہوئیں دوسرے حصہ میں اسکا ذکر کیا گیا ہے۔
غرضکہ جس طرح مرزا صاحب کے ان دو قولوں نے اون کے جواب کو غلط ثابت
کردیا اسیطرح اس مرزائی کے قول کو غلط ثابت کیا فاعتبروا یا اولی الابصار
مرزا اور مرزائی اپنے ہی اقوال سے جھوٹے ثابت ہوتے ہیں۔
پانچوین وجہ جس جملہ کو شرط کہا جاتا ہے وہ جملہ کسی طرح شرط نہیں ہوسکتا کیونکہ مرزا
صاحب کے کہنے کے بموجب اوس جملہ میں احمد بیگ کی ساس یعنے اوس لڑکی کی
نانی کی طرف یہ خطاب ہے کیونکہ وہ سخت مخالف تہی اور یہ مطلب ہے کہ اوس سے
کہا گیا کہ توبہ کر ورنہ تیری لڑکی اور نواسی پر بلا آئے گی مگر اوس نے توبہ نہیں کی اور
مرزا صاحب کے خلاف اوس نے اپنی نواسی کا نکاح سلطان محمد سے کرادیا اب
آپ کے قول کے بموجب اوسکی لڑکی پر بلا آئی کہ احمد بیگ اوس کا شوہر مرگیا اب یہ
بتانا چاہیئے کہ اوسکی نواسی کی بلا کیا ہے جب تُوبِی تُوبِی کا الہام اوس کے نکاح
سے پہلے کا ہے تو نہایت قرین قیاس ہے کہ محمدی کا مرزا صاحب کے نکاح
میں نہ آنا اور سلطان محمد سے بیاہا جانا اور اون تمام نعمتوں اور برکتوں سے محروم رہنا
جو مرزا صاحب سے نکاح پر موقوف تہیں نہایت سخت بلا تہی خاص اوس لڑکی کے
لئے بہی اور اوسکی ماں اور نانی کے لئے بہی وہ ظہور میں آگئی اور الہام پورا ہوگیا
اس کے بعد اگر وہ عورت توبہ کرے یا کوئی دوسرا اوسکا عزیز یا رشتہ دار تو ضرور ہے
کہ توبہ کے عمدہ نتائج جو اللہ و رسول نے بیان فرمائے ہیں اونہیں ظاہر ہونا چاہیئے
اون نتائج میں نہایت عمدہ نتیجہ یہ تہا کہ سلطان محمد مرزا صاحب پر ایمان لاتا اور
محمدی کو طلاق دیکر مرزا صاحب کے پاس آکر بعاجزی عرض کرتا کہ آپ نکاح
کرلیں اور مرزا صاحب نکاح کرتے اور حسب وعدہ محمدی وغیرہ پر برکتیں نازل ہوتیں
اور عامہ خلائق اس عظیم الشان نشان سے فیضیاب ہوتی اور ہزاروں ایمان لاتے

اور مخالفین اسلام پادری اور آریہ وغیرہ کو پوری ذلت ہوتی - مگر یہ کچھ نہ ہوا بلکہ معاملہ بالکل برعکس ہوا کہ آسمان پر نکاح ہو کر منسوخ ہو گیا اور اوس عظیم الشان نشان کے ظاہر نہ ہونے سے مرزا صاحب کو سخت ذلت ہوئی بلکہ مخالفین اسلام کے مقابلہ میں مرزا صاحب نے اسلام کو ایک قسم کی ذلت پہنچائی -

اب خیال کرنا چاہیئے کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ جنکو توبہ کا حکم ہوا تھا اونہوں نے توبہ کی ہو اور اوسکی وجہ سے وہ توبہ کرنے والے اوس نعمت عظمی سے محروم رہیں جو اوس کے ظہور پر موقوف تہی اور مخلوق کثیر کی ہدایت کا باعث نہوں اور پادریوں اور آریوں کا پلہ بھاری ہو -

الغرض یہ جملہ اپنے معنے کے لحاظ سے نکاح کے منسوخ اور ملتوی ہونیکے لئے شرط ہرگز نہیں ہو سکتا مرزا صاحب کا یہ جواب کامل طور سے ثابت کر رہا ہو کہ پیشینگوئی کے پورے ہونے سے مایوس ہو گئے ہیں تو بد حواس ہو کر ایسی بناوٹ کرنے لگے ہیں جس سے اون کی بدحواسی ظاہر ہو رہی ہے -

چھٹی وجہ اور اگر اس جملہ کو شرط مان لیا جائے تو اس شرط کا پورا ہو جانا محض غلط ہے ہرگز پوری نہیں ہوئی جنہیں توبہ کا حکم ہوا تہا اونہوں نے توبہ کسیوقت نہیں کی اور مرزا صاحب پر ایمان نہیں لائے اسکی تفصیل **تنزیہہ ربانی** - اور **معیار صداقت** میں ملاحظہ ہو - اوسکا خلاصہ یہ ہے کہ جس جملہ کو شرط کہا جاتا ہے اوسکی مخاطب اوس لڑکی کی نانی ہے اور توبہ نہ کرنے کی تقدیر پر اوسکی بیٹی اور نواسی پر بلا آنے کی وعید ہے (حقیقۃ الوحی اور انجام آتہم ملاحظہ ہو) اس لئے اگر اس جملہ کو شرط کہا جائے گا تو یہ شرط اوسیوقت پوری ہو سکتی ہے کہ اوس لڑکی کی نانی اور اوسکی ماں اور وہ خود ایمان لائے اور ضمناً اوس کے شوہر کو بہی اوسمیں داخل کر سکتے ہیں مگر اون میں سے کوئی ایمان نہیں لایا یعنے کسی نے اونہیں سچا مسیح موعود نہیں

مانا اور اون کا مرید نہیں ہوا۔ اس لئے یہ کہنا کہ لوگوں نے شرط کو پورا کر دیا محض غلط اور صریح کذب ہے اگر کوئی اڑوسی پڑوسی یا کوئی دور کا قرابت مند مرزا صاحب پر بالفرض ایمان لے آیا ہو تو اوس سے یہ شرط کسی طرح پوری نہیں ہو سکتی یہ شرط اوسی وقت پوری ہو سکتی ہے کہ اوس جملہ میں جس سے خطاب کیا گیا ہے وہ توبہ کرے یہ ایسا صریح اور بدیہی عقل کا حکم ہے کہ کوئی ذی عقل تعصب سے علیحدہ ہو کر اس کا انکار نہیں کر سکتا۔

ساتوین وجہ اگر حضرات مرزائیوں کے سمجھانے کے لئے مان لیا جائے کہ شرط پوری ہوگئی تو مرزا صاحب کے کہنے کے بموجب نکاح کا ظہور ہونا چاہیئے کیونکہ وہ صاف کہہ رہے ہیں کہ اس نکاح کے ظہور کے لئے خدا کی طرف سے ایک شرط بھی تھی اب جسے تھوڑا بھی علم ہے وہ جان سکتا ہے کہ شرط کے پائے جانے سے مشروط کا پایا جانا ضرور ہے یعنے نکاح کا ظہور مشروط تھا اور اُن لوگوں کی توبہ شرط تھی اس لئے ضرور ہے کہ جب وہ توبہ کریں تو نکاح کا ظہور ہو مگر مرزا صاحب عجب اولٹی بات کہہ رہے ہیں کہ جب شرط پائی گئی تو نکاح کا ظہور نہ ہوا بلکہ منسوخ ہوگیا ناظرین ملاحظہ کریں کہ یہ کیسی بدحواسی ہے کہ شرط کے پائے جانے کا اقبال ہے اور پھر کہتے ہیں کہ مشروط نہیں پایا گیا یعنے جب لوگوں نے شرط کو پورا کر دیا اور وہ شرط پائی گئی تو نکاح کا ظہور نہ ہوا دنیا میں تمام عقلا کے نزدیک مسلم قاعدہ ہے کہ اذا وجد الشرط وجد المشروط جب شرط پائی جائے گی تو مشروط بھی پایا جائے گا مگر یہاں اولٹا بیان ہو رہا ہے کہ جب شرط پائی گئی تو مشروط فوت ہوگیا۔ یہ تو مرزا صاحب کی بدحواسی تھی اب اون کے بعض معتقدین یوں بکتے ہیں اذا فات الشرط فات المشروط یعنے جب شرط نہ پائی گئی تو مشروط بھی نہ پایا گیا یہ جملہ اونہوں نے مشتہر کیا اور کہا یا جو ذی علم کہلاتے ہیں اور فیصلہ آسمانی

کے جواب دینے کی ہمت رکھتے ہیں جنہیں اتنا بھی ہوش نہیں کہ مرزا صاحب تو
صاف کہہ رہے ہیں کہ جب لوگوں نے شرط کو پورا کر دیا جسکا حاصل
عربی میں یہ ہوا کہ اِذَا وُجِدَ الشَّرْطُ مگر مجیب صاحب اس کے برعکس اِذَا فَاتَ
الشَّرْطُ۔ کہتے ہیں اب ہم نہیں کہہ سکتے کہ اس صریح اور بدیہی غلطی کا سبب اونکے
حواس کی پریشانی ہے کہ مرزا صاحب کے صادق ثابت کرنے میں نہایت پریشان
ہیں یا کم علموں کے پھسے رکھنے کے لئے یہ عربی جملہ لکھدیا افسوس۔
آٹھویں وجہ اگر یہ مجنونانہ کلام سے بھی قطع نظر کیجائے تو ہم یہ دریافت کرتے
ہیں کہ محمدی کا مرزا صاحب کے نکاح میں آنا اوس کے سئے اور اوس کے کنبے
کے سلئے باعث خیر و برکت اور ہر طرح کی بھلائی کا تھا؟ یا موجب مصیبت و آفت کا
مرزا صاحب نے تو اوس کے نکاح میں آنے کی بہت کچھ برکتیں بیان کی ہیں اور
یہ بھی نہایت ظاہر ہے کہ توبہ کرنا ایسی عمدہ چیز ہے کہ انسان کو دائمی عذاب سے
نجات دیتی ہے اور ہمیشہ کی راحت اوسکی وجہ سے ملتی ہے اس لئے جب اُن
لوگوں نے توبہ کی تو اون پر برکتیں نازل ہونی چاہئیں یعنے اوس نکاح کا ظہور
ہونا چاہیئے جسکی وجہ سے بے انتہا برکتیں اوس منکوحہ پر اور اوس کے کنبے والو
پر نازل ہوں توبہ کا یہ اُلٹا اثر کیسا کہ اوسی کی وجہ سے نکاح کا ظہور نہ ہوا اور اُن برکتوں
سے وہ منکوحہ اور اوس کے کنبے والے محروم رہے اگر یہ خیال ہو کہ اوس کے
نکاح میں آنے سے احمد بیگ کے داماد پر بلا آئے گی یعنے وہ مریگا اس لئے
اون کی توبہ نے اوسکی بلا کو ٹالدیا مگر یہ نہایت ہی جاہلانہ خیال ہے اس کے
دو جواب نہایت ہی ظاہر ہیں ایک یہ کہ ایسی صورت ہوتی کہ احمد بیگ کا داماد
طلاق دیکر اوس سے علیحدہ ہو جاتا اس کے بعد منکوحہ مرزا صاحب کے نکاح
میں آتی اس صورت سے توبہ کا ثمرہ دونوں پر مترتب ہوتا دوسرا یہ کہ اس

پیشین گوئی کا پورا ہونا یعنے منکوحہ آسمانی کا ظاہری نکاح میں آجانا ہزاروں کی ہدایت کا باعث ہوتا اور بے انتہا لوگ مرزا صاحب کو مان لیتے پھر ایسے فائدے عظیم الشان کے آگے ایک شخص کی جان جانا کسی دانشمند کے نزدیک بلا نہیں ہو سکتی۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کے جہاد کو خیال کرو کہ اسی رشد و ہدایت کے لئے ہزاروں جانیں تلف کی گئیں اور جس طریقہ سے مناسب ہوا ہدایت کی گئی ایسا ہی یہاں بھی ہونا چاہیئے تھا۔

نویں وجہ مرزا صاحب نے ضمیمہ انجام آتھم کے صـ۵۳ کے حاشیہ میں اسی منکوحہ آسمانی کی نسبت حضرت سرور انبیا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشینگوئی نقل کی ہے لکھتے ہیں اس پیشینگوئی کی تصدیق کے لئے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی پہلے سے ایک پیشین گوئی فرمائی ہے **یَتَزَوَّجُ وَیُوْلَدُ لَہٗ** یعنے وہ مسیح موعود بیوی کرے گا اور نیز صاحب اولاد ہوگا اب ظاہر ہے کہ تزوج اور اولاد کا ذکر کرنا عام طور پر مقصود نہیں کیونکہ عام طور پر ہر ایک شادی کرتا ہے اور اولاد بھی ہوتی ہے اسمیں کچھ خوبی نہیں بلکہ تزوج سے مراد خاص تزوج ہے جو بطور نشان ہوگا اور اولاد سے مراد خاص اولاد ہے جسکی نسبت اس عاجز کی پیشین گوئی موجود ہے" اس کلام میں غور کرنے سے کئی باتیں ثابت ہوتی ہیں **ایک** یہ کہ روایت یتزوج ویولد لہٗ صحیح ہے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کیونکہ ایک ملہم خدا کا رسول اسکی تصدیق کرتا ہے اور اپنے کلام کی صداقت میں سب کے سامنے اوسے پیش کرتا ہے **دوسرے** یہ کہ اس تزوج سے مراد یقینی طور سے منکوحہ آسمانی کا نکاح میں آنا ہے **تیسرے** یہ کہ منکوحہ آسمانی سے خاص اولاد ہوگی جس کی پیشینگوئی مرزا صاحب کر چکے ہیں **چوتھے** یہ کہ اس نکاح کے لئے کوئی ایسی شرط نہیں ہو سکتی جو کسی حالت میں ظہور نکاح

سے مانع ہو۔

اسکا حاصل یہ ہوا کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے بموجب منکوحہ آسمانی مرزا صاحب کے نکاح میں ضرور آئے گی اور اوس سے اولاد ہوگی اوسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ جس طرح مرزا صاحب کے الہامات الٰہیہ مرزا صاحب کے مذکورہ جواب کو غلط بتاتے ہیں اوسیطرح اون کے کہنے کے بموجب جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد بھی مرزا صاحب کے جوابات کو غلط بتا رہا ہے کیونکہ حدیث میں صاف طور سے ارشاد ہے کہ نکاح کا ظہور ہوگا اور اوس سے اولاد ہوگی اب اگر کسیوجہ سے نکاح کا ظہور نہو تو مرزا صاحب کے قول کے بموجب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد غلط ہو جائے گا اس لئے ضرور ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد سے مرزا صاحب کے جوابات کو غلط مانا جائے یہ وہ نتیجہ ہے کہ مرزا صاحب کے قطعی اور صریحی اقوال سے اظہر من الشمس ہو رہا ہے اب اگر مرزا صاحب کا اس حدیث کو صحیح ماننا اور پھر اوسے اپنی منکوحہ آسمانی کے لئے پیشینگوئی سمجھنا غلط ہے تو ذرا ہوش میں آکر بتایا جائے کہ جب مرزا صاحب نے ایسی عظیم الشان غلطی کی جس سے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر نہایت صریح جھوٹی پیشینگوئی کا الزام آیا جس کی وجہ سے مخالفین اسلام کو سخت حملہ کا موقع ہوا تو پھر کیا وجہ ہے کہ جملہ توبی توبی کو شرط کہنا صحیح مان لیا جائے اور یہ نہ کہا جائے کہ جس طرح حدیث مذکور کے ماننے اور اوسے اپنے مدعا کی پیشین گوئی سمجھنے میں بھاری غلطی کی اسی طرح مرزا صاحب نے اس جملہ کو شرط کہنے میں بھی غلطی کی اور ضرور کی اور اس غلطی کے متعدد وجوہ بھی بیان ہوئے پھر کیا وجہ ہے کہ اس پیشینگوئی کے غلط ہونے پر قطعی حکم نہ دیا جائے اگر کچھ عقل و انصاف ہے تو ضرور ایسا ہی کرنا ہوگا اسکے علاوہ جب ایسی بھاری

مرزا صاحب کے قول سے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد غلط ہونا

غلطی مرزا صاحب کی جماعت احمدیہ تسلیم کرتی ہے تو کیا وجہ ہے کہ مرزا صاحب کے اصل دعوے مہدویت ومسیحیت میں غلطی کو تسلیم نہ کرے۔ اگر صداقت کا دعوے ہے تو اس کا معقول جواب دیں اور یہ کہنا کہ ایسے دعوے کے الہامات بہت قریب سے دکھلائے جاتے ہیں اس میں غلطی نہیں ہوسکتی جہلا کو فریب دینا ہے قرآن وحدیث سے اسکا ثبوت ہرگز نہیں ہے کہ انبیا کے وحی والہام میں فرق ہوتا ہے بعض قطعی ہوتی ہیں اور بعض ظنی اور شکی انبیا کی تمام وحی قطعی اور یقینی ہوتی ہے اس کے علاوہ اس نکاح کی وحی پر غالبًا بیس برس تک زور رہا اور آخر وقت تک مرزا صاحب کہتے رہے کہ نکاح میں آئے گی اور عجب بات یہ ہے کہ اس قول میں مرزا صاحب قطعی بات نہیں کہتے اگر نکاح کے ظہور کے لئے کوئی شرط تھی اوس شرط کے پورا کردینے کا یہ نتیجہ تھا کہ نکاح کا ظہور نہ ہو پھر یہ کہنا کہ یا تاخیر میں پڑگیا کیسا فریب ہے شرط کے پورا کرنے کا نتیجہ ایک بات ہونا ضرور ہے یا تو اوس نکاح کا ظہور ہو یا نہو یہ کہنا کہ فسخ ہوگیا (یعنے اب اونکا ظہور نہ ہوگا) یا تاخیر میں پڑگیا (یعنے آیندہ کسی وقت ہوگا فسخ نہیں ہوا) یہ کیسا مجنونانہ کلام ہے مگر دراصل یہ فریب دیا ہے اس امید پر کہ شاید آیندہ کسیوقت ہماری کوشش کا نتیجہ ہمارے حسب خواہ ظہور میں آئے اس لئے دونوں باتیں کہدیں کہ اگر نتیجہ حسب خواہ نہوا تو یہ کہیں گے کہ ہم نے کہا تھا کہ نکاح فسخ ہوگیا اور اگر اتفاقیہ کسی صورت سے ہماری تمنا پوری ہوئی تو کہیں گے کہ ہمنے کہا تھا کہ یہ نکاح تاخیر میں پڑگیا ہے کسیوقت اوسکا ظہور ہوگا الحاصل توبی توبی کو شرط کہنا اور اوسکی بنیاد پر نکاح کا فسخ بتانا محض مغالطہ ہی اس لئے اس پیشینگوئی کے غلط ہونے میں کوئی شک نہیں ہے اور اوس کیساتھ اوس کی اولاد کی پیشینگوئی بھی غلط ہوگئی۔ اور اوس کے غلط ہونے سے اور بہت سی پیشینگوئیاں غلط ہوئیں جنکا ذکر پہلے حصہ میں کیا گیا ہے۔

الغرض یہ تو روشن دلیلیں ہیں جو اپنی روشنی سے دکھا رہی ہیں کہ مرزا صاحب کا
جواب ہر طرح غلط ہے۔ صرف اپنی جھوٹی پیشینگوئی کے بناوٹ کے لئے یہہ
بات بنائی ہے مگر وہ بناوٹ ہی ایسی ہے کہ اون کے علم و فہم کو پوشیدہ کر کے
اون کے الہام جاہل او مجنون کا مصداق اونہیں بناتی ہے یہ الہام
براہین احمدیہ کے شروع میں اون کے خاص مرید معراج الدین نے لکھا ہے

اب جماعت احمدیہ میں کوئی ہے جو ان دلائل کا جواب دے کہ
مرزا صاحب کی بناوٹ کو پوشیدہ کر کے اس پیشینگوئی کی صداقت ثابت کر سکے۔
اسے راستبازو۔ حق کے پسند کرنے والو یقین کرلو کہ یہ بالکل ناممکن ہے
کہ کوئی احمدی اسکا جواب دے سکے۔ اس لئے قطعی اور یقینی طور سے مرزا صاحب کی یہ
پیشینگوئیاں غلط ہوئیں اور مرزا صاحب بموجب ارشاد خداوندی اور بتصریح توریت
مقدس جھوٹے مدعی نبوت ہوئے۔ اس بیان سے مرزا صاحب کے تینوں جوابوں کا
خاتمہ ہوگیا یعنے اس نکاح کے ظہور میں نہ آنے کی تین وجہیں بیان کی تہیں وہ
تینوں غلط ہوگئیں مگر بغرض تفصیل کچھ اور لکھنا منظور ہے لہذا دوسرا جواب ملاحظہ کیجئے

دوم کتاب مذکور میں لکھتے ہیں کیا آپ کو خبر نہیں۔ یَمْحُو اللّٰهُ مَا يَشَاءُ وَيُثْبِتُ۔ — یعنی حقیقۃ الوحی ۱۲
اللہ تعالےٰ جس بات کو چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے قائم رکھتا ہے
اوس نے پہلے نکاح کا وعدہ کیا تہا پھر اوسے پورا نہ کیا محو کر دیا سخت افسوس
ہے کہ مرزا صاحب نے اس آیت کے ایسے معنے کئے ہیں جو بہت آیات قرآنیہ
اور نصوص قطعیہ کے مخالف ہیں اور پھر قرآن دانی کا دعوےٰ ہے۔ اے جناب
جس کلام پاک میں آیت مذکورہ ہے اوسی میں یہ آیتیں بھی ہیں۔
(۱) لَا تَبْدِيلَ لِكَلِمَاتِ اللّٰهِ خدا کی باتیں بدلا نہیں کرتیں جو بات کہدی
وہ ضرور پوری ہوگی۔ (۲) مَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ وَمَا أَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيدِ

یعنے اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے کہ میرے یہاں کوئی بات بدلا نہیں کرتی جو ایک مرتبہ کہدیا وہ ضرور ہوگا اور وعدہ اور وعید کے پورا ہونے کے لئے تو صراحت کے ساتھ بہت آیتیں ہیں مثلاً (۳) لَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ مُخْلِفَ وَعْدِهٖ رُسُلَهٗ

یعنے ایسا گمان و خیال ہرگز نکرنا کہ اللہ تعالےٰ اپنے رسولوں سے وعدہ خلافی کرتا ہے اس سے ظاہر ہے کہ اللہ تعالےٰ نے جھوٹے مدعی کی یہ معیار بیان فرمائی کہ وہ کوئی پیشینگوئی وعدہ یا وعید الٰہی کی بیان کرے اور وہ پوری نہ ہو یہ معیار مرزا صاحب میں پائی گئی اور اس خدائی معیار سے مرزا صاحب جھوٹے ثابت ہوئے

(۴) لَنْ يُّخْلِفَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ (۵) اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ یعنی اللہ تعالےٰ کے وعدے میں تخلف ہرگز نہیں ہوتا اوسکا وعدہ ضرور سچا ہوتا ہے ان آیتوں نے نہایت صفائی سے ثابت کردیا کہ اللہ تعالےٰ کے کلام میں اور اوس کے وعدوں میں تغیر و تبدل نہیں ہوتا۔ جو وعدہ وہ کرے گا وہ ضرور پورا ہوگا اور جس مدعی نبوت کے قول کے بموجب وعدہ الٰہی پورا نہ ہو وہ جھوٹا ہے۔

اب ضرور ہے کہ ان نصوص کو پیش نظر رکھکر یَمْحُو اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَيُثْبِتُ کے معنے کرنا چاہیئے اگر اوس کی ہر بات میں محو و اثبات ہوا کرے تو نبی کی نبوت ہی لایق وثوق نہ رہے گی۔ کیونکہ ہر وقت محو کا احتمال رہے گا۔ اس لئے ضرور ہے کہ آیت کے ایسے معنے کئے جائیں کہ مذکورہ آیات کے مخالف نہ ہوں اور یہہ اعتراض ہی وارد نہ ہوسکے وہ معنے یہ ہیں کہ قرآن مجید میں متعدد جگہ مشیت الٰہی کو عام بیان کیا ہے مگر اوس سے صرف اظہار قدرت ہے مثلاً ارشاد ہے يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ یعنے جسے چاہے بخشے اور جسپر چاہے عذاب کرے۔

اس آیت کا ظاہر یہ ہے کہ مغفرت اللہ کی مشیت پر ہے آمیں کافر اور مسلمان

سب برابر ہیں۔ مگر دوسری آیت اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَكَ بِهٖ اس بات کو بتارہی ہے کہ مشرک کی بخشش نہ ہوگی اس لئے ضرور ہوا کہ پہلی آیت میں جو مشیت کو عام لکھا ہے اوس سے مقصود صرف اظہار قدرت ہے مگر دوسری آیت نے یہ ثابت کردیا کہ مشرک کے لئے یہ مشیت ہو چکی ہے کہ بخشا نہ جائے گا۔

اسی طرح آیت اِنَّ اللّٰہَ لَا یُخْلِفُ الْمِیْعَادَ نے یہ ثابت کردیا کہ وعدہ الٰہی میں محو نہوگا ایک معنے یہ ہوسکتے ہیں کہ شریعت الٰہیہ میں بعض احکام ضرورت اور مناسب حال کے ہوتے ہیں وہ علم خداوندی کے بموجب بدلتے رہتے ہیں اونہیں کی نسبت اس آیت میں ارشاد ہے کہ ایسے احکام کا محو و اثبات اللہ تعالی کی مشیت پر ہے جسے چاہتا ہے محو کرتا ہے۔ یعنی شریعت سے اوس حکم کو مٹاکر اوسکی جگہ دوسرا حکم دیتا ہے اور اوسکی اصلی اور واقعی بھید کو وہی جانتا ہے یا جسے وہ آگاہ کرے۔

حاصل یہ کہ اس آیت میں وعدہ کے محو و اثبات کا ذکر نہیں ہے صرف بعض احکام کی نسبت ارشاد ہوا ہے کہ مرزا صاحب باوجود نہایت عظیم الشان دعوے کے اس آیت کے ایسے غلط معنے سمجھے جو نصوص قطعیہ کے خلاف ہیں اور ان صحیح معنے کا اونہیں علم نہوا۔ اور اب اون کے خلیفہ بھی اس غلطی پر متنبہ نہیں ہوتے۔

سوم تیسرے جواب میں مرزا صاحب نے حضرت یونس علیہ السلام کا قصہ پیش کیا ہے اس قصہ کا آموختہ مرزا صاحب نے غالبًا سولہ سترہ برس تک رٹا ہے اور اپنے غلط پیشینگوئیوں پر پردہ ڈالنے کے لئے مختلف عنوان سے اسے دکھایا ہے مگر افسوس ہے کہ کوئی ذی علم بھی اصل واقعہ کی تحقیق نہیں کرتا اور محققانہ طور سے تفسیر حدیث۔ سیر۔ تاریخ کی کتابوں کو دیکھکر واقعی حالت دریافت نہیں کرتا۔ اس لئے اس قصہ کی واقعی حالت جس قدر قرآن مجید اور احادیث سے ظاہر ہوتی ہے علیحدہ رسالہ[۱]

[۱] یہ رسالہ ۱۳۲۴ھ میں مطبع رحمانیہ مونگیر میں چھپا ہے اور تین آنہ اوسکی قیمت ہے ۱۲

میں لکھی گئی ہے۔اور تذکرہ یونس اس کا نام ہے۔
اللہ تعالےٰ کے فضل سے اُمید ہے کہ طالبین حق عنقریب اوس کے مطالعہ سے مسرور ہوں گے یہاں اسقدر کہنا کافی ہے کہ حضرت یونس علیہ السّلام کی یہ پیشین گوئی کرنا کہ یہ قوم عذاب الٰہی سے ہلاک ہوگی نہ قرآن مجید سے ثابت ہے نہ کسی حدیث[1] میں اسکا پتہ ہے لیکن غیر معتبر روایت میں یہ آیا ہے کہ حضرت یونس علیہ السّلام نے صرف عذاب آنے کی پیشین گوئی کی تھی اور اوسی روایت میں یہ بھی ہے کہ وہ پیشین گوئی پوری ہوئی اور عذاب آیا اور اوس قوم کے سچے ایمان لانے اور نہایت گریہ وزاری سے وہ عذاب ٹلگیا اب اس قول کو بھی ملاحظہ کیجئے جو تتمہ حقیقۃ الوحی صد ۱۳۳ میں انہوں نے لکھا ہے۔ "کیا یونس علیہ السّلام کی پیشینگوئی نکاح پڑھنے سے کچھ کم تھی جسمیں بتلایا گیا تھا کہ آسمان پر یہ فیصلہ ہوچکا ہے کہ چالیس دن تک اس قوم پر عذاب نازل ہوگا مگر عذاب نازل نہ ہوا حالانکہ اسمیں کسی شرط کی تصریح نہ تھی پس وہ خدا جس نے ایسا ناطق فیصلہ منسوخ کر دیا کیا اُسپر مشکل تھا کہ اوس نکاح کو بھی منسوخ یا کسی وقت پر ٹالدے" اجمالی طور پر تو اس جواب کی غلطی ظاہر کردی گئی اب ان دونوں پیشینگوئیوں کا فرق بھی کچھ معلوم کرنا چاہیئے۔ حضرت یونس علیہ السّلام کے قصّہ میں اور اس پیشینگوئی میں زمین و آسمان کا فرق ہے اوسکی متعدد وجوہ انصاف و غور سے ملاحظہ کیجئے۔

(۱) حضرت یونس علیہ السّلام کی الہامی پیشینگوئی کا ثبوت نہیں ہے اس لئے یہ کہنا کہ آسمان پر فیصلہ ہوچکا ہے کہ چالیس دن تک اس قوم پر عذاب نازل ہوگا۔ محض غلط ہے اور آسمان پر قطعی فیصلہ مان کر یہ کہنا کہ عذاب نازل نہ ہوا قرآن مجید کی صریح مخالفت کرنا ہے کیونکہ نصوص صریحہ موجود ہیں۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُخْلِفُ الْمِیْعَادَ

حضرت یونسؑ کی پیشین گوئی کا ذکر اور مرزا صاحب کا جھوٹا ہونا

[1] تفسیر قاضی عیاض اور تاریخ طبری فارسی ملاحظہ ہو ۱۲۔

وَلَن يُّخْلِفَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ کا ان دونوں آیتوں کے معنے اور اونکی تفسیر اوپر بیان ہوئی ہے جس سے قطعی طور سے ثابت ہوگیا ہے کہ خدا کے وعدے اور وعید میں تخلف ہرگز نہیں ہو سکتا۔

الغرض مرزا صاحب کی پیشینگوئی نہایت ہی موکد اور مستحکم برسوں ہوتی رہی اور حضرت یونس علیہ السّلام کی آسمانی پیشینگوئی کا ثبوت ہرگز نہیں ہے۔

(۲) منکوحہ آسمانی کے نکاح میں آنے کی خبر اور اوسکا نکاح ہو جانے کے بعد اوس کے لوٹ آنے کی خبر نہایت تاکید کے ساتھ بار بار دی گئی۔ اور اسکی نسبت مرزا صاحب نے کلام خداوندی اس طرح نقل کیا انا کنا فاعلین یعنے بلاشبہ ہم اس کے کرنے والے ہیں۔

اب جماعت احمدیہ بتائے کہ حضرت یونس علیہ السّلام سے اس طرح کا کلام الٰہی قرآن وحدیث سے کہیں ثابت ہے؟ ہرگز نہیں۔

(۳) اس منکوحہ کی نسبت یوں الہام ہوا۔ کہ اوس عورت کا لوٹ کر آنا حق ہے اس میں شک نکرنا یعنے مرزا صاحب کے نکاح میں آنا ایسا یقینی ہے کہ اوس میں شک کرنے کی ممانعت کی گئی۔ اب کوئی بتائے کہ حضرت یونس علیہ السلام سے اس طرح کسی وقت کہا گیا؟ ہرگز نہیں۔

(۴) اس وعدہ کی نسبت اون کا الہام کہ خدا کی باتیں بدل نہیں سکتیں یعنے اس وعدہ میں تغیر و تبدل ہرگز نہیں ہو سکتا ہے بلکہ اوسکا پورا ہونا ضرور ہے کیا کوئی ثابت کر سکتا ہے کہ حضرت یونس علیہ السّلام سے بھی یہ صراحت کی گئی تھی؟ ہرگز نہیں۔

(۵) مرزا صاحب کہتے ہیں کہ بار بار کی توجہ سے یہ معلوم ہوا کہ خدا تعالےٰ اوس لڑکی کو ہر ایک مانع دور ہونے کے بعد انجام کار اس عاجز کے نکاح میں لائیگا۔"

اور حضرت یونس علیہ السّلام نے نزول عذاب کے لئے ایسا یقین کسیوقت نہیں بیان کیا۔

الغرض یونس علیہ السّلام کی پیشین گوئی کو منکوحہ آسمانی والی پیشینگوئی سے کوئی مناسبت نہیں ہے اسکے جھوٹا ہونے کے جواب میں اوسے پیش کرنا سخت مغالطہ دینا ہے۔

(۱) سب سے اوّل تو یہ بات ہے کہ قطعی طور سے اسکا ثبوت نہیں ہے کہ حضرت یونس علیہ السّلام نے الہامی پیشینگوئی کی تہی۔

(۲) اگر کسی قسم کا ثبوت ہے تو صرف اس قدر ہے کہ عذاب آنے کی پیشینگوئی تہی وہ پوری ہوئی۔ یعنے عذاب آیا۔ جس ضعیف روایت میں الہام سے پیشینگوئی کرنا آیا ہے اوسمیں عذاب کا آنا ہی مذکور ہے **تفسیر درمنثور** ملاحظہ کیجائے اور اگر یہ کہا جائے کہ عذاب نہیں آیا تو پھر الہامی پیشین گوئی کا ثبوت ضعیف روایت سے بہی نہ ہوگا۔

اگر کسی ذی علم کو دعوے ہے تو ثابت کرے مگر ہم کہتے ہیں کہ نہیں کر سکتا۔

حاصل کلام یہ ہے کہ مرزا صاحب کا پہلا جواب تو خود اونہیں کے متعدد اقوال سے غلط ثابت ہوا۔ اور دوسرا اور تیسرا جواب نصوص قطعیہ قرآنیہ کے خلاف ہی اور تیسرا جواب واقعات کی رو سے بہی غلط ہے اور خلیفہ صاحب نے جو جواب تراشا ہی اور قرآنی جواب بنایا ہے اوسکا نہایت کافی جواب فیصلہ کے پہلے حصہ میں دیا گیا ہے اور یہاں جو اقوال مرزا صاحب کے نقل کئے گئے ہیں وہ ہی اون کے جواب کو غلط بتا رہے ہیں اور اسپر بہی اگر کسی صاحب کو سیری نہ ہو تو تتمہ حصہ اول ملاحظہ کریں

بالآخر اس میں کسی طرح کا شبہ نہیں رہا کہ منکوحہ آسمانی کے

متعلق اور اوس کے شوہر کے متعلق جو پیشین گوئی مرزا صاحب
نے کی تھی وہ ہر طرح غلط ہوئی کسی منصف فہمیدہ کو ان دونوں
بلکہ تینوں پیشینگوئیوں کے جھوٹا ہونے میں کوئی شک و شبہ
نہیں رہا۔ اونکا غلط ہونا آفتاب تاباں کی طرح روشن ہو رہا ہے
اب اگر کسی شپرہ چشم کو آفتاب نہ سوجھے یا کوئی گرد و غبار کو اڑا کر
آفتاب کو چھپانا چاہے تو آفتاب چھپ نہیں سکتا دنیا
اوسکی روشنی سے انکار نہیں کر سکتی۔ اسی طرح اس پیشینگوئی
کے غلط ہونے سے انکار نہیں ہو سکتا۔ اسکا لازمی نتیجہ بالضرور
یہ ہے کہ بموجب ارشاد خداوندی اور نص قرآنی اور توریت مقدس مرزا صاحب
کاذب ٹھیرے اور یقینی جھوٹے ہیں دنیا میں کوئی اون کی صداقت کو ثابت نہیں
کر سکتا اب جماعت احمدیہ اس پر غور کرے اور اپنی عاقبت برباد نہ کرے۔
میں نہایت خیر خواہی سے کہتا ہوں کہ جن بینہ دلائل سے ان دونوں پیشینگوئیوں کا
غلط ہونا بیان کیا گیا ہے اون کا جواب نہ خلیفہ صاحب دے سکتے ہیں اور نہ کوئی
دوسرا ذی علم اس میں قلم اٹھا سکتا ہے یوں عوام کے دام میں رکھنے اور بے سر و پا
کچھ لکھنے یا کہنے کو کون روک سکتا ہے مگر میں نہایت قوت اور سچائی سے کہتا ہوں
کہ اب جو دلیل اور جو توجیہہ ان پیشینگوئیوں کی صداقت میں پیش کیجائے اوس کا
غلط ہونا میں اوسی بیان سے دکھا سکتا ہوں جو اوپر کیا گیا۔ جس طالب حق کو شبہ ہو

وہ دریافت کرے۔

تمام مذکورہ بیان کے علاوہ نہایت قوی شہادت یہ پیش کرتا ہوں کہ خاص اس پیشینگوئی کے بیان میں اور اس سے پہلے مرزا صاحب کے متعدد غلط دعوے دکھائے گئے جن کے جھوٹ کہنے میں کسی طرح کا تامل نہیں ہو سکتا اور کئی پیشینگوئیاں بھی ایسی غلط ہوئیں کہ اون میں کسی متعصب کو بھی کلام کرنے کی مجال نہیں ہے وہ غلط پیشینگوئیاں یہ ہیں۔

(۱) احمد بیگ کی بڑی لڑکی بیوہ ہوگی۔ (۲) اور وہ نکاح ثانی تک زندہ رہے گی یعنے اوس کا نکاح ثانی ہوگا۔ مگر دنیا پر ظاہر ہوگیا کہ وہ لڑکی بیوہ نہیں ہوئی اور نکاح ثانی کی اوسے نوبت نہیں آئی بلکہ پہلے ہی زوج کے نکاح میں مرگئی (۳) مرزا صاحب کہتے ہیں کہ یہ عاجز بھی ان واقعات کے پورے ہونے تک زندہ رہیگا یعنے احمد بیگ کی لڑکی کے بیوہ ہونے اور اس کے نکاح ثانی تک یہ بھی غلط ہوا کیونکہ وہ اپنے پہلے زوج کے نکاح میں تھی کہ مرزا صاحب دائمی مفارقت کا داغ لیکر دنیا سے چل بسے اس کے بعد وہ لڑکی مرگئی۔ اسیطرح یہ تینوں پیشینگوئیاں غلط ہوئیں (۴) نکاح کے بعد اس لڑکی سے ایک خاص طور کا لڑکا ہوگا۔ (۵) مرزا صاحب نے کہا کہ مولوی ثناراللہ صاحب پیشینگوئیوں کی پڑتال کے لئے میرے پاس ہرگز نہ آئیں گے۔

جب اوس لڑکی سے نکاح ہی نہوا تو اوسکی اولاد کا ذکر فضول ہے۔

مولوی صاحب پیشینگوئیوں کی پڑتال کے لئے قادیان گئے اور نہایت شائستگی سے مرزا صاحب کو بلایا مگر مرزا صاحب گھر سے باہر نہ آئے۔

غرضکہ مذکورہ آٹھ پیشینگوئیوں میں پانچ پیشینگوئیاں تو ایسے علانیہ طور سے غلط ہوئیں کہ آج تک کوئی اون کا مرید اسمیں دم نہیں مار سکا۔

ان پانچ پیشینگوئیوں میں پہلی پیشین گوئی کے سوا چار پیشینگوئیاں وعید نہیں ہیں بلکہ وعدہ الہی ہیں جس کا پورا ہونا ہر ذی عقل کے نزدیک ضرور ہے مگر وہ بھی پوری نہ ہوئیں۔

الغرض جب آٹھ پیشین گوئیوں میں پانچ غلط ہوئیں تو اب تین کے غلط ماننے میں کسی حق طلب کو تامل نہیں ہو سکتا خصوصاً اوس وقت کہ قرآن مجید کی نص صریح اور توریت کی نص قطعی سے ثابت ہو کہ اگر کسی مدعی نبوت کی ایک پیشینگوئی بھی جھوٹی ثابت ہو جائے تو وہ جھوٹا ہے۔

رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَأَنْتَ خَيْرُ الْفَاتِحِينَ

ہمدردانِ اسلام سے اپیل

اِس نازک وقت میں بعض اُن علماء کاملین جنہوں نے اِس چودھویں صدی کی ابتداء سے اِسوقت تک اُمت محمدیہ کی بہت کچھ اصلاح کی ہی، اور ابتداے صدی میں قدیم عیسائیوں کو لاجواب کر کے اُمت محمدیہ کو گمراہی سے بچایا، اِسی طرح اِسوقت جدید مسیحی مرزائیوں کے فتنہ سے بہت مسلمانوں کو محفوظ رکھا اور بہتونکو توبہ نصیب ہوئی۔ اُنہی کی نظر توجہ سے رسائل ذیل لکھے گئے جن سے تمام جماعت مرزائی عاجز ہی۔ اگرچہ بعض علماء کا یہ خیال ہی کہ ان کو چھیڑنا اچھا نہیں کیونکہ اس سے اِنکی شہرت اور ترقی ہوتی ہی مگر یہ سراسر غلط ہے کیونکہ تجربہ اس کا شاہد ہی کہ جس جگہ انکی مخالفت پُوری سرگرمی سے کی گئی وہاں سے برابر سر پر پیر رکھکر بھاگتے ہی نظر آئے۔ دور کیوں جایئے اِسی مونگیر و بھاگلپور کو دیکھئے کہ جب تک حضرت مولٰنا ابو احمد صاحب قبلہ رحمانی مدفیوضہ کی توجہ اِس طرف نہیں ہوئی تھی اُسوقت تک گویا ان دونوں ضلعوں کے اکثر مسلمانوں کے اعتقاد بگڑ چکے تھے، مگر بحمداللہ آپ کی توجہ نے مرزائیت کے سیاہ ابر کو کالعہن المنفوش کر کے اِسلام کے شیدائیوں کے قلوب کو منور کر دیا، علاوہ اِسکے اور جہاں جہاں مرزائیوں نے دام تزویر پھیلانا چاہا وہاں خانقاہ رحمانیہ سے ذیل کی کتابیں پہنچ گئیں، پھر کیا تھا کسی نہ کسی حیلہ سے فرار ہوئے لہذا تمام مسلمانوں کو چاہیئے کہ اسکی اشاعت میں پُوری سرگرمی سے کام لیں اور الدال علی الخیر کفاعلہ کی مستحق ہوں

قدیم عیسائی و جدید مسیحی مرزائیوں کے رد میں قابل دید رسائل

(۱) پیغام محمدی (۲) دفع التلبیسات (۳) ترانہ حجازی۔ یہ تینوں رسالے قدیم عیسائیوں کے جواب میں نہایت ہی عمدہ ہیں نہایت تحقیق سے تحقیقی والزامی جواب دئیے ہیں اِس نازک وقت میں ہر ایک مسلمان کو اور بالخصوص اہل علم کو انھیں دیکھنا ضرور ہے

جدید مسیحی یعنے مرزائیوں کی خیر خواہی میں لاجواب رسالے

(۴) فیصلہ آسمانی حصہ ۱ (۵) فیصلہ آسمانی حصہ ۲ (۶) فیصلہ آسمانی حصہ ۳۔ اِن رسالوں میں مرزا صاحب کی نہایت عظیم الشان ۵ پیشینگوئیوں کو جھوٹا دکھا کر اُنکے خطوط سے اُنکی ۱۲ نفسانی خواہشات ظاہر کر کے اور اُنکے جھوٹ و فریب کو بیان کر کے قرآن و حدیث سے اُن کا جھوٹا ہونا دکھایا ہے۔ قابل دید رسائل ہیں۔

(۷) شہادت آسمانی (۸) دوسری شہادت آسمانی - مرزا صاحب نے جو ۱۳۱۲ھ کے رمضان شریف کے چاند اور سورج گہن کے اجتماع کو اپنے لیے آسمانی شہادت بتایا تھا اُس کو ان رسالوں میں مفصلاً و مشرحاً دلائل قاطعہ سے غلط دکھا کر کے اُن کو جھوٹا ثابت کیا ہے -

(۹) صحیفہ انواریہ (۱۰) حقیقۃ المسیح (۱۱) معیار المسیح (۱۲) دوستانہ نصیحت (۱۳) آئینہ کمالات مرزا - (۱۴) اسلامی اعلان (۱۵) تنزیہ ربانی (۱۶) معیار صداقت (۱۷) تنبیہ قادیانی (۱۸) تائید ربانی (۱۹) دعا مرزا (۲۰) مسیح کاذب (۲۱) حق طلب کی سچی فریاد (۲۲) ختم النبوۃ فی الاسلام (۲۳) النجم الثاقب دو حصہ (۲۴) شہادت القرآن حصہ (۲۵) دعوی نبوت مرزا (۲۶) عبرت خیز (۲۷) حق نما (۲۸) آئینہ قادیانی (۲۹) اظہار حق (۳۰) الہامات مرزا (۳۱) مرقع قادیانی (۳۲) حقیقۃ رسائل اعجازیہ مرزائیہ - ان رسالوں میں مختلف طریقوں سے مرزا صاحب کا جھوٹا ہونا ثابت کیا گیا ہے تفصیل اسکی ملاحظہ سے معلوم ہوگی، اخیر رسالہ میں ۱۵ طریقوں سے مرزا کا کذب ثابت کیا ہے -

(۳۳) اغلاط ماجدیہ (۳۴) انوار ایمانی (۳۵) محکمات ربانی - یہ رسالے مولوی عبد الماجد صاحب مرزائی کے رسالہ کے جواب میں ہیں اور اُن کی کذب بیانیاں اور بددیانتیاں بھی دکھائی گئی ہیں -

(۳۶) ابطال اعجاز مرزا (۳۷) جواب قصیدہ اعجازیہ مرزائیہ - پہلے رسالہ میں اُنکے قصیدہ کی غلطیاں دکھائی گئی ہیں اور دوسرے میں اُن کے قصیدہ کا جواب ہے،

(۳۸) تذکرہ یونس ع - مرزا صاحب نے اپنی جھوٹی پیشگوئیوں پر پردہ ڈالنے کے لیے حضرت یونس ع پر جھوٹی پیشگوئی کا الزام لگایا ہے اس رسالہ میں اُن کی سچی حالت دکھا کر مرزا صاحب کو جھوٹا ثابت کیا گیا ہے،

(۳۹) مسیح قادیان پر اقراری ڈگریاں اس رسالہ میں یہ دکھایا ہے کہ مرزا صاحب نے ۱۵ قولوں میں اپنے جھوٹے ہونیکا اقرار کیا ہے -
(۴۰) صحیفہ رحمانیہ از نمبر ۱ تا ۱۶ و (۴۱) صحیفہ محمدیہ از نمبر ۱ تا ۱۴ - ان دونوں صحیفوں میں مختلف طور سے مرزا صاحب کی حالتوں کو روشن کر کے دکھایا ہے اور انھیں کاذب ثابت کیا ہے -

(۴۲) تعبیر رویا حقانی، (۴۳) جواب حقانی - ان رسالوں میں بدزبان خلیل احمد مرزائی کے اسرار نہانی کا نہایت مہذبانہ جواب ہے اور مرزا صاحب کا جھوٹا ہونا بھی ثابت کیا گیا ہے، انکے علاوہ اور بہت رسالے ہیں جن کی تفصیلی کیفیت حفاظت ایمان میں موجود ہے وہاں ملاحظہ کریں اُس میں ۹۱ رسالوں کے نام ہیں، یہاں کل ۴۳ رسالوں کے نام لکھے گئے ہیں،

المشتہر

حاجی لیاقت حسین رحمانی - خانقاہ رحمانیہ مخصوص پور مونگیر

تین ہزار روپیہ کا انعام

فیصلہ آسمانی کا یہ تیسرا حصہ پہلی مرتبہ ۱۳۳۲ھ مین چھپا تھا اُس میں بھی جواب کے لیئے اعلان دیا گیا تھا مگر یہ چوتھا برس ہی کہ کسی مرزائی نے ہمارے علمار کو نہ اطلاع دی اور نہ کوئی رسالہ اسکے جواب میں بھیجا۔ اب ۱۳۳۷ھ مین دوسری مرتبہ یہ رسالہ مشتہر کیا جاتا ہے اور اعلان دیا جاتا ہی کہ جو مرزائی صاحب مہذبانہ طریقیہ سے اس کا جواب دیکر مرزا صاحب کی صداقت ثابت کریں اُنہیں تین ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا۔ بشرطیکہ کامل رسالہ کا جواب ہو اسمیں سب سے اول اُن اعتراضوں کا جواب ہو جن سے مرزا صاحب کا مخالف اسلام ہونا ثابت کیا گیا ہی۔ اس کے بعد اُن کی آٹھ پشینگوییاں جو جھوٹی ثابت کی گئی ہیں اُن کی صداقت ثابت کی جائے۔

منکوحہ آسمانی والی پشینگوئی کو جو اُنہوں نے منسوخ بتایا ہے اور وعدہ الٰہی کو جھوٹا قرار دیا ہے اُس پر نو اعتراض کیئے گیئے ہیں اُن کا جواب ہونا چاہیئے اس کے ضمن میں مرزا صاحب کے کچھ جھوٹ دکھائے گیئے ہیں اُن کا جواب بھی ہو بالخصوص حضرت یونسؑ علیہ السلام پر جو مرزا صاحب نے غلط الزام دیا ہی کہ

اُنہوں نے عذاب الٰہی کی قطعی پیشگوئی کی تھی اور وہ پوری نہوئی اسکو قرآن شریف سے
یا روایات صحیحہ قطعیہ سے ثابت کرنا ہوگا۔ ہمنے جو قرآنمجید کے نصوص قطعیہ سے ثابت
کیا ہو کہ اللہ تعالیٰ کے وعدے ور وعید میں خلاف ہرگز نہین ہوتا اور مرزا صاحب کا
جھوٹا ہونا ثابت کیا ہو اُس کا جواب بھی قرآن شریف سے دینا ہوگا۔

یہ رسالہ چھپوا کر اور اپنے خلیفہ اور مخصوص علماء مثل سرور شاہ وغیرہ کے دستخط
کرا کے ہمارے پاس بھیجا جائے اُسکے بعد عام جلسہ کیا جائے۔ اوس میں
اہل علم اور تعلیم یافتہ حضرات ہوں اُنکے روبرو ہر ایک اعتراض پیش کیا جائے
اور پھر اُس کا جواب اُنھیں سُنایا جائے اور زیادہ گفتگو نہ ہو اسکے بعد اہل علم
حضرات کہدیں کہ مذکورہ باتوں کا جواب ہوگیا اُسوقت بے تامل مذکورہ انعام
دیا جائے گا۔ اور اگر جواب نہ دیسکیں یا جواب غلط ہو تو ہماری طرف سے یہ
درخواست ہو کہ جھوٹ سے علیحدہ ہوکر سچے اسلام کے پیرو ہوں اور اسکی
ترقی میں کوشاں رہیں +

داعیان خیر

عبدالعزیز خان و عبدالوحید خان و ابوالبقا محمد بھاگلپوری